

الدُّولَةُ الْمُكَيْنَةُ بِالْمَلَكَةِ الْعَيْنَيَّةِ

(١٢٢٣ المُهُرُجُ)

مولده

پیزادہ اقبال احمد فاروقی
ترجمہ

الشیخ الإمام أحمد رضا خان
القادر الأفغاني ثم البريلوي الحسني



مکتبہ بنو هب

الدولـة الـمـكـرـمة

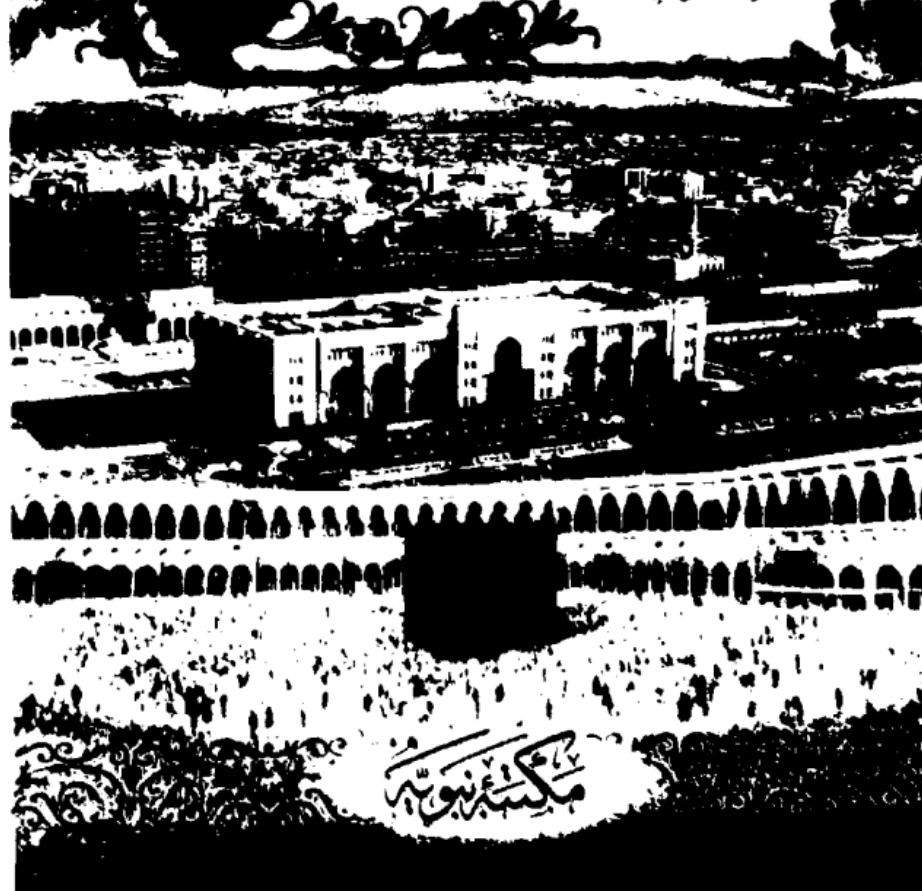
لـلـشـاهـة الـعـظـيمـة

(١٣٢٢) المـقـرـبـة

ترجمـة

پـزـادـه اـقبال فـارـوقـي

الـشـيخ الـدـاـعـي أـخـد رـضـاـخـان



مـكـتبـةـنـوـزـهـ

کتاب پر ایک نظر

| | |
|---------------|--|
| نام کتاب | الدولۃ الکریۃ بالمادة الغیبیۃ |
| نام مصنف | اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث برخلافی رحمۃ اللہ علیہ |
| موضوع کتاب | علوم غیبیۃ |
| سال تصنیف | ۱۹۰۵ء ۱۳۲۳ھ |
| سال اشاعت اول | ۱۹۰۶ء ۱۳۲۴ھ |
| مقام تصنیف | مکتبۃ المکرمة |
| ترجمہ اردو | پیرزادہ اقبال احمد فاروقی |
| افتتاحیہ | ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری |
| سال اشاعت | ۲۰۰۸ء ۱۳۲۹ھ |
| تعداد | ایک ہزار |
| ناشر | مکتبہ نبویہ سیخ بخش روڈ لاہور |
| قیمت | ۲۰۰ روپے |

ملئے کے پتے

بار عایت کتاب حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

مکتبہ نبویہ سیخ بخش روڈ لاہور۔ ضیاء القرآن جلی کیشنز۔ قادری رضوی کتب خانہ
نوری کتب خانہ۔ مکتبہ اعلیٰ حضرت۔ کرمانوالہ بک شاپ۔ مکتبہ اعلم
در بار مارکیٹ، سیخ بخش روڈ لاہور

فہرست مضمایں کتاب

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ | عنوان |
|-------|------|---|------|---|
| | | | | <u>دیباچہ</u> |
| ۷۳ | ۷ | لوح و قلم کا علم | ۷ | |
| ۷۵ | | نظر چشم | | از خورشید احمد سعیدی |
| ۷۵ | ۹ | قرآن و حدیث اور آواں صحابہ میں حضور | ۹ | <u>عرضہ شر</u> |
| | | علیٰ اللہ علیہ السلام کے علم کا مذکورہ | | چیرزادہ اقبال احمد فاروقی |
| ۷۷ | ۱۷ | زمینوں و آسمانوں کا علم | ۱۷ | <u>افتتاحیہ</u> |
| ۷۸ | | زمین و آسمان کے کلی علم | | ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد |
| ۸۰ | ۲۹ | احوال امت پر نگاہ | ۲۹ | الذوقُ الْمُنْكَبِيَّ بِالْمَادَةِ الْفَيْبِيَّةِ |
| ۸۱ | ۳۲ | اول و آخر ظاہر و باطن کا علم | ۳۲ | <u>نظر اول</u> |
| ۸۳ | ۳۲ | مقامات علم مصطفیٰ علیٰ اللہ علیہ السلام | ۳۲ | دین کا دار و مدار |
| ۸۳ | ۳۸ | قطیعیت کلامی اور قطیعیت اصولی | ۳۸ | علم غیب قرآنی آیات کی روشنی میں |
| ۸۷ | ۵۰ | براہین قاطعہ اور تقدیس الوکیل | ۵۰ | علم کی تقيیم |
| ۸۹ | ۵۵ | علماء دیوبند | ۵۵ | حضرت خضر و مولیٰ علیہ السلام کے علم |
| ۸۹ | ۵۶ | علمائے کمک مردم دیوبندیوں کی نظر میں | ۵۶ | غیب پر ایمان لا ۲ |
| ۹۱ | ۶۰ | نظر ششم | ۶۰ | <u>نظر دوم</u> |
| ۹۱ | ۶۰ | پانچ چیزوں کا علم | ۶۰ | ذاتی اور عطا لی علم میں فرق |
| ۹۳ | | پانچ چیزوں سے اختصار کی حکمت | | <u>نظر سوم</u> |
| ۹۹ | ۶۲ | مری اگر ارش | ۶۲ | ایک کج غمزہ بندی |
| ۱۰۲ | ۶۳ | موت و حیات کا علم | ۶۳ | دنیا میری بھیلی پر روشن ہے |
| ۱۰۳ | ۶۶ | آخری اگر ارش | ۶۶ | بادشاہ کا ایک ناٹکر اگر گداگر |
| ۱۰۳ | ۷۰ | حضور کے ۶ چیزوں پر غوب کے انعامات | ۷۰ | <u>نظر چہارم</u> |
| ۱۰۶ | ۷۰ | حضرت امام الغفل رضی اللہ عنہا کے پیش | ۷۰ | دہاکی کی غلط بیانوں کا تعاقب |
| | ۷۳ | میں کیا ہے؟ | ۷۳ | اب مری اگر ارش سنئے |

| عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر |
|---------------------------------------|---|-------|-----------|
| حضرت صدیق اکبر نے یہاں سے پہلے ۱۵۹ | عبدالله احمد سعد گیلانی | عنوان | عنوان |
| بنی کی بشارت دی | علی بن علی الرحمانی | ۱۶۰ | ۱۶۰ |
| خبر کا جندا | محمد بن سید الواسع حنفی الادرسی | ۱۶۱ | ۱۶۱ |
| مقام وصال کی خبر | محمد توفیق الایوبی الانصاری | ۱۶۲ | ۱۶۲ |
| معاذ بن جبل کو حضور ﷺ نے اپنی ۱۶۳ | یعقوب بن رجب | ۱۶۳ | ۱۶۳ |
| حدت کی اطلاعاتی | محمد نجیب بن سعید | ۱۶۴ | ۱۶۴ |
| بچتہ الاسرار اور اس کے مصنف خلائق | محمد بن صفتہ اللہ | ۱۶۵ | ۱۶۵ |
| حضرت غوث اعظم اور غیر کی با تہم | محمود بن علی عبد الرحمن الشویل | ۱۶۶ | ۱۶۶ |
| کس زمین پر انتقال ہو گا؟ | مصطفیٰ ابن القادری بن غزہ الطیونی | ۱۶۷ | ۱۶۷ |
| حضرت یوسف علیہ السلام نے مصریوں کو | موی علی الشامی الازہری الاحمری | ۱۶۸ | ۱۶۸ |
| غیر سے مطلع کر دیا | ہدایت اللہ بن محمود بن محمد سعید السندي | ۱۶۹ | ۱۶۹ |
| اوں تکنیکیاتی ہے؟ | لیسم انحرافی | ۱۷۰ | ۱۷۰ |
| عنی فی اللوح المحفوظ | یوسف بن اسحیل النبیانی | ۱۷۱ | ۱۷۱ |
| <u>تکنیکیاتی ترقیاتی</u> | احمد رمضان | ۱۷۲ | ۱۷۲ |
| از مولا ۱ عبد الرحمن تھوی | عبد الحمید بکری العطار شافعی | ۱۷۳ | ۱۷۳ |
| احمد الجزاری بن السید احمد المدنی | محمد آندری الکھیم | ۱۷۴ | ۱۷۴ |
| شیخ اسحیل ابن طیل | محمد امین سوید | ۱۷۵ | ۱۷۵ |
| نسیم بن محمد | محمد امین الصفر جلائی | ۱۷۶ | ۱۷۶ |
| شیخ محمد علی | محمود بن سید العطار | ۱۷۷ | ۱۷۷ |
| احمد بن محمد بن محمد نجیب السندي | محمد سان الدین بن محمد بدرا الدین | ۱۷۸ | ۱۷۸ |
| سید محمد بن سید مصطفیٰ خط | محمد عطاء اللہ قائم | ۱۷۹ | ۱۷۹ |
| عبد القادر حنفی اسٹنی اظفیب | محمد القاسمی | ۱۸۰ | ۱۸۰ |
| عبدالکریم ابن التارذی بن عزوز الطیونی | محمد علی الفقی الحنفیہندی | ۱۸۱ | ۱۸۱ |

| عنوان | عنوان | عنوان | عنوان |
|--|---|-------|---|
| محمد بن الحارث | شیخ محمد ممتاز بن عطاء راجوی | ۱۷۶ | شیخ محمد ممتاز بن عطاء راجوی |
| مصطفیٰ بن آندری اٹھٹی | شیخ سید احمد بن احمد الجزاری | ۱۷۶ | شیخ سید احمد بن احمد الجزاری |
| مشائیر علمائے کرام کی تاریخ | شیخ عثمان بن عبد السلام داعشانی | | شیخ عثمان بن عبد السلام داعشانی |
| از صاحب تاریخ الدوّلۃ الحلبیہ علماء انصاری | شیخ محمد بن العین بن مصطفیٰ الیاس | ۱۷۸ | شیخ محمد بن العین بن مصطفیٰ الیاس |
| مقرظین کے اسماء رائی | شیخ سید سیمین بن عبد القادر طرابلسی | ۱۷۸ | شیخ سید سیمین بن عبد القادر طرابلسی |
| مقرظین کی اہمیت | شیخ حمدان و شمسی | ۱۸۲ | شیخ حمدان و شمسی |
| مقرظین کے حالات | علام سید طویل بن احمد بافقیہ | ۱۸۳ | علام سید طویل بن احمد بافقیہ |
| شیخ سید اسحاق علی بن ظیل | شیخ عبداللہ بن عودہ صوفیان | ۱۸۳ | شیخ عبداللہ بن عودہ صوفیان |
| شیخ محمد سعید بن محمد سالم صسل | شیخ سید محمد عبدالباری بن محمد امین رضوان | ۱۸۳ | شیخ سید محمد عبدالباری بن محمد امین رضوان |
| شیخ عبداللہ بن عبد الرحمن سراج | شیخ سید عباس بن محمد امین رضوان | ۱۸۵ | شیخ سید عباس بن محمد امین رضوان |
| شیخ محمد عابد بن سیمین مائلی | شیخ سید محمد سعید بن محمد اورنسی | ۱۸۶ | شیخ سید محمد سعید بن محمد اورنسی |
| شیخ عبدالقدوس علی بن محمد حمید | مولانا سید احمد علی بن بشیر الدین راپوری | ۱۸۷ | مولانا سید احمد علی بن بشیر الدین راپوری |
| شیخ محمد صالح بن صدیق کمال | شیخ سید علی بن احمد محکدار | ۱۸۷ | شیخ سید علی بن احمد محکدار |
| شیخ محمد صالح بن صدیق کمال | شیخ سید احمد بن محمد اسد گیلانی | ۱۸۸ | شیخ سید احمد بن محمد اسد گیلانی |
| شیخ محمد علی بن صدیق کمال | مولانا سید غلام محمد بر بان الدین | ۱۸۹ | مولانا سید غلام محمد بر بان الدین |
| شیخ محمد صالح بن محمد فضل | شیخ سید عبدالقار بن محمد ابن سودہ | ۱۹۰ | شیخ سید عبدالقار بن محمد ابن سودہ |
| شیخ محمد رضا وی ابوزین بن عبد الرحمن | شیخ سید محمد عبدالواہب بن محمد یوسف زبانی | ۱۹۱ | شیخ سید محمد عبدالواہب بن محمد یوسف زبانی |
| شیخ محمد علی بن سیمین مائلی | شیخ عطیہ بن محمد | ۱۹۱ | شیخ عطیہ بن محمد |
| شیخ محمد جمال بن محمد امیر بن سیمین مائلی | شیخ سید مصطفیٰ بن احمد زین | ۱۹۱ | شیخ سید مصطفیٰ بن احمد زین |
| شیخ اسد بن احمد و بان | شیخ احمد بن محمد بن محمد خان ناری مباری | ۱۹۳ | شیخ احمد بن محمد بن محمد خان ناری مباری |
| شیخ عبد الرحمن بن احمد و بان | شیخ محمد عبد الحق بن شاہ محمد الآبادی | ۱۹۳ | شیخ محمد عبد الحق بن شاہ محمد الآبادی |
| شیخ محمد بن یوسف خاط | شیخ سید موسیٰ بن علی شاہی | ۱۹۳ | شیخ سید موسیٰ بن علی شاہی |
| شیخ سید محمد یعقوب بن رجب | شیخ سید محمد یعقوب بن رجب | ۱۹۳ | شیخ سید محمد یعقوب بن رجب |

| عنوان | مختصر | عنوان | مختصر |
|--|-------|---|-------|
| شیخ نسیم بن الحصیری | ٢٠٥ | شیخ محمد بن علی حییم | ٢٠٥ |
| شیخ محمد نسیم بن سعید | ٢٠٥ | شیخ محمد بن بن محمد بن خلیل سفر جانی | ٢٠٥ |
| شیخ عبد الرحمن دریدار | ٢٠٥ | شیخ محمود بن بشیر عطاء | ٢٠٥ |
| شیخ یوسف بن اسحاق بن شبانی | ٢٠٥ | شیخ محمد تائب الدین بن محمد | ٢٠٥ |
| شیخ نسیم بن محمد بن بشیر العینی | ٢٠٤ | شیخ سید محمد تائب الدین بن محمد بد الدین | ٢٠٤ |
| مولانا محمود بن صبغت القدهاری | ٢٠٤ | شیخ محمد عطاء اللہ بن ابراہیم سم | ٢٠٤ |
| شیخ محمد سعید بن عبدالقدار نقشبندی | ٢٠٨ | شیخ محمد بن قاسم المردوف ب محمد قاضی طلاق | ٢٠٨ |
| شیخ محمد توفیق بن ایوبی انصاری | ٢٠٨ | شیخ مصطفی بن احمد شعلی | ٢٠٨ |
| شیخ طیب بن علی رحمانی | ٢٠٩ | شیخ سید نسیم بن مصطفی اولیو | ٢٠٩ |
| شیخ عبد الجید بن محمد ایوب | ٢٠٩ | شیخ محمد بن اورنیس قادری | ٢٠٩ |
| شیخ سید محمد تجھیزی بن احمد مرتضی | ٢١٠ | شیخ محمد جبیر اللہ بن عبد القهاری | ٢١٠ |
| شیخ عبدالوباب نائب بن عبد القادر | ٢١٠ | شیخ محمد ابراهیم بن محمد زادہ | ٢١١ |
| شیخ سید یوسف بن محمد نجیب مظاہر | ٢١١ | شیخ محمد عارف بن حسین الدین | ٢١٢ |
| مولانا سید محمد نہمان قادری | ٢١٢ | شیخ عمرارہ بن احمد موسی عظیمی | ٢١٢ |
| شیخ سید محمد نسیم بن محمد شویہ | ٢١٢ | مولانا احمد ضیاء الدین بکالی قادری | ٢١٣ |
| شیخ ابراہیم بن عبد المطلب سقا | ٢١٣ | شیخ سید محمد بن عزیز کافی | ٢١٣ |
| شیخ عبد الرحمن بن احمد حلف | ٢١٣ | مولانا فضل بریوی | ٢١٣ |
| مولانا فاضل بدایت اسد بن محمد سندی | ٢١٣ | فضل بریوی کے بعد | ٢١٣ |
| شیخ محمد تجھیزی بن رشید قلعوی | ٢١٣ | شیخ محمد نسیم بن مجدد شفقی | ٢١٣ |
| شیخ عمر بن مصطفی مصیہ | ٢١٣ | شیخ محمد زادہ کیمی بن محمد بن جعفر سرقانی | ٢١٣ |
| شیخ سید عبد القادر بن ابی الفرج انخطیب | ٢١٥ | شیخ یوسف بن شمر فاقی | ٢١٥ |
| شیخ مہاجر نجمی بن احمد ریاض | ٢١٥ | پروفیسر حسین بن محمد احمد ریاض | ٢١٥ |
| شیخ محمد بن علی بن مجدد الشافعی | ٢١٥ | شیخ ابو ابرار بن احمد قدری | ٢١٥ |
| شیخ محمد بن احمد م Hasan شافعی | ٢١٦ | ڈاکٹر شیخ نیشن بن فاروق | ٢١٦ |

دیباچہ

چند سال پہلے کی بات ہے کہ میرے دوست زیر قادری صاحب مدیر سماںی "افکار رضا" ممبئی، ہندوستان سے پاکستان آئے۔ کراچی میں اپنے احباب کو ملنے کے بعد عارف جامی کے ساتھ لا ہور پہنچے تو مجھے اسلام آباد سے ملاقات کے لیے طلب فرمایا۔ جب میں اسلام آباد سے لا ہور پہنچا تو انہیں دارالعلوم نعمانیہ میں پایا۔ ملاقات کے بعد وہ مجھے مکتبہ نبویہ عجیج بخش روڈ لا ہور پر لے گئے جہاں پر انہوں نے مجھے حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی زید مجدد سے متعارف کرادیا۔ پھر کیا ہوا؟ حضرت فاروقی صاحب نے "جہاں رضا" اور اپنی تازہ ترین تصانیف کے ذریعے مجھے اپنے ساتھ مربوط کر لیا اور میری تربیت شروع فرمادی۔ حتیٰ کہ وقت مجھے اپنے آؤ ہرگاہی کے اوقات میں مجھے فون پر بات کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمادی۔ کہاں میں ایک انتہائی کم مایہ طالب علم اور کہاں علامہ فاروقی صاحب جیسی صاحب علم و عرفان ہستی! بہر حال یہ ان کی محبتیں ہیں، شفقتیں ہیں، عنایتیں ہیں، نوازشیں ہیں، اور کیا کیا ہیں؟ بہت زیادہ ہیں، معلوم نہیں۔

ان کے رس بھرے اسلوب نگارش نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ ان کے شیریں لب دلچسپ نے مجھے اپنا اسیر بنالیا ہے۔ ان کے انداز تربیت نے مجھے اپنا ایک لحاظ سے شاگرد بنالیا ہے۔ میرے لیے انہوں نے اپنا مکتبہ کھول دیا ہے، اپنی زیر نظر علمی کاؤنٹریاں کھول دی ہیں۔ میرے لئے اپنے اہم کام مذکور کے تذکیرے آتے ہیں۔ جزاہ اللہ خیر الاجرا۔

گذشت سال میری تربیت کرنے کے لیے انہوں نے اپنی زیر نظر علمی کاؤنٹری میرے پھر کے بعد حکومت پہنچ کر تعلیم کی ٹھنڈی ہو تو درست کر، کوئی ملکی نظری

نظر آئے تو اصل سے ملا کر صحیح کرو، مسلسل رابطے میں رہو، جلدی کرو، لوگ اس کتاب کا انتظار کر رہے ہیں، کتاب چھپے گی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے قارئین کی علمی ضرورت پوری ہو گی۔ عرصہ ہوا کتاب بازار میں دستیاب نہیں۔ یہ کام تو تم نے کرتا ہی ہے۔

ایسے میں یہ رقم کیا کرتا؟ سوائے سر تسلیم خم کرنے کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ کپوز شدہ مسودہ جو پہلے ایک بار کسی کی نظرتوں سے گزر چکا تھا پڑھنا شروع کیا تو معاملہ کافی مشکل نظر آیا۔ اللہ کریم کی رحمت کے سہارے چنان شروع کیا۔ ایک ایک صفحے پر کئی جگہ سرخی بکھرنے لگی۔ صبر کا پیانہ لبریز ہونے لگا۔ اپنے مرتبی سے رابطہ کیا کہ جتنا وقت ایک غلطی کو درست کرنے کے لئے توضیحی عبارت لکھنا پڑتی ہے اس سے کم وقت میں اسے درست کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے براہ کرم اس کپوزنگ کوی ذی میں مجھے ارسال فرمائیں۔

میری یہ عرض بھی قبول کر لی گئی۔ سی ذی پیغمبھی تو زیر نظر کتاب کی صحیح شروع ہو گئی۔ کتابت کی غلطیاں تو آسانی سے درست ہو گئیں مگر بعض عبارتوں میں واقع علمی خامیوں کو دور کرنے کے لیے مجھے الدوّلۃ الْمَکِیّہ کے مطبوعہ نسخہ کی ضرورت پڑی۔ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں واقع جامعہ رضویہ ضیاء العلوم کی لائبریری میں گیا۔ وہاں محترم جناب حافظ محمد اسحاق ظفر صاحب کی مہربانی سے الدوّلۃ الْمَکِیّہ کا نسخہ مل گیا۔ اس کی مدد سے میں نے کپوزنگ میں علمی اغلاط کو بھی دور کر لیا۔ اسی طرح حواشی کو بھی متعلقہ صفحات پر درج اور درست کیا۔ آخر میں اسے صاحب تالیف کے حوالے کرنے سے پہلے ان مقامات کے حوالے سے اطلاع دی اور مشورہ کیا۔ اتنی کوشش کے باوجود شاید اس میں کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں تو قارئین ان کی صحیح کے سلسلے میں اطلاع دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن بہتر صورت میں سامنے آئے۔

خورشید احمد سعیدی، ۳/ دسمبر ۲۰۰۷ء، لاہور

عربی ناشر

عیرزادہ اقبال احمد فاروقی، مدیر ماہنامہ "جہان رضا" لاہور

زیرنظر کتاب الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ امام الہدیت اعلیٰ حضرت مجدد ماتھ ساقیہ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان القادری البریلوی (۱۲۷۲ھ۔ ۱۳۲۰ھ) کا وہ ماہیہ ناز مرکر کہ ہے جسے آپ نے مکہ مکرمہ میں ۲۵/ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء کو صرف آئندھی گھنٹوں میں فصیح و بلیغ عربی میں پر قلم کیا تھا۔ آپ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو برسیگر کے چند علماء نے ایک مفصل سوالنامہ تیار کیا اور شریف مکہ "سیدنا" کے دربار میں پیش کیا۔ جس میں حضور نبی کریم ﷺ کے علوم غیریہ کے متعلق استفسار کیا گیا تھا۔ مستفسرین کا خیال تھا کہ فاضل علام اس مختصر وقت میں نہ توجہ جواب لکھ سکیں گے اور نہ شہر محبوب کی روائی میں تاخیر برداشت کریں گے اور اس طرح انہیں شریف مکہ اور علماء مکہ کے سامنے بخست کا سامنا کرتا پڑے گا۔ اعلیٰ حضرت نے سوالنامہ کا جواب کیا لکھا آئندھی گھنٹے میں ایک مذہل اور مکمل عربی کتاب لکھ کر مستفسرین اور علمائے مکہ معظمه کو حیرت زدہ کر دیا۔ اس کتاب کو شریف مکہ نے اپنی مجلس میں علمائے حرمنی کی موجودگی میں خود سنایا۔ پھر علمائے حرمنی شریفین نے علیحدہ علیحدہ پڑھ کر بے پناہ خراج تحسین پیش کیا۔ اور اپنی تقاریب (جن میں سے چند آراء اس کتاب کے آخر میں ملتحماً پیش کی جا رہی ہیں) اور تقاریر میں کتاب کی افادیت اور فاضل مؤلف کی فحصیت کو دنیاۓ اسلام کے سامنے پھر پورا انداز میں پیش کیا۔

کتاب کی تصنیف کے پس منظر پر غور کیا جائے تو برسیگر کی نظریاتی تاریخ اور پھر مختلف علمائے کرام کے عقائد اور نظریات کی تکشیش کا ایک دخراش منظر سامنے آتا ہے۔ انگریز ای ملحوظاتی اہل حضرت مجدد مسلیم سلیہ پر مصطفیٰ رضا خان علیٰ اعظم ہند: ہمروں لشکر اور آئندہ میں... جواب۔

اپنی سلطنت کی وسعت پر یہی کی چالیں پورے ایشیا پر چلانے میں مصروف تھا۔ بر صیر کو زیر انتداب لانے کے بعد ممالک عرب کو ترکوں سے خالی کرنے کے درپے تھا۔ آل سعود کے مہروں کو آگے بڑھا کر حرمین شریفین کی سر زمیں پر اپنی شااطرانہ چالوں سے وار کر رہا تھا۔ اسی زمانہ میں آل سعود کے نظریاتی راہنماء محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے ”کتاب التوحید“، لکھی۔ تو دنیاۓ علم کی آنکھیں تصویرِ حرمت بن گئیں۔ اسی کتاب کے مندرجات نے دہلی کے علمی خانوادے کے ایک فرزند مولوی محمد اسماعیل دہلوی کو اتنا ممتاز کیا کہ اس نے اس کتاب کا چھپہ ”تفویہ الایمان“ کے نام سے ہندوستان میں شائع کیا۔ اس کتاب میں مسلمانوں کو مشرک و بدعتی اور گمراہ کے خطابات سے نواز آگیا۔ پھر پہلی بار فقیہی مسائل میں اختلافات کی روشنی سے بحث کر ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدف تقدیم بنا یا گیا۔ اس سے صد یوں پہلے اسلامی ہجت میں مختلف فرقے اپنے علمی اور نظری اختلافات کی وجہ سے متعارف تو ہوئے تھے۔ مگر ان کے اختلافات کی بنیاد جبر و قدر، قدیم و حادث، شریعت و طریقت یا درسے فقیہ اور فروعی مسائل پر ہوا کرتی تھی۔ مگر سب سے پہلے جس خانوادہ نے ذاتِ مصطفیٰ ﷺ، مقامِ مصطفیٰ ﷺ پر اعلیٰ مصطفیٰ ﷺ پر اختلافات کی راہیں کھولیں وہ ”تفویہ الایمان“ کی ذریت تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر سوال انٹھائے گئے، بحث ہونے لگی، امکان نظر پر گفتگو چل نکلی۔ آپ کے کمالات پر لیت اعلیٰ کے دروازے کھل گئے۔ آپ کی بشریت پر قل و قال کا بازار نرم ہو گئے۔ بشریت اور علمیت کی تقسیم پر یہ اندازے لکائے جانے لگے کہ آیا حضور ہمارے جیسے ہی بشر تھے یا ہم سے ذرا بڑے۔ اُنکا علم ہمارے جیسا ہی تھا یا قدرے زیادہ تھا۔ پھر یہ نظر یہ بھی دیا جائے لگا کہ آپ کو خاتم الانبیاء، ماننے کے باوجود اللہ چاہے تو ہزاروں انبیاء، پیدا رکتا ہے۔ الغرض بر صیر میں حضور ﷺ کی شخصیت کو پہلی بار نظریاتی تقدیم کا نشانہ بنایا گیا۔

اس بات پر علماء ہلسنت نے سخت احتجاج کیا اور ان نظریات اور کتاب کا شدید نوٹس لیا۔ علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ نے اس کتاب یہ کے خلاف تحریری اور تقریری آواز بلند کی۔ جس کے اثرات سارے ہندوستان میں گونجے اور مختلف علماء کرام نے اس کتاب کے رد میں کتابیں لکھیں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر کی قدس سرہ ان دونوں ہندوستان کے اکابر علمائے کرام میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کے ایک شاگرد مولانا عبد الجیسح راپوری نے ایک کتاب "انوار ساطعہ" لکھی جس میں عقائد ہلسنت کی وضاحت بھی کی گئی اور ساتھ ساتھ نجدی نظریات کا رد بھی کیا گیا۔ یہ کتاب سامنے آئی تو علمائے دیوبند کا ایک مضبوط اور اعلیٰ سطح کا طبق سچ پا ہو گیا۔ مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے شاگرد مولوی خلیل احمد انینھوی کے نام سے "انوار ساطعہ" کے جواب میں ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۷ء میں "برائین قاطعہ" شائع کر کے پہلی بار منتشر عام پر لارکھی۔ اس اختلافی فضا کو صاف کرنے کے لیے حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکنی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "فیصلہ ہفت منزلہ" تکہا مگر ان کی کوششیں کامیاب نہ ہو سکیں اور علمائے دین دو واسطے گروپوں میں تقسیم ہو گئے۔



مولوی خلیل احمد انینھوی ان دونوں دارالعلوم بہاولپور میں مدرس اعلیٰ تھے۔ حضرت مولانا غلام دیکھیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے "برائین قاطعہ" کو پڑھا اور اسے نظریاتی طور پر بڑی نقصان دہ کتاب تصور کیا۔ ۱۳۰۶ھ میں مولانا غلام دیکھیر قصوری نے انہیں مناظرہ کا جملیخ دیا ہے قبول کر لیا گیا۔ چنانچہ اس مناظرہ کو دیکھنے کے لئے ہندوستان بھر سے دیوبند اور ہلسنت سے جید علماء بہاولپور میں حاضر ہوتے۔ مناظرہ ۱۳۰۶ھ میں نواب آف بہاولپور کے زیر انتظام و انتظام منعقد ہوا۔ یہ طریقت حضرت خوبیہ خاصہ فریضہ قدس سرہ کو حلم مناظرہ ہنا یا کیا اور

چنگاں اور ہندوستان کے تمام علاقوں سے علماء کا عظیم جماعت ہوا۔ اس مناظرہ میں مولوی خلیل احمد نیشنھوی اور دیوبندی علماء کو تکست فاش کا سامنا کرتا پڑا۔ نواب آف بہاولپور نے مولوی خلیل احمد کے عقائد و نظریات کی مقدمہ انہ رحکات پر انہیں ریاست بدر کرنے کے احکام جاری کیے۔

مولانا غلام دشمن قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مناظرہ کی روئیداد عربی میں مرتب کی ۷۰۳ھ میں حریم شریفین کی حاضری دی۔ علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے سامنے پیش کی۔ علماء حریم نے کتاب پر تقاریب لکھیں اور ستر سے زیادہ علمائے حریم شریفین نے عقائد دیوبند سے اظہار بیزاری کیا۔ ان آراء سے دیوبندی مکتب فکر کے علماء کا اعتقادی قلعہ منہدم ہوتا دھائی دیا۔ مگر ان گرتی ہوئی دیواروں کو سہارا دینے کے لیے علماء دیوبند کے ایک بورڈ نے ایک رسالہ المہند المفند (عقائد علماء دیوبند) شائع کر کے عوام کو یہ تاشردیا کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو اہلسنت کے ہیں۔

ج

۱۹۰۱ء / ۱۳۱۹ھ میں مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک رسالہ بنام "حفظ الایمان" لکھا جس میں بڑی دیدہ دلیری سے وہ رسوائے زمانہ عبارت سامنے آئی کہ "علوم غیبیہ میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید عمر و بلکہ ہر صیہ و مجنون بلکہ جمیع حیوات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔"

اس عبارت پر علماء اہلسنت نے تو برافروختہ ہوتا ہی تھا۔ خود دیوبندی مکتب فکر کے سربراہ مولانا حسین احمد مدنی نے بھی اپنی کتاب "الشباب الشاقب" میں برا ملا کھا کہ ایسے الفاظ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

امام الہست الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسی تمام عبارات پر گرفت کی۔ اور علمائے دیوبند کا تعاقب کیا۔ ۱۳۲۰ھ میں اعلیٰ حضرت نے مولانا فضل امام رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "المعتقد المنتقد" پر حواشی لکھے۔ جو "المعتمد المستند" کے نام سے چھپے۔ ان حواشی میں امام الہست نے مولوی محمد قاسم نانوتوی مہتمم دار العلوم دیوبند، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد نیٹھوی اور مولوی اشرف علی تھانوی کی کفریہ عبارات کو ہدف تنقید بنایا۔ آپ نے رسالتہ "صیانت النّاس" کے رد میں ۱۳۱۸ھ ربیع الآخر میں ایک فتویٰ جاری کیا جو ۱۳۲۰ھ میں پشنہ عظیم آباد کے "مطبع تحفہ حنفیہ" میں چھپا۔ پھر جمادی الآخر ۱۳۲۲ء میں ایک اور فتویٰ شائع کیا۔ اعلیٰ حضرت کی کتاب "سبخن السبوح عن عیب کذب مقوح" جو مطبع انصار محمدی لکھنؤ سے ۱۳۰۹ء میں طبع ہوئی۔ پھر "الکوکہ الشهابیہ فی کفریات أبی الوہابیة" ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد پشنہ سے چھپی۔ ساتھ ہی ایک اور کتاب "سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا التجدیہ" صفر ۱۳۱۳ھ میں عظیم آباد میں چھپی۔

اعلیٰ حضرت کی نظریاتی اور تنقیدی تحریروں میں سے المعتمد المستند کو بنیادی حیثیت ملی۔ اسے علمائے حرمن شریفین نے بڑا پسند کیا اور اس کتاب پر اڑھائی سو سے زائد علمائے حرمن اور پاک و ہند نے اپنی آراء لکھیں۔ جو "حسام الحرمن علی منحر الکفرو المین" اور "الصوارم الہندیہ" میں چھپ کر عام ہوئیں۔



جب آپ کے حواشی و تعلیقات المعتمد المستند شائع ہوئے تو علماء دیوبند

۱۔ تہذیب الایمان صفحہ ۱۴۹، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور ایام ۱۹۸۵ء۔

۲۔ تہذیب الایمان صفحہ ۱۳۲، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور

بڑے مفطر ب ہوئے وہ ہندوستان تو کیا علمائے حجاز تک پہنچ گر جب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی کتاب "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" کے اثرات سامنے آئے تو دم بخود ہو کر رہ گئے۔ "الدولۃ المکیۃ" دراصل (جس کی تفصیل ڈاکٹر محمد سعید احمد نظر کے افتتاحیہ میں ملے گی) وہ معرکۃ الآراء کتاب ہے جس پر عالم اسلام نے بھر پور داعیین پیش کی۔ یہ کتاب حضور نبی کریم صاحبؐ کوثر و تسیم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیریہ پر ایک شاندار مرقع ہے جسے پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور حضورؐ کے کمالات سے قلب و ذہن فروغ پاتے ہیں۔



ہم سابقہ صفحات میں زیر نظر کتاب "الدولۃ المکیۃ" کی وجہ تالیف پر اظہار خیال کر چکے ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۲۳ھ میں لکھی گئی اور اس میں علم ذاتی، علم عطاوی، علم ذاتی محیط اور علم عطاوی غیر محیط، علم متنهی، علم واجب للہ اatts او علم عطاوی ممکن، ازلي ابدی، مخلوق، غیر مخلوق، واجب البقاء، جائز الفتا، علم کل، علم بعض (مخالفین کا بعض اور اہل محبت کا بعض)، لوح حفظ کے علوم، لوح مبنیں پر نگاہ جیسے سینکڑوں موضوعات پر روشنی ذاتی گئی ہے۔

کتاب کے آخری حصہ میں حضرت مولانا سلامت اللہ را پوری قدس سرہ کے رسالہ "اعلام الا ذکیاء" میں حضور نبی کریم ﷺ کو اذل و آخر و ظاہر و باطن قرار دینے پر معاندین کے اعتراضات پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ایک عرصہ تک حجاز کے مقتندر علماء کرام کتاب "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" کی تالیف کے تفصیل پر مذکور جانے کے لئے ملفوظات مختصر ت کی جلد دوم کا مطالعہ کریں۔

کے مطالعہ میں رہی۔ پھر اسکی تقلیلیں مختلف علمی حلقوں میں پہنچیں۔

حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے شریف مکہ (سیدنا) کے دربار میں علماء حجاز کے سامنے لفظاً لفظاً سنائی۔ حج بیت اللہ سے مؤلف علام ہندوستان واپس آئے تو کتاب پر نظر ہانی کرتے وقت ۱۳۲۵ھ میں اس پختہ حواشی لکھے۔ جو کتاب "الفیوضات الملکیۃ لمحب الدوّلۃ المکبیۃ" رکھا گیا۔ اور یہ کتاب اقتاءً حرمن کے نام سے ۱۳۲۸ھ / ۱۹۰۰ء میں سب سے پہلے بریلی سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب دراصل "الدوّلۃ المکبیۃ" کا خلاصہ تھا جس میں بیک تقاریظ علماء حرمین شامل کردی گئی تھیں۔ پھر ایک عرصہ بعد "الدوّلۃ المکبیۃ" مکمل متن اور تقاریظ کے ساتھ دوبارہ بریلی سے شائع ہوئی۔ عربی زبان سے نآشنا حضرات کے لئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے صاحبزادہ جمیۃ الاسلام الشاہ حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے متن کے ساتھ اردو ترجمہ بھی شائع کرایا۔

پاکستان میں بھی بار ۱۳۲۷ھ / ۱۹۵۵ء میں یہ کتاب اصل متن، ترجمہ اور سانحہ تقاریظ کے ساتھ شائع ہوئی۔ پھر یہی ایڈیشن ۱۹۸۰ء میں لاہور سے بھی شائع ہوا۔ مگر ۱۹۷۷ء میں ایک ایڈیشن کراچی سے شائع ہوا تھا جس میں ترجمہ اور متن تھا۔ حضرت جمیۃ الاسلام الشاہ حامد رضا خاں قدس سرہ کا اردو ترجمہ عالمانہ اور آج سے ستر سال قبل کا بار بار شائع ہو رہا تھا۔ جس سے کتاب کی افادیت سے آج کا اردو داں طبقہ پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتا تھا۔

۱. اس کتاب کے بعض صفحات کے عکس سید ریاست علی قادری مردم کے ذخیرہ تکی، سامت سے پوچھیں؛ اکنہ موسود احمد، امام، بی ایچ ڈی پہل گورنمنٹ کالج موسویہ نے اپنی تالیف "امام، شاہ، عالم اسلام" مطبوع ۱۹۸۳ء / ۱۴۰۲ھ میں شائع کر دیئے ہیں۔

۲. دیکھیں "ماہیہ امام احمد رضا اور عالم اسلام" صفحہ ۶۰ مطبوعہ "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا" کراچی۔

ہم نے اس علمی اور جامع ترجمہ کو آسان اور سلیمانی عربی متن کے بغیر شائع کرنے کا عزم کیا۔ ہم نے اپنے ترجمہ کو از سر نو مرتب کیا۔ عنوانات قائم کیے۔ پیرابندی کی گئی۔ نتیجتاً (کپوزنگ) سے مزین کیا۔ پھر جن علمائے کرام نے تقاریب لکھی تھیں ان کے حالات زندگی کتاب کے آخر میں شائع کر دئے ہیں۔

الحمد للہ ہم اپنی آسان زبان میں ترجمہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب یہ ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ”الدولۃ المکیۃ“ کاتازہ ایڈیشن اور تازہ ترجمہ (دوسری ایڈیشن) لاتے وقت ہم نے عالی جناب ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم اے، پی انج ڈی کی ان تحریروں سے بھر پور استفادہ کیا جو آپ کے قلم سے عالی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر سامنے آتی رہی ہیں۔ پھر آپ کا ”افتتاحیہ“ قارئینکے لئے ایک گراں قدر مطالعہ ہے۔ ہم تو قوع رکھتے ہیں کہ ہماری قلمی کوتا ہیوں کے باوجود تازہ ترجمہ قارئین کرام کو علوم مصطفیٰ صدیقہؒ سے متعارف کرانے میں مفید ثابت ہو گا اور علمائے اہلسنت اسے قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور ہماری یہ کوشش مشکور و ماجور ہو گی۔

الدولۃ المکیۃ کے ترجمہ کا زیر مطالعہ ایڈیشن آپ کے سامنے ہے۔ اس ایڈیشن کی طباعت کے سلسلہ میں ہم نے حتی الامکان لوٹن کی ہے کہ ہمارے قارئین کے لیے ”گل تازہ“ بن کر سامنے آئے۔ ہمارے احباب نے اس کی ترتیب، تدوین اور پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں تعاون فرمایا جس کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔ خصوصی طور پر ہمارے محقق مدحق دوست حضرت علامہ خورشید احمد سعیدی صاحب پیغمبر (شعبۃ تقابل ادیان) انٹرنشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد ہمارے شکریے کے مستحق ہیں۔ انہوں نے بے پناہ علمی اور تدریسی مصروفیات کے باوجود اس ایڈیشن کی ترتیب و طباعت میں ہماری مدد کی ہے۔

افتتاحیہ

ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مظہری ایم اے پی انج ڈی۔ کراچی

عالم اسلام میں امام احمد رضا کا پہلا تعارف اس وقت ہوا جب وہ ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد مولا ناجم نقی علی خان کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لئے حرمن شریفین حاضر ہوئے۔ اس موقع پر مفتی شافعیہ حسین بن صالح جمل اللیل بکی نے بغیر کسی سابقہ تعارف کے امام احمد رضا کی پیشانی دیکھ کر بے ساختہ فرمایا:

إِنَّى لَا يَجِدُ نُورَ اللَّهِ مِنْ هَذَا الْجَمِيعِ

”میں اس پیشانی میں اللہ کا نور محسوس کر رہا ہوں“

اس کے ساتھ اور واقعات بھی پیش آئے جن کی تفصیل آگے آتی ہے۔ عالم اسلام میں اس بھل تعارف کے تقریباً ۲۲ سال بعد ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۱ء میں قدرتے تفصیلی تعارف اس وقت ہوا جب ندوہ میں امام احمد رضا کا فتویٰ تصدیق و توثیق کے لئے علماء اسلام کے سامنے پیش ہوا اور انہوں نے اپنی تصدیقات عنایت فرمائیں، پھر چھ برس بعد ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں بھلے تعارفوں کی تحریکیں اور دہلی علماء نے آپ سے فتوے لئے اور سندیں حاصل کیں اور آپ کی طبقیں حاضر ہوئے اور دہلی علماء نے آپ سے فتوے لئے اور سندیں حاصل کیں اور تصدیقات ثابت کیں۔ ایک نہیں بلکہ ۷ علمائے اسلام نے اپنے تاثرات بڑی فراخ دلی کے ساتھ تحریر کیں۔

فرمائے تفصیلات آگئے آتی ہیں۔

الغرض امام احمد رضا کی شخصیت و علمیت جس کا تعارف ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں^۱ تھا، ایک ۳۰ سال کے اندر ان درود و نزدیک اس کا چھ چاہونے لگا، علماء اسلام نے امام احمد رضا سے جس وابستگی اور شیفتگی کا ثبوت دیا، وہ باعثِ حرمت ہے۔ چند تاثرات ملاحظہ ہوں:

☆ حافظ کتب الحرم شیخ اسماعیل بن خلیل کی جو کہ مظہر کے ایک جید عالم تھے، ایک مکتوب میں امام احمد رضا کو لکھتے ہیں:

لَكُنَ الْفَقِيرُ أَعْدَ نَفْسِي ثَالِثًا وَلَادَ كُمٍ^۲

”لیکن نقیر آپ کی اولاد میں خود کو تیرابینا شمار کرتا ہے۔“

بھی بزرگ امام احمد رضا کی تصنیف اللہ ولہ المکتبیہ کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: شیخنا العلامہ المجدد^۳

اور امام احمد رضا کی دوسری تصنیف ”المعتد المستبد“ پر تقریظ لکھتے ہوئے کہتے

ہیں: بدل اقول لو قبیل فی حقہ انه مجدد هذا القرن لكان حقاً صدقان^۴

یعنی: بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ آپ دور حاضر کے مجدد ہیں تو یہ یقیناً حق و صداقت کی بات ہوگی۔

☆ شیخ مویٰ علی شامی الازہری احمدی درودی الردولۃ المکتبیہ پر اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں: امام الانمۃ المجدد لهذه الامة^۵

۱) مکتوب بحر روز ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۲ء

۲) احمد رضا خان، الدولۃ المکتبیہ بالمادة الغیریہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۵۵ء میں

۳) احمد رضا خان حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۱۵

۴) الدرود خان: الدولۃ المکتبیہ، ص ۶۳۲

یعنی اماموں کے امام اس امت کے مجدد ہیں۔

☆ اور حسین بن علامہ سید عبدالقار طرابلی ملکی الدوّلۃ المکیہ پر تقریباً لکھتے ہوئے کہتے ہیں: حامی الجملة المحمدية الظاهرۃ و مجدد المائۃ الحاضرة۔

یعنی ملت محمد یہ ظاہرہ کے حامی اور اس صدی کے مجدد۔

امام احمد رضا کے محاصرین میں حاجی امداد اللہ مہما جرجکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا

رحمٰن علی اپنی فارسی تصنیف تذکرۃ علماء ہند میں امام احمد رضا کے حالات میں لکھتے ہیں:

"در سال نودویجم صدی ذکور (۱۲۹۵ھ) پر معیت والد ماجد خود بزیارت حرمن شریفین زادہما اللہ شرف، مشرف شدہ از اکابر علماء آس دیار اعنی سید احمد دحلان مفتی شافعیہ عبدالرحمٰن سراج مفتی حنفیہ سید حدیث و فقہ اصول و تفسیر و دیگر علوم یافت۔

روزے نماز مغرب بمقام امیر ایم علیہ السلام خواند، بعد نماز امام شافعیہ حسین بن

صالح جمل المیل بلا تعارف سابق، و بعد صاحب ترجمہ گرفت بخانہ خود بُرد و تادری

پیشانی و قے گرفتہ فرمود: انی لا جد نور اللہ من هذا العجین
کس سب سچا حق سے واجائز سلسلۃ قادر یہ بـ سقط خاص دادہ فرموند کہ نام تو نصیاہ
الدین احمد است..... و سب ذکور تا امام بخاری علیہ الرحمہ یا زادہ و سلطان اندہ ہم دامکہ
معظل شیخ جمل المیل موصوف شرح رسالتہ "جوہرۃ معینہ" در بیان مناسک حج

نمہب شافعیہ کہ از تصاویف شیخ سابق الوصف است، اندر دو یوم نوشہ و نام

آل "المیرۃ الوضیفی شرح الجوہرۃ المغیریہ" مقرر کردہ فیض شیخ نزد شیخ بہ قمیں و

آفرین وے لب کشاد، در دینہ طیبہ مفتی شافعیہ یعنی صاحبزادہ مولا ناصر بن محمد

عرب خلیفہ صاحب ترجمہ کردہ بعد نمازِ عشاء صاحب ترجمہ در مسجد خیف تھا
توقف نہود، در آں جا بشارت مغفرت یافت۔

ترجمہ: ۱۲۹۵ھ میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حریم شریفین حاضر ہوئے اور وہاں
کے اکابر علماء مفتی شافعیہ سید احمد دحلان، مفتی حنفیہ عبدالرحمن سراج سے حدیث و فتنہ
و اصول و تفسیر اور دوسرے علوم میں سندلی۔

ایک روز نمازِ مغرب مقامِ ابراہیم علیہ السلام پر ادا کی، نماز کے بعد امام شافعیہ
حسین بن صالح جمل اللیل نے سابقہ تعارف کے بغیر مولانا احمد رضا خاں کا ہاتھ
پکڑا اور اپنے گھر لے گئے، وہاں دیر تک آپ کی پیشانی تھا میں چوتے رہے اور
فرمایا: "میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں۔"

اس کے بعد امام شافعیہ نے آپ کو صحاح ست میں اور سلسلہ قادریہ میں اپنے دستخط
خاص سے اجازت مرحت فرمائی اور فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین احمد رکھا، سید مذکور
میں امام بخاری علیہ الرحمہ تک گیارہ واسطے ہیں۔

مکہ معظلمہ میں شیخ جمل اللیل موصوف کے ایماء پر مدد و بہ شافعیہ میں متسلک
تج پران کے رسالے "جوهر مصیبۃ" کی دوروز میں شرح لکھی اور اس کا نام "المیرۃ
الوضیہ فی شرح الجوہرۃ المضییہ رکھا۔" جب یہ شرح شیخ موصوف کے پاس لے گئے
تو شیخ نے عحسین و آفرین کی۔ مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ صاحبزادہ مولانا محمد بن محمد
عرب نے آپ کی دعوت کی، اسی روز نمازِ عشاء کے بعد مسجد خیف میں تھا قیام کیا
اور یہاں آپ کو مغفرت کی بشارت ملی۔"

ابن حجر علی: تذکرہ علمائے ہند (فارسی) مطبوعہ لکھنؤ، ۱۹۱۳ء، ص ۱۶، ۱۵

خود امام احمد رضا نے یہ حالات اپنی تصنیف المیرۃ الوضیہ فی شرح الجوہرۃ المفہی
میں اس طرح لکھے ہیں:

”۱۲۹۵ھ میں فقیر سراپا تقدیر عبد المصطفیٰ احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی غفران اللہ ہر ای رکاب والا کرم حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی مظلہم خلف حضرت مولانا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب قادری قدس سرہ العالیٰ نعمت حاضری بلده معظمه مکمل مرسی ہاتھ می آئی۔ حسن اتفاق کہ ایک روز جناب مولانا سیدی حسین بن صالح جمل المیل علوی فاطمی قادری کی امام و خطیب شافعیہ سے مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب کہ فقیر رکعت طواف سے اور وہ جناب الماسی نما مغرب سے فارغ ہوئے تھے ملازمت حاصل ہوئی۔ سبحان اللہ! عجب بزرگ خوش اوقات و برکات ہیں۔ اکثر عرب، جاوه و داعستان وغیرہ بلااد نزدیک و دور کے ہزاروں آدمی ان کے بلکہ ان کے مریدوں کے مرید اور شرفو بیت، سلسلہ تلمذ سے مستفید ہیں۔

اول نیاز میں حد سے زیادہ لطف فرمایا، فقیر کا ہاتھ دست مبارک میں لئے دولت خانہ تک نزدیک بائی صفا واقع ہے، لے گئے اور تاقیا مکم معظمه حاضری کا تقاضا فرمایا، فقیر حب و عده حاضر ہوا، مسائلی صح میں ایک ارجوزہ اپنا مسکی بالجوہرۃ المفہی فقیر کو سنایا، پھر فرمایا، اکثر اہل ہند اس سے مستفید نہیں ہو سکتے، ایک تو زبانِ مردی، دوسرے مذہب شافعی اور ہندی اکثر حنفی، میں چاہتا ہوں کہ تو اسکی بزبان اردو تشریح اور اس میں مذہب حنفی کی توضیح کر دے، فقیر نے باعثہ اہر جزیل و ثوابِ جمیل سمجھ کر قبول کیا، اگرچہ وہاں نہ فرصت تھی اور نہ کتابیں پاس۔

روزِ اول دو بیت کے متعلق صرف تفصیل مسائل میں تین ورق طویل سے زائد لکھے گئے، جب بطور نمودج حاضر کئے، جناب مولانا نے فرمایا میرا مقصد تطویل اور اس قدر تفصیل نہیں کہ عوام اس سے کم منفع و ممتنع ہوتے ہیں، صرف ہمارے کلام کا ترجمہ و خلاصہ مطلب اور جہاں حنفیہ کا اختلاف ہو، ان کا بیان مذہب ہو جائے۔ فقیر نے امثال امر لازم اور یہی امر فرست حاصلہ کے مامن دیکھ کر بتاریخ ہفتہ مذکور (۱۲۹۵ء) روزِ جاں افروز و شنبہ مختصر جملے لکھ دئے اور انہیں الوضیفہ فی شرح الجوہرۃ المفسیہ سے ملقب کئے۔

الغرض حرمین شریفین میں امام احمد رضا کا جوابِ بدائلی شاندار تعارف ہوا اس نے مستقبل کے لئے راہ ہموار کر دی اور پھر علماء عرب امام احمد رضا کی نگارشات سے برابر مستفید ہوتے رہے اور اپنے اپنے تاثرات قلمبند کرتے رہے، اس سلسلے میں امام احمد رضا کی مندرجہ ذیل تصانیف خاص طور پر قابل توجہ ہیں:

۱۔ فتاویٰ الحرمین بر جف ندوۃ المین (۱۲۹۳/۱۸۷۷ء)

۲۔ الامام رضا، الینیرۃ الوضیفہ فی شرح الجوہرۃ المفسیہ، مطبوعہ مکتبۃ الحسن ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء، ۲۔

(نوٹ) الجوہرۃ المفسیہ، عربی میں منظوم رسالہ ہے اور الینیرۃ الوضیفہ اس کی اردو شرح اور الطڑۃ الرضیہ، الینیرۃ الوضیفہ کے حوالی ہیں، اس کے عکس بھی امام احمد رضا ہیں، یہ تینوں یک جا، طبع انوار محمدی، تکھنیوں ۱۳ جمادی الآخرہ ۱۳۰۸ھ کو طبع ہوئے۔ رقم کو یہ مطبوعہ نہ کھتم سید ریاست علی قادری کی عنایت سے ملا، اس کی تفصیل یہ ہے: صفحہ سے ۲۷ تک الجوہرۃ المفسیہ مع شرح الینیرۃ الوضیفہ، پھر زیارت حضرت رسالت تاب صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق امام احمد رضا نے اپنے رسالے البارۃ الشارقة علی مارقد الشارقة کا خلاصہ شامل کیا ہے، یہ صفحہ سے ۳۲ تک پھیلا ہوا ہے، پھر امام احمد رضا کے حوالی الطڑۃ الوضیفہ صفحہ ۳۳ سے ۳۷ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ امام احمد رضا نے حوالی بانداز جدید آخرين مجمع کے ہیں جس طرح آجکل محقق مقالات میں درج کئے جاتے ہیں، امام احمد رضا کی طبیع ایجاد پسند نے وہ طرز ایجاد کیا جو آجکل رائج ہے۔ ان کی نگارشات جدید کے معیار سے بہت اوپنجی میں، ہمارے محققین نے انہوں کا حقہ تو جنہیں کی۔ مسعود

- ۲۔ المعتمد المستند في بناء نجاة الابد (۱۹۰۲ھ/۱۳۲۰ء)
- ۳۔ الدولة المكية بالمادة الغيرية (۱۹۰۵ھ/۱۳۲۳ء)
- ۴۔ الاجازة الرضوية لمجل مکة البهية (۱۹۰۵ھ/۱۳۲۳ء)
- ۵۔ الاجازات المعينة لعلماء بكة والمدينة (۱۹۰۶ھ/۱۳۲۳ء)
- ۶۔ كفل الفقيه الفاهم في أحكام قرطاس الدرام (۱۹۰۶ھ/۱۳۲۳ء)
- ۷۔ الفيوضات الملكية لمحب الدولة المكية (۱۹۰۷ھ/۱۳۲۵ء)

ان میں بعض تصانیف کے بارے میں مجلہ یہاں عرض کیا جاتا ہے تاکہ عالم اسلام سے امام احمد رضا کے تعلق پر روشنی پڑ سکے اور عالم اسلام کی طرف سے ان کے انکار کی پذیرائی کے متعلق حقائق معلوم ہو سکیں۔

۸۔ فتاوی الحرمین، ندوۃ العلماء (بھارت) کے بارے میں امام احمد رضا کے سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ جوابات بقول امام احمد رضا ۲۰ گھنٹے میں قلمبند کئے گئے، یعنی ۲/شوال ۱۳۱۷ھ کو بعد نماز صبح سے لے کر ۲/شوال ۱۳۱۷ھ طلوع فجر سے پہلے پہلے مسودہ اور مبیدہ مکمل کر لیا گیا۔ امام احمد رضا اپنے عربی اشعار میں اس کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں

فما هوا شغل عشرین ساعۃ
و عنہا الى السجدات ولا كل يفرد
فما كان ذا الابتوف في قربا
لہ الحمد حمدا دالما يسا بـ۱

۱۔ عبد الحکیم اختر شاہ جہانپوری: رسائل رضویہ، ج ۱، مطبوعہ اکتوبر ۱۹۷۷ء، ص ۲۰

یہ استفتاء و فتویٰ تقریباً ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جب یہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا تو مکہ مظہرہ کے ۱۶ اور مدینہ منورہ کے علمائے اعلام نے اُنکی تصدیق و توثیق فرمائی۔ حافظِ کتب الحرم شیخ اسماعیل بن خلیل علیہ السلام کی تصدیق ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے جس میں سوالات پر بحث اور جوابات کی تصدیق کے علاوہ امام احمد رضا کو ان کے علم و فضل کی بنا پر خراج عقیدت پیش کیا ہے اور بلند القاب و آداب سے نوازا ہے۔

۲۔ شاہ فضل رسول بدالیوی (م ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء) کی عربی تصنیف المعتقد المنتقد (۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۳ء) پر امام احمد رضا نے المعتمد المستند کے نام سے عربی میں تعلیقات و حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ ۱۹۰۶ھ / ۱۳۲۳ء میں یہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا جس پر ۳۷ علماء نے اپنی اپنی تقاریب اور تعلیقات ثبت کیں۔ ان تعلیقات میں امام احمد رضا نے اپنے بعض معاصرین کی قابل اعتراض نگارشات کا تعاقب کیا ہے اور اپنا مکہ نظر پیش کیا ہے۔ اسی پس منظر میں ۱۹۰۸ھ / ۱۳۲۴ء کو امام احمد رضا نے ایک کتاب تمہید الایمان بآیات القرآن تصنیف فرمائی جس میں قرآنی آیات و احادیث نبوی کی روشنی میں شانِ رسالت تاب صلی اللہ علیہ وسلم کی جملک دھکائی ہے۔

۳۔ ”الدولۃ المکہ بالعادۃ الغیبة“ چند سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے جو قیام مکہ مظہرہ کے زمانے میں ۱۳۲۳ھ کو پیش کئے گئے تھے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں، پہلے حصے میں مسئلہ علم غیر پر فاضلانہ بحث کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیر ثابت

۱۔ فتاویٰ الحرمین: رسائل رضویہ، ج ۱، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء میں شامل ہے عربی متن کے ساتھ ساتھ اردو ترجمہ بھی کرو دیا گیا ہے۔ تفصیلات کے لئے اس طرف رجوع کریں۔

۲۔ یہ متن اور حواشی لاہور اور استنبول سے شائع ہو گئے ہیں۔ (مسود)

۳۔ تفصیلات کے لئے مطالعہ فرمائیں حرمین، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء۔ (مسود)

کلتے ہوئے بڑے مقول اور لشیں انداز سے اپنا موقف بیان کیا ہے دسرے حصے میں
دیگر چار سوالات ہیں۔

جب یہ کتاب علائے عرب کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے بڑی پذیرائی کی اور
تقریباً ۷۰ علامہ نے اس پر اپنی تصدیقات لکھیں۔ پیش نظر کتاب
انہیں تقارینہ کی تقریب رونمائی کیجئے۔ اس لیے ضروری ہوا کہ اس کتاب میں مندرج
مسئلہ، غیب سے متعلق امام احمد رضا کے مفہوم کا خلاصہ پیش کر دیا جائے کیونکہ یہی مسئلہ وجہ
نزاع و اختلاف ہے لیکن اگر حقیقت سمجھ لیا جائے تو کم از کم ایک مقول انسان اختلاف نہیں کر
سکتا۔ امام احمد رضا کے آنکار کا خلاصہ یہ ہے:

- ۱۔ علم ذاتی غیر محيط اللہ کے لئے ہے، علم عطاً محيط، مخلوق کیلئے۔
- ۲۔ علم مخلوقات متہابی، علم الٰہی غیر متہابی دنوں میں نسبت ناممکن، کجا
مساویات کا دعویٰ۔

- ۳۔ علم ذاتی واجب للذات اور علم عطاً ممکن۔
- ۴۔ وہ ازالی، یہ حادث وہ غیر مخلوق، مخلوق وہ زیر قدرت نہیں، یہ
۱۔ سب سے پہلے اتنے حرمن کا تازہ مطیع (۱۹۱۰ء، بریلی) کے متوالن سے الدوّلۃ الکریمہ کا خلاصہ شائع ہوا اور اس
میں تقارینہ کا خلاصہ شامل کیا گیا بعض خالقین سے الدوّلۃ الکریمہ کی عدم اشاعت کی وجہ سے موام خواہیں میں اس
کے مندرجات کے متعلق ملکہ نہیں پھیلادی تھیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ فوری طور پر اس کا خلاصہ معن تقارینہ پیش کر دیا
جائے۔ چنانچہ مندرجہ بالا متوالن سے ۱۹ شبان ۱۳۷۹ھ کو یہ خلاصہ درست۔ ملک سنت، جماعت، مظہر اسلام (بریلی) کے
احلاظ میں تعمیم کیا گیا، الدوّلۃ الکریمہ کا اصل متن اور تقارینہ بعد میں بریلی سے شائع ہے۔ چنانچہ ۱۹۱۰ء (۱۳۹۵ھ)
پہلی ہادر کراچی (پاکستان) سے الدوّلۃ الکریمہ کا جو متن شائع ہوا ہے اس میں ملکے عرب کی ۲۰ تقارینہ اور امام احمد رضا سے
حوالی شامل ہیں، ۱۹۱۰ء میں کراچی سے دوسرا ملین بیش شائع ہوا۔ اس میں تقارینہ نہیں، صرف متن اور حوالی
ہیں۔ (مسعود)

زیر قدرت الٰی واجب البقاء، یہ جائز الفتاء اس کا تغیر حال، اس کا ممکن۔

۵۔ علم کل اللہ کو سزاوار ہے اور علم بعض رسول اللہ کو مگر بعض بعض میں فرق ہے پانی کی بوند بھی بعض ہے اور سمندر کے مقابلے میں ذریا، بھی بعض ہے تو بعض بعض میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

۶۔ مخالفین کا بعض، بعض و توہین کا ہے اور ہمارا بعض، عزت و تمکن کا حکی قدر خدا ہی جانے یادہ جانیں جن کو عطا ہوا۔

۷۔ جس طرح علم ذاتی پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح علم عطا ی پر ایمان لانا ضروری ہے کہ قرآن کریم نے دونوں علوم کی خبر دی ہے پورے قرآن پر ایمان لانے والا دونوں علوم میں سے کسی علم کا مکر نہیں ہو سکتا۔ جو منکر ہے وہ پورے قرآن پر ایمان نہیں لایا اور جو پورے قرآن پر ایمان نہیں لایا اس کا حکم معلوم۔

۸۔ کسی عالم کے علم کی اسی لئے نفی کرتا کہ وہ اس تادوں کے پڑھائے سے پڑھا ہے کسی صاحب عقل سے متوقع نہیں صاحب عقل اس کے علم کا اعتراف کرے گا اور کبھی یہ کہہ کر اس کے علم کو ہلاکانہ کرے گا کہ اس کے علم میں کیا خوبی ہے، یہ تو پڑھائے سے پڑھا ہے اور سب اسی طرح پڑھتے ہیں۔

۹۔ الغرض امام احمد رضا خاں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو مقنای، محیط، مخلوق، زیر قدرت الٰی اور حادث مانتے ہیں مگر اس کے ساتھ آپ کی دسعت علم کو وہی نسبت دیتے ہیں جو ایک سمندر کو پانی کی بوند سے ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی کہیں کم۔

الدولۃ المکیۃ ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمه میں تصنیف فرمائی۔ ہندوستان واپسی کے بعد ۱۳۲۵ھ میں اس پر حواشی تحریر فرمائے جس کا تاریخی عنوان یہ ہے:

الفیوضات الملکیة لمحب الدولة المکیة (۱۳۲۵ھ)

۵۔ الاجازات الرضویة لمجل بکة البهیة (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) اور الاجازات المتبینة لعلماء بکة والمدینة (۱۳۲۲ھ/۱۹۰۶ء) ان سندات پر مشتمل ہیں جو امام احمد رضا نے علماء اسلام کو عنایت فرمائیں۔ اس میں وہ خطوط بھی شامل ہیں جو علماء اسلام نے امام احمد رضا کو لکھے ہیں۔

۶۔ *کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدر ابراهیم* (۱۳۲۲ھ/۱۹۰۶ء) کی تفصیل یہ ہے کہ قیام مکہ مظفرہ کے زمانے میں امام مسجد الحرام مولانا عبد اللہ دادا اور ان کے استاد مولانا حامد محمود جدواوی نے نوٹ کے متعلق ایک استثناء امام احمد رضا کے سامنے پیش کیا۔ امام احمد رضا نے اس کے جواب میں ذریعہ دن سے کم مدت میں عربی میں رسالہ *کفل الفقیہ الفاہم* تحریر فرمایا۔ جب یہ رسالہ علمائے حرمن کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اس کی نقیض لیں، مثلاً شیخ الائمه احمد ابوالحیرہ میرداد حنفی، قاضی مکہ شیخ صالح کمال حنفی، حافظ کتب الحرم سید اسعیل بن خلیل حنفی، مفتی حنفی شیخ عبد اللہ صدیق وغیرہم — امام احمد رضا سے قبل آپ کے استاذ الاساتذہ مفتی عظیم مکہ مظفرہ مولانا جمال بن عبد اللہ بن عمر حنفی سے بھی کرنی نوٹ کے متعلق سوال کیا گیا تھا کہ اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں لیکن انہوں نے جواب سے اعراض فرمایا۔ مگر امام احمد رضا نے ثانی جواب دیا جس پر مفتی حنفی عبد اللہ بن صدیق پہنچ کر اٹھے۔

الغرض امام احمد رضا کی شخصیت حرمن شریفین اور عالم اسلام میں جانی پہچانی تھی اور
الفعیضات الملکیہ کا ایک قائم سید ریاست مل قادری (کراپنی) اور جواہا خالد علی خان (بریلی) کی عنایت
سے راثم کوٹا۔ (مسعود)

یہ دونوں مجموعے، رسائل رضوی، جلد ۲: طہور، ۱۹۰۶ء، ص ۲۹۷، میں شائع ہو گئے ہیں۔ (مسعود)

ان کے علم و فضل کا عوام و خواص میں چہرے چا تھا جس کا اندازہ عالم عرب اور اسلامی ممالک میں ہوا۔ ہم علمائے عرب کی تقاریظ کا خلاصہ آخر میں ہدیہ تاریخیں کریں گے۔

بلاشبہ علم و فضل میں امام احمد رضا کا ان کے معاصرین میں کوئی ہم پلے نہ تھا۔ اگر کوئی محقق بغیر کسی تصب و تنگی کے معاصرین کے آثار علیہ اور امام احمد رضا کے آثار علیہ کا تقابلی مطالعہ کرے تو یہ تحقیقت رویہ روش کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ امام احمد رضا کا ان کے عہد میں کوئی ثانی نہ تھا اور پھر کثرت علوم پر امام احمد رضا کو جو عبور اور مہارت حاصل تھی اس کی نظر ان کے عہد میں کیا، ماضی میں بھی شاذ ہی نظر آتی ہے۔ علماء حرمین شریفین میں نہ صرف علمی حیثیت سے بلکہ شخصی حیثیت سے بھی امام احمد رضا کا پایہ بہت بلند تھا جس کا اندازہ ان سندات اجازت حدیثیۃ و ترجیحات سے ہوتا ہے جو امام احمد رضا نے علماء حرمین کو جاری کیں اور ران مکتبہ باشی سے جو ہے۔ من نے آپ کو بیسجی۔ نیز خود امام احمد رضا کے مخطوطات ۱، ۲، ۳، ۴، ۵ کے صاحبزادے کی نگارشات ۶ اور علماء عرب کی تصدیقات کے مطالعہ سے بھی ہوتا ہے۔
حافظ کتب المحرم شیخ الحنفی علی بن سید خلیل نے تو یہاں تک کہہ دیا:

(۱) بل اقوال لوقیل فی حقه انه مجدد هذا القرن لكان حقا و صدقان

”بلکہ میں کہتا ہوں کہ ان کے حق میں اگر یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں تو

۱) حامد رضا خان: الاجازت المتبینة (مشمول رسائل رضویہ، جلد ۲)، ص ۲۵۶-۲۶۷

۲) احمد رضا خان: الملفوظ، ۲، ۲، مطبوعہ کراچی، ص ۳۱۲

۳) حامد رضا خان: کفل الفقیہ الفاہم، مطبوعہ لاہور، ص ۸۲-۸۳

۴) احمد رضا خان: رسائل رضویہ، جلد ۱ (۱۳۹۲ھ)، ۲ (۱۴۰۱ھ)، مطبوعہ لاہور

۵) احمد رضا خان: حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور، ص ۱۵

بیٹک یہ بات سچی و صحیح ہے۔“

اور شیخ موسیٰ علی شامی از ہرگی احمدی در دیری وی مدفنی فرماتے ہیں:

(ب) امام الانتماء المجدد لهذه الامة^۱

”اما موسیٰ کے امام اور اس است مسلمہ کے مجدد“

مجد و امانت، شخصی اور علمی دونوں خوبیوں کا جامع ہوتا ہے تو مندرجہ بالا اقتباسات امام احمد رضا کی جامعیت کاملہ کے آئینہ دار ہیں ۔۔۔ مجد و وقت اپنے عہد کی اصلاح کے لئے آتا ہے اور چہار دنگ عالم میں اس کا شہرہ ہوتا ہے ۔۔۔ آئیے دیکھیں مولانا سید مامون البری مدفنی کی فرمائیں:

(ج) فهُو الحَقِيقَ بَانِ يَقَالُ اللَّهُ فِي عَصْرِهِ أَوْحَدَ كَيْفَ وَفَضَلَهُ اشْهَرُ مِنْ نَارٍ عَلَى عِلْمٍ^۲

”وہ اس لائق ہیں کہ کہا جائے کہ ان جیسا ان کے زمانے میں کوئی نہیں کیونکہ ان کا

فضل و کمال اس آنگ سے زیادہ مشہور ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر جلائی جاتی ہے۔“

اور مولانا تفضل الحق کی، امام احمد رضا کے تعق و تکثر اور ولائل و برائیں کو دیکھ کر بے ساختہ پکارائیتے ہیں:

(د) الدالۃ علی رسوخ علوم المذلف العالم العلامۃ الفہماۃ الذی هو فی الاعیان بمنزلة العین فی الانسان^۳

”یہ جوابات تمارے ہیں کہ مؤلف علام علامہ، فاضل فہماہے ہے اور عائد میں ایسا

^۱ احمد رضا خاں: الدوّلۃ المکیۃ، مطبوعہ کراچی، ص ۳۶۲

^۲ مکتوبات سید مامون البری مدفنی، رسائل رضویہ، ۷۱، ص ۱۳۶

^۳ احمد رضا خاں: رسائل رضویہ، ج ۱، ص ۱۳۶

ہے جیسے بدن میں آنکھ۔“

واقعی مجد و عصر کی حیثیت اپنے اعيان و اقران میں ایسی ہی ہوتی ہے جیسے جسم انسان میں آنکھ بلکہ انسان کی مناسبت سے یہ کہا جائے کہ آنکھ کی پتلی توزیادہ مناسب ہو گا۔
اچھے علماء حرمین شریفین امام احمد رضا کی جو قدر و منزلت کرتے تھے اس کا کچھ اندازہ ان واقعات سے لگایا جاسکتا ہے۔

(ا) مکہ معظمه میں شیخ الخطباء کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابوالحسن میر داد ضعیفی کی وجہ سے امام احمد رضا کے پاس نہ آسکے۔ چنانچہ انہوں نے یاد فرمایا اور امام احمد رضا کی زبانی رسالہ الدولة المکیہ سماعت فرمایا۔ رخصت ہوتے وقت امام احمد رضا نے ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا تو بیساختہ ارشاد فرمایا:

انا اقبل ارجلكم ана اقبل يعالكم ۱

”هم آپ کے پیروں کو بوس دیں، ہم آپ کی جو ٹوں کو چویں۔“

(ب) ۱۳۲۲ھ میں مکہ معظمه سے مدینہ منورہ روانگی سے ایک روز قبل امام احمد رضا نے شوق زیارتِ روضہ انور میں یہ جملہ ارشاد فرمایا:

”روضۃ انور پر ایک نگاہ پڑ جائے تو پھر دم نکل جائے۔“ ۲

اس وقت سابق قاضی مکہ معظمه شیخ صالح کمال موجود تھے۔ یہ سنتے ہی بے تابانہ

انہوں نے فرمایا: تعود ثم تعود ثم تعود ثم تكون ۳

۱ احمد رضا خاں: الملفوظ، ج ۱، ص ۱۰

۲ احمد رضا خاں: الملفوظ، ج ۲، ص ۲۲

۳ ایضاً ص ۲۳

”ہرگز نہیں، روشنہ انور حاضر ہو کر پھر حاضر ہو، پھر حاضر ہو، پھر مدینہ طیبہ میں وفاتِ نصیب ہو۔“

(ج) مولانا محمد کریم اللہ مہاجر مدینی اپنی عینی شہادت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الى مقیم بالمدینۃ الامینۃ منذ سنین ویائیها من الہند الوف من العلما فیهم علماء وصلحاء واقیاء رأیتھم یسوروون فی سکک البلد لا یلتفت اليهم من أهله وأری العلما والکبار العظاماء الیک مهر عین وبالاجلال مسر عین ذلک فضل الله یؤتیه من هشاء

”میں سالہا سال سے مدینہ نورہ میں رہتا ہوں۔ ہندوستان سے ہزاروں انسان آتے ہیں۔ ان میں علماء، صلحاء، اتقیاء سب ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ یہ لوگ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں گھوستے پھرتے ہیں۔ کوئی ان کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھتا۔ لیکن ان (مولانا احمد رضا خان) کی مقبولیت کی عجب شان دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے علماء و بزرگ آپ کی طرف دوڑے چلے آرہے ہیں اور تعظیم بجالانے میں جلدی کر رہے ہیں۔“

امام احمد رضا کی محبوبیت اور رحمتی کا جو اس وقت عالم تھا اس کے کچھ آثار اب بھی نظر آتے ہیں۔ آبیئے مولانا غلام مصطفیٰ (درس مدرسہ عربیہ اشرف العلوم، راجشاہی، بنگلہ دیش) کی زبانی سے:

(۱) ۹۷۴ھ میں حج بیت اللہ شریف کے موقع پر چند رفیقوں کے ساتھ مولانا سید محمد علوی (مکہ مظلہ) کے درود لٹ پر حاضر ہوئے، جب اپنا تعارف ان الفاظ میں کرایا:

نحن تلاميذ تلاميذ اعلى حضرت مولانا احمد رضا خان البريلوي رحمة

۱ احمد رضا خان: رسائل رضویہ، بر ۲۵۲

الله عليه^۱

ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگردوں ہیں۔

تو سید محمد علوی سروقد کھڑے ہو گئے اور ایک ایک سے معاونہ و مصافحہ کیا اور پھر فرمایا:

”نحن نعرفہ بتصنیفاتہ و تالیفاته جبکہ علامۃ السنۃ و بعضہ علامۃ البدعۃ۔“

”ہم امام احمد رضا کو ان کی تصانیف اور تالیفات کے ذریعہ جانتے ہیں۔ ان سے

محبت سنۃ کی علامت ہے اور ان سے عناد بدعت کی نشانی ہے۔“

(ب) اسی طرح مولانا غلام مصطفیٰ اپنے رفقاء کے ساتھ عمر سیدہ بزرگ علامہ شیخ محمد مغربی الجزایری سے ملے اور ان سے اپنا تعارف کرایا تو وہ بھی اٹھ کر ایک ایک سے بغتگیر ہوئے اور مصافحہ کیا اور فرمایا:

”حضرت علامہ فاضل بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) میرے ہمصر اور میرے دوست تھے، ہم آج بھی ان کے علم و فضل کے مذاح ہیں اور ہمیشہ دعاوں میں یاد رکھتے ہیں۔“

(ج) ۸۰ سالہ بزرگ مولانا عبدالرحمن سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے امام احمد رضا کے تبرکات دکھائے جو ان کے پاس محفوظ تھے اور فرمایا:

”میں اس وقت چھوٹا تھا اور ذی ہوش تھا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ علمائے حرم شریف جب اعلیٰ حضرت سے ملتے تو ان کی دست بوی کرتے اور اتنا احترام فرماتے کہ میں نے اتنا احترام کسی ہندوستانی عالم کا نہیں دیکھا۔“

۱ غلام مصطفیٰ: سفرنامہ حرمین طبیین (بنگلہ دیش) مطبوعہ ۱۹۶۰ء، ص ۶۶

۲ غلام مصطفیٰ: سفرنامہ حرمین طبیین (بنگلہ دیش) مطبوعہ ۱۹۶۰ء، ص ۶۶

بدر الدین احمد رضوی: سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی، مطبوعہ لاہور، ص ۱۹۸

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علوم غیریہ پر معرکہ آرا کتاب

الدولۃ المکتبیۃ کی کہانی

حضرت قطب مدینہ مولانا ناصیحاء اللہ ین مدین رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی
بروائیت فضیلت الشیخ حکیم محمد عارف ضیائی مدینی

”۱۳۲۳ھ“ کو ہند کے بعض دھابیہ نے شریف کم ۵۵ کے بعض
صحابوں کو تختے تھائے دے کر مکارانہ باتوں سے درغلایا اور ان کے
ذریبہ سے، دربار میں حاضر ہو کر ایک درخواست پیش کی۔
کہ ہند سے ایک عالم آیا ہوا ہے۔ وہ عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے
طدر پر مسروف ہے، اور صاحب تصنیف کثیر ہے۔ وہ اللہ جل جلالہ اور
رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علوم کو برابر کرتا ہے۔ ہند میں چونکہ انگریز کی
حکومت ہے، اسلئے وہاں اس سے بات نہیں کر سکتے، آپ سے استدعا ہے
کہ اس کو بلا کر باز پوس کی جائے۔

شریف کہ نے درخواست ملاحظہ فرماتے ہوئے کہا۔

تم ٹالف ہوتے ہوئے بھی دو باتوں کا اقرار کر رہے ہو۔ یعنی
وہ عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور صاحب تصنیف کثیر ہے۔ با اس وجہ اس
کو دربار میں طلب کرنا، اس کی احانت ہے، یہ میں نہیں کر سکتا۔ ہاں
ایسا ممکن ہے کہ تم اپنے سوالا تحریر کرو۔ ان سے جواب کے لئے کہا
جائے گا۔

تو انہوں نے پانچ سوال لکھ کر دیئے۔ جو حضرت سید شیخ صالح
کمال کی قدس سرہ کے پرد کے تاکہ وہ جواب حاصل کریں۔

سینا حضرت عظیم البرکت ھم شریف کے کتب خانہ میں
آئے۔ اس وقت حضرت ملامہ شیخ اسمبل قدم سرہ ایکے بھائی اور ان

کے والد حضرت ملامہ سید خلیل اور دیگر ملاہ بھی موجود تھے۔

حضرت ملامہ شیخ صالح کمال نے ایک پوچھ سیدنا امیر حضرت کو دیا۔ جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے۔ اور فرمایا یہ سوال دہابی نے سیدنا شریف (شریف علی پاشا) کے ذریعہ بیجے ہیں اور آپ سے جواب مطلوب ہے۔

سیدنا امیر حضرت نے قلم دوات طلب فرمائی، دہاں جو اکابر علماء موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم اس کا جواب عجلت میں نہیں چاہئے۔ بلکہ ایسے مفصل و مدلل جواب کے طالب ہیں کہ خداوند کو دوبارہ ایسے سوالات اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔

سیدنا امیر حضرت نے مخدودت چاہی کہاں کہاں کے لئے حاضر ہوا ہوں، اور اب مدینہ طیبہ کی حاضری کی تیاری میں ہوں اور پیار بھی (سیدنا امیر حضرت نے اس وقت جگر کے درد کی وجہ سے بخار میں جلا تھے) مگر علماء اپنے قاتھے پر مصروف ہے، اور فرمایا کہ آپ دو دن میں جواب ملتا ہے۔

دوسرے دن بیماری کی حالت میں ہی بیت اللہ شریف میں حاضر ہو کر سات گھنٹے میں الدوّلۃ الْمَکِیّہ تصنیف فرمائی۔ اور یہ سیدنا امیر حضراط ساتھ ہی ساتھ اس کی نقل فرماتے جاتے تھے۔ دوسرے دن ڈیڑھ گھنٹہ میں نظر ہانی فرمائی۔ آخر میں حضرت ملامہ شیخ احمد ابوالحیر کی فرمائش پر علوم خسہ کا باب زیادہ فرمایا۔ کتاب کمل کر کے شیخ صالح کمال قدس سرہ کے پرورد کر دی گئی۔

سیدنا امیر حضرت نے شریف کے نام ایک علاجی تجویز کیا، کہ میرے مقائد میری اس کتاب سے ظاہر ہیں۔ کہ محظوظ علماء سے بھرا ہوا ہے۔ نیز دنیا بھر کے علماء اس وقت کے محظوظہ میں موجود ہیں، اگر کوئی احتراش ہو تو ملاہ کے حضور پیش

کر دی جائے۔ پھر بھی اعتراض رفع نہ ہو تو فقیر حاضر ہو کر مختکل کرنے کو تیار ہے۔ اگر علامہ مطہن نہ ہوئے اور علماء نے فقیر کو مطہن کر دیا تو رجوع کرنے کو تیار ہوں۔

شریف نے خط پڑھ کر مخالفین کو مخاطب کر کے کہا:

"تم نے مخالف ہوتے ہوئے بھی حضرت علامہ کی دو صفتیں کا اعتراف کیا، کہ عاشق رسول (علیہ السلام) ہیں اور صاحب تصانیف کیشہ ہیں۔ اور ایک وصف ان کا خط بتا رہا ہے، یعنی وہ ضدی نہیں ہیں۔ حق کو تعلیم کرنے کے لئے ہمہ وقت مستعد ہیں۔"

اس کے بعد کتاب سخن شروع کر دی۔ درمیان میں بار، بار، شریف کہتے رہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوب کو حطا فرماتا ہے اور وہا بیہ الکار کرتے ہیں۔

کہ کرم میں اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی مقبولیت حطا فرمائی۔

ملاء و مشائخ تو کجا عام لوگوں کی زبان پر اس کا چرچا تھا۔

غسل احمد ایامی کو جب خبر ہوئی تو دوسری رات بعد ساتھیوں کے شریف کی گرفت کے در سے کہ کرم میں سے بھاگ گیا۔

قطب مدینہ ﷺ نے فرمایا "سے ۲۳۴۰ھ میں، ان ایام میں فقیر "باب الملام، زقاق الازمنی" میں رہائش پذیر تھا، فضل الازمن اسی کمر میں پیدا ہوا تھا۔

سیدی قدس سرہ نے فرمایا:

"اس مکان پر جنات کا قبضہ تھا۔ کبھی کبھی کوئی جن آتا، مجھے بازو سے کڈکر کھا۔ آپ کی پشت بڑی مغربط ہے، اس وجہ سے ہم مجبور ہیں، بہتر یہ ہے کہ یہاں سے پلے جاؤ۔ میں کہتا بھی مجھے فرمٹ نہیں، جب فرمٹ ہو گئی چلا جاؤں گا۔ فضل الازمن کے پیدا ہونے کے چند دن بعد تمام مکان جنات سے بھر گیا۔ میں کہڑا ہوا، اذان و اقامۃ کی تمام جنات فاعقب ہو گئے۔ تھوڑی ہی دری

کے بعد میرے قریبی دوست شیخ حقیق مخرج الحیدری ۶ تشریف لائے۔ ان سے واقعہ بیان کیا تو انہوں نے مکان چھوڑنے کا مشورہ دیا، اور ستیزہ الرصاص میں مکان کرائے پر لے دیا پھر ہم اور خل ہو گئے۔“

سیدنا علیحضرت عظیم البرکت ﷺ نے ”الدولۃ الکریۃ“ شریف ارسال فرمائی۔ یہ حضرت علامہ سید احمد علی قادری رامپوری مجاہ جرمدنی رحمۃ اللہ علیہ کا کتابت کیا ہوا ہے اور حضرت شیخ علامہ محمد توفیق الایوبی مدینہ قدس سرہ کا تصحیح کردہ ہے۔ اس کو سیدنا علیحضرت ﷺ نے پڑھا۔ آپ کی نظریں اس پر پڑی ہوئی ہیں۔ حضرت مولانا احمد علی قادری رامپوری سیدنا غوث عظیم ﷺ کی اولاد سے ہتھے۔ بڑے جید عالم اور سیدنا علیحضرت ﷺ کے بڑے قریبی تھے۔

آپ فاضل بیٹوی قدس سرہ العزیز کو ایک مکتب محروم ۱۲ مرداد آلا خروج ۲۰۰۴ء میں تحریر فرماتے ہیں :

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب اور کوئی تقریظ وغیرہ بیہاں نہیں ہوگی۔ اب رسالہ شریف دولت کیہ مولوی محمد سعد اللہ صاحب بنگالی سکاوی، حال وار دیوبند کے مطالعہ میں ہے اور ان کا عزم نقل کرنے کا ہے۔ بہتہ عشرہ میں نقل کر لیں گے تو رسالہ شریف کو ہم آپ کی خدمت میں واہیں بیچج دیں گے۔ نقل اس کی جو مولوی سعد اللہ صاحب کے پاس رہے گی اگر موقع ہوا تو کسی صاحب کو دیکھائی جاوے گی، ورنہ نہیں۔ الغرض رسالہ دولت کیہ مع تقریبیوں کے دس بارہ روز کے بعد آپ کے پاس بیچج دیں گے اطلاع اعراض کیا۔ ۷۷
حضرت قطب مدینہ قدس سرہ نے یہ مخطوطہ بڑی احتیاط سے رکھا ہوا تھا۔

فرمایا کرتے !

” یہ سیدنا علیحضرت عظیم البرکت ﷺ کا لکھا ہوا نہیں ہے، بلکہ علیحضرت نے اس کو پڑھا ہوا ہے۔ علیحضرت کی اس پر نظریں پڑی ہوئیں ہیں۔“

آنکھوں میں آنسو آ جاتے اور بڑی حقیقت و محبت سے بوسہ دیتے اور فرماتے، "جب یہ کتاب میں علامہ کو دکھاتا اور بیان کرتا کہ اس کتاب کی تصنیف سیدنا علیحدہ صلی اللہ علیہ وسلم البرکت ﷺ نے اپنے کتب خانہ سے دور، صرف سات گھنٹوں میں تالیف فرمائی اور ڈیپھ مکھنہ میں نظر ہانی کر کے مکمل فرمادی۔ تو یہ بات مانتے سے علامہ کو تاکمل ہوتا، علامہ کہتے یہ کیسے ممکن ہے۔ ہمارا تعلق بھی تو علم ہی سے ہے، ممکن ہے اس میں کچھ مبالغہ بھی ہو۔"

بھر فرمایا:

"سیدنا علیحدہ صلی اللہ علیہ وسلم البرکت ﷺ سے بریلی شریف کی حاضری پر مرض کیا کہ حضرت علامہ یہ بات تسلیم کرنے کو تیار نہیں کیا۔ اپنے "الدولۃ العکبة" سات گھنٹے میں تصنیف فرمائی اور ڈیپھ مکھنہ میں نظر ہانی فرما کر ساڑھے آٹھ گھنٹوں میں مکمل کر دی۔"

علامہ کہتے ہیں کہ مصنف سفر میں تھا، اپنے کتبخانہ سے دور اور کتب میر نہیں اور بیار یہ کیسے ممکن ہے؟"

علیحدہ صلی اللہ علیہ وسلم البرکت ﷺ نے فرمایا۔

"اس کا واقعہ یوں ہے کہ اس وقت میرے جگہ میں درد تھا جس کی وجہ سے شدید بخار میں جلا تھا۔ مسلم سامنے آیا اور مل جواب کا اصرار کیا گیا، مخذرات قبول نہ کی گئی۔ دوسرے دن اسی حالت میں الٹا، چاہ زم زم شریف پر حاضر ہوا برکت ماحصل کرنے کے لئے وضو کیا، پیا، مجر اسود شریف کا بوس لیا، کعبہ شریف کا طواف کرنے کے بعد دو رکعت ادا کر کے

مقام اہمیت پر ہی حاضر رہا۔ رب الحضرت کی بارگاہ میں
الجنا کی۔ سید الانبیاء ﷺ اور سرکار غوث اعظم ﷺ سے
استغاثت طلب کی لکھتا چاہا۔ بیت اللہ شریف کی زیارت
کے لئے جو شاہ اٹھی تو کیا دیکھتا ہوں کہ کعبہ شریف کے
دروازے میں جیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ افرودز ہیں
وائیں طرف سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وحده اکرم اور باائیں
طرف حضرت غوث القیم ﷺ حضور کریم ﷺ کی بارگاہ
میں حاضر ہیں۔ جو فرماتے رہے فقیر تحریر کرتا رہا۔ گویا
کہ مرے قلب پر القا ہوتا تھا۔ ”

حضرت علامہ سید ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

۵ / نظافتنا ۲۳ سالہ / ۱۲ / اکتوبر ۱۹۳۶ء یوم جمعہ آج مولانا فیاض
الدین صاحب کے دولت کده پر حاضر ہوا، گنگو ہوتے ہوتے۔ علیحدہ
قدس سرہ کا تذکرہ آگیا، الدولۃ المکیہ کا صفحہ دریافت فرمایا، میں نے کہا لاہور
ہے۔ پھر قلمی سودہ دکھایا جسے دیکھ کر مسرور ہوا۔ ۲۸

الحمد للہ یہ مخلوط ابھی تک سیدی فضل الرحمن قادری کے پاس
موجود ہے، آپ نے اس کے ہر صفحہ کو پلاسٹک کے کور سے محفوظ کر دالیا ہے۔
اس مخلوط کے صفحہ اول و آخر کی تصویر آئندہ صفحات پر طاحدہ فرمائیں۔

اللہ اللہ

کیوں کہوں بیکس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فدا تم پر کروں درود





حدیث

ہال میں (غداکا) بنی ہرون اس سے نزدیکی کیوں نہیں
ہال میں ہی حسب اللہ تعالیٰ عبادتی کا شرائی نہیں بلکہ ہون

الرَّوْلَةُ الْمَكِيَّةُ
بِالْمَنَادِيَةِ الْغَيْلَيَّةِ

(١٢٢٣ الْهُجُ�ِيَّةِ)

للشَّيْخِ الْأَمَامِ أَخْمَدِ رَضَا خَانِ
الْقَادِرِيِّ الْأَفْغَانِيِّ ثُمَّ الْبَرِيلِيُّ الْمَهْنَدِيِّ

الدُّولَةُ الْمُكَيْمَةُ بِالْمَادَةِ الْغَيْبِيَّةِ

۱۳۲۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

الحمد لله علام الغيوب، غفار الذنوب، سtar العيوب، المظہر من ارتضى من رسول على اسرار المحجوب والفضل الصلوة وامثل السلام على ارضی من ارتضى من واحب المحبوب سيد المطلعين على الغيوب الذي علمه زبه تعليماً و كان فضل الله عليه عظيماً ، فهو على كل خائب امين . وما هو على الغيب بضئ ولا هو بعفة زبه بمجنون مستور عنه ما كان او يكون فهو شاهد الملك والملوك ومشاهد الجنار والجهروت ، صلى الله عليه وسلم .

سید الانبياء صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کو اس انداز سے مشاہدہ فرماتے ہیں کہ آپ کی جسم مبارک میں نہ کبی پیدا ہوتی ہے اور نہ کوئی پیدا ہوتی ہے۔ آن لوگ اس بات پر فک کرتے اور جھوڑتے ہیں جسے آپ کی نہانے دیکھاتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا قرآن نازل فرمایا۔ قرآن ہر ایک چیز کو صاف صاف بیان کرتا ہے حضور نبی کریم ﷺ عالم ما کان و ما نکون تھے ماضی اور مستقبل کے تمام طور پر نہ کاہ۔ کھتے تھے۔ وہ ایسے علوم جانتے تھے جنکی شدید بذخ حساب۔ ان علوم پر آپ کے علاوہ کسی سرے کو بور حاصل نہیں تھا۔

سیدنا آدم علیہ السلام کے علوم، تمام دنیاوی کے علوم اور لوچ محفوظ کے علوم کو ملک

الدُّولَةُ الْمُكَيْمَةُ بِالْمَادَةِ الْغَيْبِيَّةِ

۱۳۲۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

الحمد لله علام الغيوب، غفار الذنوب، سtar العيوب، المظہر من ارتضى من رسول على اسرار المحجوب والفضل الصلوة وامثل السلام على ارضی من ارتضى من واحب المحبوب سيد المطلعين على الغيوب الذي علمه زبه تعليماً و كان فضل الله عليه عظيماً ، فهو على كل خائب امين . وما هو على الغيب بضئ ولا هو بعفة زبه بمجنون مستور عنه ما كان او يكون فهو شاهد الملك والملوك ومشاهد العجائب والجهروت ، صلى الله عليه وسلم .

سید الانبياء صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کو اس انداز سے مشاہدہ فرماتے ہیں کہ آپ کی جسم مبارک میں نہ کبی پیدا ہوتی ہے اور نہ کوئی پیدا ہوتی ہے۔ آن لوگ اس بات پر فک کرتے اور جھوڑتے ہیں جسے آپ کی نہانے دیکھاتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا قرآن نازل فرمایا۔ قرآن ہر ایک چیز کو صاف صاف بیان کرتا ہے حضور نبی کریم ﷺ عالم ما کان و ما نکون تھے ماضی اور مستقبل کے تمام طور پر نہ کاہ۔ کھتے تھے۔ وہ ایسے علوم جانتے تھے جنکی شدید بذخیرہ حساب۔ ان علوم پر آپ کے علاوہ کسی سرے کو بیور حاصل نہیں تھا۔

سیدنا آدم علیہ السلام کے علوم، تمام دنیاوی کے علوم اور لوچ محفوظ کے علوم کو ملک

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے مقابلہ میں رکھا جائے تو ایک سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ آب کی حیثیت سے سامنے آئیں گے۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے تمام علوم اللہ جل جلالہ کے غیر متناہی علوم کے مقابلہ میں ایک چھینٹا یا چلو ہیں۔ حضور ﷺ اپنے اللہ سے مدد لیتے ہیں اور ساری کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد لیتی ہے۔ دنیا کے اہل علم کے پاس جتنے علوم ہیں وہ سب حضور ﷺ کے علوم کا صدقہ ہیں اور حضور ﷺ کے وسیلے سے ملے ہیں۔ یہ تمام علوم حضور ﷺ کی سرکار سے آئے اور حضور ﷺ کے دربار سے ملے۔

وَكَلِّهِمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَسِسٌ^۵ غرفانِ البحر اور شفا مِنَ الدَّبِيمِ

وَوَاقِفُونَ لِذِيَّهِ عَنْدَ حَدِّهِمْ^۶ من نقطة العلم او من شكلته الحكم

وَصَلَى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَمَ وَعَلَى الْبَوْصَحَةِ وَبَارِكْ وَكَرِمْ أَمِينْ.

جن دنوں میں مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھا میرے سامنے ہندوستان کے رہنے والوں نے سید الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام علی آل واصحابہ کے علوم کے متعلق ایک سوانحہ پیش کیا۔ یہ پیروں کا دن تھا۔ پیس ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ کو عصر کا وقت تھا۔ مجھے دیکھتے ہی گماں ہوا کہ یہ سوال ان وہابیہ کا انٹھایا ہوا ہے جنہوں نے ہندوستان میں اللہ اور اس کے رسول کے خلاف توہین آمیز گفتگو کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا اور اس موضوع پر کتابیں بھی لکھی تھیں۔ چونکہ مکہ مکرمہ ایک پر امن اور امان یافتہ شہر ہے اور اس میں بے شمار علماء دین موجود ہیں۔ یہاں اگر کسی شخص کو مسئلہ درپیش ہو تو ان سے دریافت کر لیتا ہے۔ مکہ معظومہ کے علماء علوم دینیہ کے بھرنا پیدا کنار ہیں لوگ انہیں چھوڑ کر تنک نہروں کے کناروں پر نہیں

رسول اللہ تم سے ماننے ہے ہر ۱۱۰ چوتھا ۵ تیرے دریا سے چو یا تیرے باراں سے اک چھینٹا

تیرے آئے تھے جس اپنے حد سے تیرے ملبوں سے ۵ کوئی نظر پر ہی نہیں کوئی اور اب پر ہی نہ کا!

صاحبزادہ مسلم رضا خان بریلوی

جاتے۔

مکمل مکرمہ کے علماء کرام (حفظهم اللہ تعالیٰ) ہمارے سردار ہیں۔ وہ حضور مسیح موعودؑ کے علوم اور دوسرے مسائل پر وہابیت کے اعتراضات کا جامع جواب دیتے ہیں۔ ایک دوبار ایسے مسائل کی تشریع کی جس سے تمام اہل ایمان کو اطمینان ہو گیا۔ دلوں کے زنگ ذور ہو گئے۔ دماغ روشن ہو گئے اور عیب بیٹھ گئے۔ ان تشرییفات سے وہابیت پر موت کا عالم طاری ہو گیا۔ یہ بندہ ضعیف (احمد رضا خاں بریلوی) بھی اپنے اللہ کے فضل و کرم سے اپنے باپ دادا کی درختیاں مت پر گمازن رہتے ہوئے وہابیت پر قیامت برپا کرتا رہتا ہے۔ میں نے اب تک دو سو سے زیادہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور اکابر وہابیت کو دوچار باری نہیں کئی بار دعوت مناظرہ دی گری یہ لوگ جواب دینے سے بھی عاری رہے اور بہوت ہو کر رہ گئے۔

جو لوگ ہندوستان میں بیٹھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اوہیں کرتے ہیں اور سب دشمن سے باز نہیں آتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ اور کذب کی نسبت قائم کرتے ہیں وہ میدان مناظرہ سے بھاگ اُٹھتے ہیں۔ ذم دبا کر غائب ہو جاتے ہیں پھر زندگی بھر سامنا نہیں کر پاتے۔ ان میں سے اکثر راہی ملک عدم ہو چکے ہیں مگر جو باقی رہ گئے ہیں وہ عنقریب اسی ذلتؑ سے دنیا سے ٹپے جائیں گے ان کی موت حیرانی اور بدحواسی میں ہو گی۔

انہیں یہ معلوم ہوا کہ میں مکمل معتبر میں چند دنوں کے لیے قیام پڑ رہوں۔ میرے پاس ہوالے کی کتابیں نہیں ہیں۔ بیت اللہ کی زیارت میں مصروف ہوں۔ اور اپنے مولا و آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر (مدینہ) کی طرف جانے کے لئے پا بر کاب ہوں۔ یہ دنماں تھا جب حضرت مولانا حلام کی دوستاتیہ شائع ہوئی تھیں۔ ایک وقت آیا جب آپ کی تصنیف کی تقدیم ایک ہزار دو سو سکے پہنچی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے۔ " حیات اہل حضرت " مولانا حلمی اخلاق اللہ دین بھاری روزہ اونچ مایہ۔ مطہرہ کتبہ نجف پلا ہو رہ۔

- ایسے موقع پر انہوں نے ایک سوانحہ مگر اور سامنے لارکھا۔ انہیں امید تھی کہ کتابوں کے بغیر مدینہ پاک کی تیاری میں جواب نہیں دے سکوں گا اور وہ خوش ہو کر کہتے پھریں گے کہ احمد رضا خاں جواب نہ دے سکا اور اس طرح وہ اپنی خفت کا انتقام لے لیں گے۔ نہیں پہلے تو خاموش رہا حالانکہ اس سے پہلے میں ان کے بڑوں کوئی بار پچ کر اچکا تھا مگر انہیں کیا معلوم کہ میں دین میں کی امانت میں ہوں۔ دین کی نصرت اور امداد کرنے والا خود منصور و محفوظ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قوت ہے جب وہ کسی چیز کو کہتا ہے ہو جاتا تو وہ ہو جاتی ہے۔ مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے قوت بخشی۔ چنانچہ مجھے خیال آیا کہ میں اس سوانحہ کے دو طرح کے جوابات تیار کروں ایک تو اہل حق اور سائل کے لیے تاکہ وہ راہ ہدایت پالیں اور دوسرا ان ہٹ دھرم حملہ کرنے والوں کے لیے۔ چنانچہ میں نے قلم انٹھایا اور ہر ایک کے لیے ایسا جواب تیار کیا جس کے وہ قابل تھے۔

نظر اول

دین کا دار و مدار

یاد رکھیں کہ دین کا دار و مدار اس بات پر ہے جس سے نجات اخروی ممکن ہو۔ پورے قرآن پاک پر ایمان لانا نہایت ضروری ہے۔ دنیا میں بہت سے گمراہ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بعض آیات پر ایمان لے آتے تھے مگر بعض کو نظر انداز کر دیتے تھے۔ ان میں تدریج فرقہ مشہور ہے (یہ لوگ اپنے آپ کو اپنے افعال کا خالق جانتے تھے) وہ اس آئیہ کریمہ پر ایمان لائے:

وَمَا ظُلِمُنَا هُمْ وَلِكُنْ كَانُوا أَنفُسَهُمْ بِظُلْمٍ مُّونَ ۝ (العل: ۱۱۸)

ترجمہ: ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

مگر وہ اس آئیہ کریمہ سے منکر رہے:

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (العنکبوت: ۹۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارا بھی خالق ہے اور تمہارے اعمال کا بھی۔

ایسے ہی ایک فرقہ جرنیہ ہے یہ لوگ انسان کو پھر کی طرح مجبور حضن جانتے تھے۔ وہ

اس آئیہ کریمہ پر ایمان لائے تھے: وَمَا تَشَاءُ وَنَإِلَّا أَنْ يَشَاءُ اللَّهُ

ترجمہ: تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ جو مالک ہے سارے جہاں کا۔

جرنیہ اس آئیہ کریمہ کے منکر ہیں: ذلِكَ جُزُّ نِعَمِهِ بِعَيْنِهِمْ وَإِنَّا لَصَابِلُونَ (الانعام: ۱۳۶)

ترجمہ: ہم نے انکی سرکشی کا بدل دیا جیکہ ہم ضرور پڑے ہیں۔

خارجی لوگ گناہ کبیرہ کرنے والے کو بھی کافر کہتے ہیں۔ وہ اس آئیہ کریمہ پر ایمان

رکھتے ہیں:

وَإِنَّ الْفَجَارَ لَنَفِيَ جَحَّيْمٌ ۝ يَضْلُّهُنَّهَا يَوْمَ الدِّينِ ۝ (الانتصار: ۱۵-۱۶)

ترجمہ: بے شک فا جر لوگ ضرور جہنم میں جائیں گے وہ قیامت کے دن اس میں جائیں گے۔ پھر یہ لوگ اس آیتے کریمہ کا انکار کرتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرِكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا ذُوَنَ ذَلِكَ لِمَن يَنْهَا (السباء: ۱۷)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخفا مگر اس کے علاوہ جتنے گناہ ہیں جسے چاہے بخش دیتا ہے۔

فرقہ مر جیہہ کا عقیدہ ہے کہ مسلمان کوئی بھی گناہ کر لے اسے نقصان نہیں ہوتا۔ وہ اس آیتے کریمہ پر ایمان لاتے ہیں:

لَا تَنْقِضُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّؤْجُومُ ط (الزمر: ۳۹/۵۳)

ترجمہ: اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہوتا۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مگر یہ لوگ اس آیتے کریمہ سے انکار کرتے ہیں:

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا إِيَّاهُ بِهِ (السباء: ۱۸)

ترجمہ: جو شخص برا کام کرے کا اسے بد لہ دیا جائے گا۔

اس قسم کی ہزاروں مثالیں ہیں جو مختلف مذاہب اور فرقوں کے بارے میں پیش کی جا سکتی ہیں۔ علم کلام کی کتابوں میں ایسی دلیلیں کثرت سے ملتی ہیں۔

علم غیب قرآنی آیات کی روشنی میں

قرآن عظیم کی قطبی نص ہے:

لَا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ (السُّلْطَان: ۶۵)

ترجمہ: زمین و آسمان والوں میں کوئی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

اس طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَن أَرْتَضَى مِن رَّسُولٍ (الجن: ۲۶-۲۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مسلط نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

پھر مزید فرمایا: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَيْقٍ ط(التكوير: ۲۳)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر بخیل نہیں ہیں۔

پھر فرمایا: وَعَلِمْكَ مَا لَمْ تَعْلَمْ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ط(النساء: ۱۱۳)

ترجمہ: اے نبی اللہ نے آپ کو سچا یا جو کچھ آپ پہلے نہیں جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔

ایک اور آیتہ کریمہ میں فرمایا:

ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوَجِّهُ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَذِيْهِمْ إِذَا جَمِعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ ط

(یوسف: ۱۰۲)

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ آپ انکے پاس نہ تھے جب ان بھائیوں نے دھوکا کیا۔

ایک اور مقام پر فرمایا: تَلَكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوَجِّهُ إِلَيْكَ (ہود: ۳۹)

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ کے علاوہ بہت سی اور آیات بھی ہیں جن میں غیب کے علوم پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان آیات میں نقی اور اثبات دونوں قسم کے دلائل ملتے ہیں یہ دونوں ایمان کا حصہ ہیں ان سے انکار کفر ہے۔ ایک مسلمان ان تمام آیات پر ایمان لاتا ہے۔ وہ

اختلافی را ہوں پر نہیں چتا۔ نفی اور اثبات دونوں ایک نتیجہ پر وار نہیں ہو سکتیں۔ ہمیں ان کے جدا جد انتہائی تلاش کرتا پڑیں گے۔

میں اپنے اللہ کے فضل اور اس کی قوت سے میدان تحقیق میں قدم رکھتا ہوں اور جو شخص اس میدان میں دھوکا دے گا یا فریب دے گا اس پر وار کروں گا۔

علم کی تقسیم

علم کی ایک تقسیم تو اس کے مصدر کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ یعنی جہاں سے وہ صادر ہوا مگر اس کی دوسری تقسیم اسکے متعلق کے اعتبار سے ہے۔ یعنی جسکے متعلق وہ علم ہے ان سے ایک اور تقسیم ظاہر ہوتی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ متعلق کس طرح کا ہے۔ تقسیم کے اعتبار سے علم یا تو ذاتی ہو گا (جبکہ نفس ذات عالم سے صادر ہو) یا عطاً ہو گا۔ ذاتی ہوئے ہی بنا پر ان علوم میں غیر کی کوئی شرکت نہیں ہو گی نہ غیر کی عطا ہو گی۔ نہ غیر اس کا سبب بنے گا مگر عطا ہو وہ علم ہے جو دوسرے کی عطا ہو۔ ذاتی تو صرف ذات باری تعالیٰ سے ہی مخصوص ہے کسی غیر اللہ کا اس علم میں حصہ نہیں ہے اور جہاں میں ایسا علم کی کے لیے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ جو شخص کسی کے لیے ایک ذرہ سے کمتر بھی ذاتی علم ثابت کرے گا وہ یقیناً مشرک ہو جائے گا اور بتاہ و بر باد ہو گا۔

لے اس تقسیمی روشنی میں کوئی غبار علم الہی اور علم عباد میں باقی نہیں رہتا۔ کم ہمون نے علماء، بلطف و حجاجت کی مبارات اور تحقیقات سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر جو اعراضات کیے ہیں وہ خود بخوبی رفع ہو جاتے ہیں۔ حضور کے علم غیب کو اللہ کے علم غنیب کے برابر جانے والے اپنی کم نہیں پر بات کرتے ہیں۔ یہ ایک روش دلیل اور واضح تقسیم ہے۔ اس طیف استدلال کے بعد کسی کو وہ باقی نہیں رہے گا۔ (حمدان الولی المأکی مدرب حرم نبوی شریف)

ہدینہ طہیہ کے علماء کرام میں سے حضرت خالص محمد مغرب مولانا حمدان (الله تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) کا پہلا حاشیہ ہے آپ نے نبری کتاب پر ثبت فرمایا تھا۔

دوسرا قسم کا علم (عطائی) اللہ کے بندوں کو عطا کیا گیا ہے اور یہ صرف بندہ سے ہی مخصوص ہے۔ اس کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت نہیں کی جاسکتی۔ اللہ کے ساتھ علم عطائی کی نسبت قائم کرنے والا قطبی کافر ہو گا اور شرک اکبر کا مرکب ہو گا۔ کیونکہ شرک وہ ہے جو کسی دوسرے کو اللہ کے برادر جانے مگر اس نے تو غیر اللہ کو اللہ سے بھی برتر بنالیا۔ یا وہ اس جہالت میں ہے کہ اس نے اپنا علم غیر خدا کو عطا کر دیا (نوز بالله)

دوسرا قسم کے اعتبار سے علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مطلق اعلم۔ یہ مطلق اعلم وہی ہے جو علم اصول کی اصطلاح میں ہے۔ ایسا علم ثابت کرنے کے لئے کسی ایک فرد کا۔۔۔ ہوتا ضروری ہے گرفتار کرنے سے تمام افراد کی نفعی ہو جاتی ہے۔ اس بحث اور تحقیق کو ”اصول الرہاد لقمع مبانی الفساد“ میں قضیہ موجہ کی بحث میں خاتم الحکمین حضرت والد ماجد قدس سرہ نے نہایت خوبی سے بیان فرمایا ہے۔

دوسرا تم علم مطلق ہے جس سے میری مراد وہ ہے جو عموم و استغراق حقیقی کا مفاد ہے اسکی تم کا ثبوت اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک تمام افراد موجود نہ ہوں۔ یہ کسی ایک شخص کی نفی سے مستحکم ہو جاتا ہے یہاں موجہہ کلیتی ہو گا اور رسالہ جنتی۔ ایسے علم کا تعلق دو درجوں پر ہوتا ہے۔ ایک اجمالی اور دوسرا تفصیلی۔ جس میں ہر علوم جدا اور ہر تفصیل اور مفہوم دوسرے سے ممتاز ہوتی ہے لیکن عالم کو حقیقی معلومات ہوں جوئی ہوں بالکل ہوں باعضاً۔

اس دوسری قسم کی بھی چار قسمیں ہیں۔ ایک تو صرف اللہ تعالیٰ سے ہی خاص ہے۔
اس کا نام علم مطلق تفصیلی ہے۔ جس پر پیدائش کریمہ دلالت کرتی ہے:

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ترجمہ "اللَّهُ تَعَالَى هُرَيْشَے کا جانے والا ہے۔" (آل احزاب ۳۰) ہمارا رب کریم اپنی ذات کریم اور اپنی غیر متناہی صفتوں کے ساتھ ان تمام حادثوں کو

جو موجودہ ہیں یا کبھی تھے یا ابداً لابد تک ہوتے رہیں گے، پھر وہ تمام ممکنات جو کبھی موجود نہ تھیں اور کبھی نہ ہوں گی بلکہ تمام حالات کو جاننے والا بے تمام مفہومات میں سے کوئی ایسی چیز نہیں جو علم الہی کے دائرہ میں نہ ہو۔ وہ ان تمام کو پوری تفصیل کے ساتھ جانتا ہے اذل سے ابد تک تمام کی تمام چیزیں اس کے علم میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات غیر متناہی ہے۔ اس کی صفتیں بھی غیر متناہی ہیں اسکی ہر صفت غیر متناہی ہے اعداد میں غیر متناہی ہے۔ ایسے ہی ابد کے دن اور اس کے تمام لمحات اور گھریان اس کے علم میں جنت کی نعمتوں سے ہر نعمت دوزخ کے عذابوں میں سے ہر عذاب جنتیوں اور دوزخیوں کی سائیں یا پلکوں کا جھپکنا ان کی ادنیٰ سی جنبش اور ان کے سوا اور چیزیں اس کے علم میں ہیں اور غیر متناہی ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہر ہر ذرہ میں غیر متناہی علم ہیں۔ اس لیے کہ ہر ذرہ کو ہر ذرہ سے جو ہو گز رہا یا آئندہ ہو گایا ممکن ہے کہ کوئی نہ ہو۔ کوئی نسبت قرب بعد اور جہت میں ہو گی۔ زمانوں میں بد لے گی اور زمان و مکان کے بد لئے میں جو اثرات واقع ہوں گے یا ہوتے ہیں روز اول سے زمانہ نامہ دو تک اللہ تعالیٰ کو بالتفصیل معلوم ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی و غیر متناہی اور غیر متناہی ہے۔ اہل حساب کی اصطلاح میں یہ تیری قوت ہے بنے مکعب کہا جاتا ہے۔

عدد جب اپنے نفس میں ضرب دیا جائے تو مجد و زبن جاتا ہے۔ مجدد کو جب اسی عدد سے ضرب دی جائے تو مکعب بن جاتا ہے یہ تمام باتیں صرف حساب دانوں کے ذہنوں میں ہی نہیں دین سے واقع علماء کرام پر بھی روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ یہ بات بلاشبہ تسلیم شدہ ہے کہ کسی مخلوق کا علم آن واحد میں غیر متناہی بالفعل کی پوری تفصیلات کے ساتھ ہر دوسرے فرد پر محیط نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ممتاز جب ہو گا کہ ہر فرد کی جانب خصوصیت کے

ساتھ لحاظ کیا جائے اور غیر متناہی لحاظ سے ایک آن میں حاصل نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ خلوق کا علم خواہ کتنا ہی وسیع اور کثیر ہو یہاں تک کہ عرش سے فرش تک اول سے آخر تک اور اس کے کروڑوں درجوں پر بھی ہوتب بھی محدود ہو گا۔ لیکن عرش و فرش دوستیں ہیں دو کنارے ہیں۔ روز اول سے روز آخر تک بھی دو حدیں ہیں۔ ایک چیز دو چیزوں میں گھر جائے تو وہ متناہی ہو گی غیر متناہی تو نہ ہو گی۔ البتہ حد کے بغیر کسی چیز کا ہونا غیر متناہی ہو سکتا ہے۔ بمعنی متناہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے علم میں عالی ہے۔ اس واسطے کے اسکی صفتیں اور اس کا علم تو پیدا ہونے سے بالاتر ہے۔ ثابت ہوا کہ لا متناہی بالفعل ہونا اللہ تعالیٰ کے علموں سے خاص ہے اور علم متناہی اس کے بندوں کے علم سے خاص ہے۔

مندرجہ بالا فلسفیانہ خیالات اور مطابقیانہ استدلال ہیں۔ قطع نظر اللہ تعالیٰ کے علوم
لامتناہی پر قرآن پاک کا یہ ارشاد کافی ہے:

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّجِيبًا ترجمہ: اللہ ہر چیز پر محیط ہے۔ (النساء ۲۷/۱۶)

ذات الہی محدود نہیں۔ اس کی خلوق سے کسی کے لئے ممکن نہیں کہ وہ محدود نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ جیسا وہ ہے تمام و کمال دیتا ہی ہے۔ اے مکمل پہچانا نہیں جاسکتا۔ ہاں اگر یہ کہہ دیا جائے کہ مجھے اللہ کی معرفت حاصل ہو گئی ہے۔ تو درست ہے مگر یہ کہنا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی اتنی معرفت حاصل ہو گئی ہے کہاب مزید کچھ باقی نہیں رہا تو یہ نادرست ہے اس لئے کہ اس طرح کتاب کی تسویہ کے وقت یہ بات میں نے قوت ایمانی سے لکھ دی تھی۔ مگر بعد میں امام فخر الدین رازی کی تفسیر کیرمہ دیکھی تو اسی تصریح تو کذاں ک نفری ابراهیم (الانعام ۹۷/۴) کی تفسیر میں مطالعہ کر آپ نے الحکایتیں نے اپنے والد مکرم مضرت نام محرضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ناقصا۔ انہوں نے حضرت ابو القاسم انساری رحمۃ اللہ علیہ کو امام الغریبین کی روایت میان فرماتے ہوئے ساکر معلومات البریق امام فیہ متناہی ہیں۔ اور ان معلومات میں ہر ہر لفود کے تعلق غیر متناہی معلومات ہیں ہر فرد کا بدل بدل کرنے نہیں جیز دل میں پایا جاتا ممکن ہے اور بدل بدل کرنے میں متناہی صفات سے منعف ہونا بھی ممکن ہے۔

اللہ کی ذات محدود ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ انسان کی معرفت اور عقل کے احاطہ میں آ جاتا ہے حالانکہ وہ برتر ہے۔ اسے کوئی چیز احاطہ نہیں کر سکتی۔ وہ توبہ پر محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء، صالحین اور مومنین اپنے اپنے مرتب و درجات کے مطابق اللہ کی معرفت حاصل کرتے ہیں وہ اسی فرق کے اعتبار سے اپنے مرتب حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح انہیں ابد الاباد تک اللہ کی معرفت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے مگر باین ہم وہ اللہ کے علوم کی تمام کمال معرفت پر قادر نہیں ہو سکیں گے ہاں انہیں قدرِ تناہی حاصل ہوتی رہے گی۔ اس سے ثابت ہوا کہ جمیع معلوماتِ الہیہ پر کسی مخلوق کا محیط ہونا عقولاً اور شرعاً دونوں طرح سے محال ہے۔ اگر تمام اولین و آخرین کے تمام علوم جمع کر لیے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علومِ الہیہ کے مقابلہ میں کوئی نسبت نہیں ہے۔

ہم سمجھنے کے لئے یوں کہہ سکتے ہیں کہ اگر علومِ الہیہ کے دس لاکھ سمندر رکھے جائیں تو تمام مخلوقات کے علوم کا مجموعہ ان کے سامنے ایک قطرہ سے بھی کم ہے اور محدود ہے۔ علوم مخلوقات کے دریائے زخار تناہی ہیں۔ تناہی کو تناہی سے تو ایک نسبت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ہم بوند کے مقابلہ میں دس لاکھ سمندروں کی مثال پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ سمندر ایک وقت میں فنا ہو جائیں گے کیونکہ یہ دس لاکھ سمندر بھی تناہی ہیں۔ اس کی جتنی بھی مثالیں پیش کرتے جائیں تناہی ہی ہوں گی۔ غیر تناہی تک ان کی رسائی نہیں ہو سکے گی۔ غیر تناہی ہمیشہ باقی رہے گا اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ کے اوصاف ناتناہیہ کے سامنے فانی علوم کی کوئی حیثیت، نسبت نہیں ہے۔

حضرت خضر و مولیٰ علیہ السلام کے علوم

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت مولیٰ علیہ السلام کو کہی ہوئی بات کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا کہ چیزیاں نے سندھ سے جو نجف بھر کے پانی پی لیا۔ اس قسم کے علوم غیر متناہی اللہ کی ذات سے خاص ہیں۔

اب ہم علم کی ان تین قسموں پر مکتفو کریں گے جن میں سے ایک پر اور بحث ہو چکی ہے۔ (۱) علم مطلق اجمالی اور (۲) مطلق علم اجمالی اور (۳) مطلق علم تفصیلی۔

یہ علوم اللہ کی ذات کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ ”بشرط لائے“ تو بندوں سے ہی خاص ہیں۔ علم مطلق اجمالی بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ عقلاً ثابت ہے اور ضروریات دین کا حصہ ہے۔ جس طرح ہم ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کو جانتا ہے۔ ”ہر شے“ کہہ کر ہم نے جمع معلومات اللہ کا لاحظہ کر لیا اور ان سب کو اجمالی طور پر جان لیا۔ جو اسے اپنے لیے نہ جانے وہ اپنے ایمان کی نفعی کرتا ہے اور اپنے گلزار کا اقرار کرتا ہے۔ (العیاذ بالله)

واعلموا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (الطہ: ۶۲)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو جانے والا ہے۔

جب علم مطلق بندوں کے لئے ثابت ہو گیا تو مطلق علم اجمالی اپنے آپ ثابت ہو جاتا ہے لیکن مطلق علم تفصیلی بھی بندوں کے لئے منقص ہے۔ ہم قیامت، جنت، دوزخ، اللہ تعالیٰ کی ذات، اسکی صفات کو ایمان کا حصہ بناتے ہیں۔ یہ ایمان کے اصول ہیں۔ حالانکہ یہ ساری چیزیں غیب ہیں اور ہر ایک ایک دوسرے سے ممتاز پہچانا۔ تو ثابت ہوا کہ اس طرح غیبوں کا مطلق علم تفصیلی ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ بھرا نمیا، کرام کا تو مقام ہی بلند ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے۔ جو غیب کو جانتا ہی نہیں وہ اس کی تصدیق کیسے کرے گا؟ اور جو تصدیق نہیں کرے گا وہ اس پر ایمان کیسے لائے گا؟ تو ثابت ہوا کہ جو علم اللہ تعالیٰ سے خاص ہے وہ ذاتی ہے۔ اور علم مطلق تفصیلی جو جمیع علوم الہیہ کو استغراق حقیقی کے ساتھ محيط ہو تو جن آئیوں میں اللہ تعالیٰ نے غیر خدا سے اس کی نفع فرمائی ہے وہ علم ذاتی ہے۔

مگر جن آیات میں اللہ نے اپنے بندوں نے لیے علم عطا فرمایا ہے اور اس علم کا ذکر کیا ہے وہ علم ذاتی ہے۔ خواہ وہ علم مطلق اجمالی ہو یا مطلق علم تفصیلی ہو۔ انہی علوم میں اپنے بندوں کی مدح فرماتا ہے اور اسی عطاٹی علم کی وجہ سے وہ اپنے بندوں کو ممتاز قرار دیتا ہے۔

۱۔ وَبَشِّرُوهُ بِفَلَامْ عَلَيْهِ ط (الذاريات: ۲۸)

ملائک نے ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری سنائی۔

۲۔ وَإِنَّ لَدُوْنَ عَلِيمٌ لِمَا عَلِمَنَهُ ط (یوسف: ۶۸)

بے شک حضرت یعقوب ہمارے علم دینے سے ضرور علم والے ہیں۔

۳۔ عَلَمَنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ط (الکھف: ۶۵)

ہم نے خضر علیہ السلام کو علم لدنی عطا فرمایا

۴۔ وَعَلَمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ ط (الساوی: ۱۱۳)

اے نبی اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ علم دیا جسے آپ نہ جانتے تھے۔

ان آیات کے علاوہ اور بھی بے شمار آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو علم عطا کرنے کی تفصیل بیان فرماتا ہے مگر ہر آیت میں علم عطاٹی ہی مراد ہے۔ جن آیات میں بندوں کو علم غیب دینا فرمایا گیا ہے وہ عطاٹی علم غیب ہے۔ یہ آیات قرآنیہ کے ایسے سچے معانی ہیں کہ کسی کو انکار کی گنجائش نہیں اور نہ ان کے علاوہ کوئی دوسرے معانی بیان کیے جاسکتے ہیں۔ رہ عقیدہ ضروریات ایمان میں سے ہے۔ جو اس کا انکار کرتا ہے وہ ٹکر کا ارتکاب کر

ہے اور وائرہ اسلام سے خارج ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ وہ معانی ہے جن سے علماء اسلام نے آیات
نفی واپسات میں تلقی کی ہے۔ امام اجل حضرت زکریا نوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں
ایسا یہ بیان کیا ہے۔ امام ابن حجر کی نسبت میں اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں اور ہدست و جماعت کے
دوسرا مستند علماء کرام نے اپنی اپنی کتابوں میں اسی نظریہ کو پیش کیا ہے۔

غیر خدا سے "علم غیب کی نفی" سے مراد ذاتی علم غیب ہے اور یہ حقیقت ہے کہ کسی
حقوق کا علم جمع معلومات الہی پر محیط نہیں ہو سکتا۔ یہ بات روی روشن کی طرح عیاں ہے اور آفتاب
ب عالم تاب کی طرح روشن ہے کہ جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غینیہ جو آپ کو
اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے تھے سے انکار کرتا ہے وہ خارج از ایمان ہے۔ ہمارے ملک میں
وہ یہ تو اس حد تک گستاخ ہو گئے ہیں کہ وہ بربطا کہتے پھر تے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
اپنے خاتے کا حال بھی معلوم نہ تھا۔ نآپ کو اپنی انت کے خاتے کا علم تھا۔

۱۳۸ میں ان لوگوں نے مجھے دلی میں ایک ایسا یہ سوال نامہ بھیجا تھا۔ میں نے اس
کے جواب میں ایک کتاب بِنَامِ انبَاءِ النَّفْصَطْفَنِ بِحَالِ سُرْزِ أَنْفُسِكُمْ۔ اس کتاب سے وہابیہ
پر قیامت نوٹ پڑی۔ یہ لوگ اس چیز کی نفی کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی
ہے حالانکہ اُنکے یہ دعوے ان کے ایمان کی نفی کرتے تھے۔ اور انکی زیاد کاری کامنہ بولتا شوت
تھے وہ اپنے ان کفری کلمات کی وجہ سے کافر اور مرتد ہو گئے تھے۔

۱۴ یقوتی ہمارے بیتل کا ہے اس نے فرمایا لا تَعْبُدُوا إِلَهًا كَفُرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (العریب: ۶۶)
ترجمہ: اب تم جیسے بھانے نہ کرو۔ تم الحمان اپنے کے بعد کافر (مرتد) ہو گئے ہو۔

حضرت ابن الیشیبہ، ابن حجر، ابن منذہ، ابن الی ماقم اہل اشیع نے مجاہد، ضمیم اللہ مذہب سے راہت لی ہے کہ
اس راہت کریمہ کی تفسیر سن کر ایک منافق نے کہا "محمد صرف یہ بات تھاتے ہیں اُنفاس میں، انہیں فاس میں ہیں۔ وہ
فاس کہا جائیں؟" تیکی خیال اکابر بوت ہے۔ علام قسطلانی، ضمیم اللہ مذہب نے "اہب ثہیف میں فرمایا بوت فیب پر
اطلاق ہے۔ پھر فرمایا بوت مشتق ہے۔ بنا سے وہ اس کا معنی نہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیریں سنائے، وہ ناکر
بیجا۔

پھر وہی نے سید الانبیاء ﷺ کے متعلق یہ بات کہہ کر کتنا بڑا امفر کیا کہ نبی ﷺ کو نہ اپنے خاتمے کا حال معلوم تھا انہی کے خاتمے کا۔ یہ بھی بہت سی روشن آیات کا انکار ہے:

۱۔ وَلَلَا خِرَةُ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَى (الضحى: ۳)

بے شک آپ کی آخرت زندگی سے بھی بہتر ہو گی۔

۲۔ وَلَسْوَفْ يَغْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضِي (الضحى: ۵)

بے شک عنقریب اللہ آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

۳۔ يَوْمَ لَا يُخْزَى اللَّهُ أَلَيْهِ وَالَّذِينَ أَهْنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبَيْنَ أَيْمَانِهِمْ (الحریم: ۸)

اس دن اللہ رسول نے کرے گا نبی کو نہ ان ایمان والوں کو جو آپ کے ساتھ ہیں۔ ان کا نور ان کے آگے پیچھے دوڑ رہا ہو گا۔

۴۔ عَسَى أَن يَعْثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا ط (بھی اسرائیل: ۹)

عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود عطا فرمائے گا۔

۵۔ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُنْهِبَ عَنْكُمُ الرَّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُظْهِرَ كُمْ تَطْهِيرًا (الاحزاب: ۳۳)

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ نبی کے گھر والوں تم سے ناپاکی ذور رہے اور تمہیں خوب پاک کر دے۔

۶۔ لَيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّتَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَ يُكَفِّرُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ (الفتح: ۵)

تاکہ اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور عورتوں کو جنت میں داخل کرے جس میں نہیں بہہ رہی ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کے گناہ ان سے مٹا دیے جائیں گے۔ اور یہ اللہ کے ہاں

بہت بڑی مراد پاتا ہے۔

۷۔ إِنَّا لَنَخْلُقُ لَكُمْ مَا يُنِيبُونَ (الفتح: ۱)

بے شک ہم نے آپ کے لئے فتح میں عطا کی۔ آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور چھلوں کے گناہ بخش دے گا اور اپنی نعمت آپ پر تمام کردے گا اور اپنی طرف سیدھی راہ دکھائے گا۔ اللہ تمہاری مدد کرنے والا اور عزت دینے والا ہے۔

۸۔ تَبَرَّكَ الَّذِي أَنْشَأَ جَهَنَّمَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَالِكَ جَنَّةٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَ
تَجْعَلُ لَكَ قُصُورًا۔ (الفرقان: ۱۰)

برکت والا ہے وہ کہ اگرچا ہے تو تمہارے لیے اس سے بہتر کردے جنتیں جن کے نیچے نہیں بہہ رہی ہوں گی اور تمہارے لیے اوپر بھی خالات بنائے گا۔

ان آیات کی تشریع و تفسیر پر جو بے شمار احادیث معنی واحد پرتواتر سے آئی ہیں وہ ایک بھرپور کراں ہے اور انہیں از بر کرنا مشکل ہے مگر اللہ کے کلام اور حضور ﷺ کی احادیث کے بعد کوئی کلام ہے جس پر ایمان لا یا جائے۔

ل۔ لَكُمْ مِنَ الْأَمْلَى مَا تَرَكَ الْأَنْبَابُ كَيْفَ يَرَوُنَ الظَّالِمِينَ
تمہارے سبب یا تمہاری وجاہت سے تمہارے گھروں کی خطا کیں۔ گناہ یا نفرتیں۔ تمہارے آبا اور اجداد کی نفرتیں جن میں آبا اور اجداد شامل نہیں حضرت سیدنا عبداللہ سیدہ آمنہ سے لے کر سیدنا آدم و ۴۱ ایک اور بھلے ذنوب ان میں ہیں، پتوں، نواسوں بلکہ ساری نسل معنوی جو قیام قیامت تک الحمد (ہیں) بخش دیے جائیں گے۔ یہ تاویل ہمارے نزدیک بہتر اور شریں نہ ہے۔

نظر دوم

ذاتی اور عطاًی علم میں فرق:

سابقہ صفحات کے مطابع کے بعد ایک کوتاہ نظر انسان کی آنکھیں ان آیات کی روشنیوں سے چمک آئیں گی کہ تمام خلوقات کے جملہ علوم ہمارے رب العالمین کے علوم کی برابری کا شے بھی نہیں کر سکتے۔ ایک مسلمان کے دل میں ذرہ بھروس خدا کا احتجال نہیں کر اللہ تعالیٰ کے علوم اور اس کی خلوقات کے علوم کا کوئی موازنہ یا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں کو اتنا بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ کا علم ذاتی ہے۔ اور خلوق کا عطاًی۔ اللہ کا علم اس کی ذات سے واجب اور خلق کا علم حداث (کیونکہ تمام خلوقات حداث ہیں) صفت موصوف سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ اللہ کا علم خلوق نہیں۔ خلق کا علم خلوق ہے۔ اللہ کا علم کسی کے زیر قدرت اور تابع نہیں ہے۔ علم الہی ہمیشہ واجب اور دائم ہے۔ خلوق کا علم حداث عارضی ہے۔ علم الہی کسی طرح بدل نہیں سکتا۔ خلق کا علم تغیر پذیر ہے۔ اس فرق اور امتیاز کے باوجود کوئی شخص برابری کا تصور کر سکتا ہے؟ ہاں صرف وہی بدجنت لوگ ایسی ابھسن میں گرفتار ہوں گے جن پر اللہ کی لخت ہے۔ وہ حق کی بات سے بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ ان کی آنکھیں نور سے محروم ہو چکی ہیں۔ ہم پورے دشوق اور ایمان سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسا ذریض کرتا کہ حضور ﷺ کے علوم اللہ تعالیٰ کے علم اپر محيط ہیں یہ بھی خیال باطل ہے۔ علم الہی سے برابری پھر بھی نہیں ہو سکتی اور ان وسیع اور واضح فروق کے ہوتے ہوئے علوم الہیہ (ذاتی) اور علوم مصطفیٰ (عطائی) میں کیا برابری ہو سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ کے علم میں سوائے عالم حروف کے اور کوئی

شرکت نہیں پائی جاتی۔ ہم نے دلائل قطعیہ سے ثابت کر دیا ہے کہ معلومات الہیہ کا محدود ہونا عقلائی بھی باطل ہے شرعاً بھی باطل۔ وہابی جب آئندہ دین اور ان کے پیروؤں کی کتابیں پڑھتے ہیں اور ان میں حضور ﷺ کے علوم غیریہ کو قرآن و احادیث کی روشنی میں مطالعہ کرتے ہیں اور اس مقام پر پہنچتے ہیں کہ حضور ﷺ کو روز اول سے روز آخر تک کے تمام گزشتہ اور آئندہ واقعات کا علم ہے تو یہ لوگ ان پر کفر اور شرک کے فتوی صادر کرنے لگتے ہیں اور انہیں لگاتے ہیں کہ انہوں نے علوم الہی اور علم النبی کو برادر قرار دے دیا ہے۔ یہ فیصلہ کرنے والے نہایت خبطی اور غلط اندازیں لوگ ہیں۔ یہ خود کفر و شرک کے گذھوں میں گرتے جاتے ہیں۔ ان لوگوں نے محدود و اور محدود علوم کو اللہ تعالیٰ کے غیر محدود و اور لامتناہی علوم کا ہمپہلہ قرار دے دیا۔ یہ کفر کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ اور مخلوق کا علم ہم پا یہ ہے (استغفار اللہ)۔ اگر ان کے ہاں علم الہی لامتناہی ہوتا یا مقدار سے زیادہ ہوتا تو وہ حضور ﷺ کے علوم جو محدود و اور عطائی ہیں کس طرح برادر قرار دیتے۔ وہ مساوات علوم خالق و مخلوق میں نہ پڑتے۔ جب وہ اپنی جہالت آمیز عقل کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اللہ کے علم لامتناہی سے مذاق کرتے ہیں اور اسے ناقص بتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو غرق کرے اور ان کے فتنوں سے ہمیں محفوظ رکھے۔

نظر سوم

یا اللہ تیری رحمت ہو۔ تاریکیاں چھائیں۔ غلتیں حد سے زیادہ بڑھ گئیں۔ بہت سے لوگ مگر ایوں کی سیاہیوں میں چلے جا رہے ہیں۔ ہم نے سابقہ صفات پر اللہ تعالیٰ کے ذاتی اور مطلق محیط علم پر تفصیلی منفلکو کی ہے۔ یہ علوم اللہ کی ذات سے ہی خاص ہیں۔ کسی بندے کو اس میں شرکت نہیں۔ ہاں مطلق علم عطائی میں ہر مسلمان کا حصہ ہے۔ چہ جائیکہ انہیاں کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اگر علم عطائی کو تسلیم نہ کیا جائے تو ایمان نھیں رہتا۔ اگر کسی دہمی کے دہم میں یہ بات گذرے کہ اس طرح ہم میں اور ہمارے نبی کریم ﷺ میں کیا امتیاز؟ جیسا علم حضور کو ہے ویسا ہی تمام انہیاں کو ہوا۔ پھر ایسا علم (معاذ اللہ) ہم کو بھی ہے، جو علم ہمیں نہیں انہیں بھی نہیں۔ تم ہم برابر ہوئے۔ یہ بات عالم تو در کنار کسی جاہل کے دماغ اور خیال میں بھی نہیں آسکتی۔ مگر وہابیہ سے تعجب نہیں کونک وہ بے عقل قوم اور کج فرقہ ہے۔ ان میں ایک بھی ایسا عالم نہیں جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے بارے میں تسلیم کرنے کا ملکہ ہو۔

ایک کچھ مغزہ ہندی

امر واقعہ ہے کہ ان دونوں اس فرقہ کا ایک کچھ مغزہ بوز حاجے اپنے آپ کو صوفی کہلانے کا بھی خط ہے۔ بڑے بلند بالگ دعوے کرتا رہتا ہے۔ وہ بڑا مسکبر، مغروہ اور بہت دھرم بندوستانی ہے۔ حال ہی میں اس نے ایک رسالہ لکھا ہے جو چند اور اق پر پھیلا ہے۔ اس کی عبارت اتنی گری ہوئی اور گستاخانہ ہے کہ ساتوں آسمان پھٹ پڑیں۔ اس نے اس کا نام حفظ الایمان رکھا ہے۔ حالانکہ اس کی عبارت خفیض الایمان (ایمان کو نیست کرنے والی)

ہے وہ لکھتا ہے:

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس سے ایک فرد بھی خارج نہیں تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔“

اس ہٹ دھرم بوز ہے کو اتنا بھی معلوم نہیں مطلق علم عطا ای اصالۃ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ اسی لیے رب جل وجہانے فرمایا ہے: غَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى
غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ أَرَضَنِي مِنْ رَسُولِي (الجن: ۲۹-۳۰)

ترجمہ: اللہ غیب جانے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر صرف اپنے پسندیدہ رسولوں میں سے جسے چاہے مطلع کر دے۔

اب اللہ کے سو اجھے بھی علم غیب حاصل ہو گا۔ وہ اسی کی عطا اور فیض سے حاصل ہو۔ اور اسی کے راہ دکھانے سے ملے گا تو ہر ایرانی کس طرح ہو گی؟

دنیا میری ہتھیلی پر روشن ہے

علاوہ بریں انبیاء، کرام کے علوم غیب نبی کو صرف اتنے بھی حاصل ہوتے ہیں جتنے انبیاء، کرام انہیں سمجھاتے ہیں۔ انبیاء، کرام کے علوم نے جو سند رکھتی ہیں، ہے جس۔ ان سے سامنے دوسروں کے علوم کی کیا حدیثت ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام تو روز از ل تے آخر تک کے تمام علوم ما کا ان دمایکوں کو جانتے ہیں بلکہ، کہتے ہیں۔ ان کے مشاہدے سائنس ساری کائنات کھلی پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَكَذَاكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلْكُوت السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (الاعم: ۷۵)

ترجمہ: اور اسی طرح، ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری باشائی آسمانوں اور زمین کی۔

طبرانی نے سعیم کبیر اور نعیم بن حماد نے کتاب الحثنا اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں

عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الْذِيْنَى فَإِنَا نَظَرْنَا إِلَيْهَا وَالَّيْهَا مَا هُوَ كَانَ فِيهَا إِلَيْنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَافَّاً نَظَرْنَا إِلَيْهَا

الی کفی هذه جلیانا من الله تعالى جلاه لیبه كما جلاه للنبيین من قبله

ترجمہ: یقیناً بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا بچا دی ہے۔ میں اسے اور اس میں قیامت تک ہونے والے واقعات کو یوں دیکھتا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف۔ ہتھیلی پر ایک روشنی دیکھ لیتا ہوں۔ یہ روشنی اللہ کی طرف سے ہے جسے اس نے اپنے نبی کے لیے ضیاء بار فرمایا ہے ایسی روشنی سابق انبیاء کے لیے بھی تھی۔

جس بوڑھے کا ہم ذکر کر رہے تھے اس نے کل اور بعض کی دو شعیں قائم کیں۔ پہلی شع (کل) تو موجود ہیں۔ ہاں اس نے دوسری شع (بعض) میں سب کوشامل کر لیا اور تیجیہ یہ نکالا کہ آپ کے علم کی کیا تخصیص ہے حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کا علم و علم سارے جہاں پر چھایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ علوم سے مر فراز فرمایا ہے اور اپنے بڑے فضل سے نوازا ہے۔ آپ کے ہاں اگلے چھپلوں کے تمام علوم دست بستہ کھڑے ہیں۔ جو کچھ کچھ گزر رہے اور جو کچھ تا قیام قیامت آنے والا ہے حضور ﷺ کے مشاہدہ میں ہے جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے آپ کو از بر ہے۔ مشرق سے مغرب تک جو کچھ ہونے والا ہے آپ اس سے خبردار ہیں۔ ہر چیز آپ پر روشن ہے۔ آپ ہر چیز کو پہچانتے ہیں۔ ان پر قرآن اُتراتو ذرہ ذرہ روشن ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ہر چیز کی حقیقت کو مفصل بیان فرمایا ہے۔ مگر اس کی مغز نے آپ کا علم، زید، عمر، وہچہ اور پاگل بلکہ جانور اور چوپا یہ کے علم کے برابر کر دیا۔

(استغفار اللہ) اسے اتنا بھی معلوم نہیں کہ جس لفظ بعض کو نفس علم مصطفیٰ کے لیے استعمال رہا ہے اس میں اتنی وسعت ہے جو ایک چھوٹی بوندی مقدار سے لے کر لاکھوں کروڑوں چھلکتے سندروں تک کو شامل ہے۔ اس بعض کی نہ کوئی گہرا ای جان سکا ہے نہ وسعت، ان سندروں کا نہ کوئی کنارہ ہے نہ انتہا۔ یہ سب کا سب آپ کے علموں کا بعض ہی تو ہے۔ اس بعض کا کون احاطہ کر سکتا ہے؟ علم مصطفیٰ ﷺ تو جتنا اللہ چاہے اُتنا ہے۔ لفظ بعض سے برابری اور ممائیت اور فی ونفس کے پیانے تیار کرتا یا کچ بیانوں کا ہی خاصا ہے۔ اب ایسے لوگ معاذ اللہ یوں بھی کہتے نہ شرعاً میں گے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت زید، عمر، ایک بچے اور پاگل بلکہ جانور اور چوپا یا کی قدر کے برابر ہے (العیاذ باللہ)۔

۱۔ ہم اہل سنت کا نظریہ ہے کہ بیان میں جتنے بھی حداثات روشن ہوتے ہیں وہ قدرت کے شاہکار ہیں مگر قدرت بذات خود کوئی چیز بیان نہیں کر سکتی۔ پیدا کرنا یا تخلیق کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ ہم جسم بن صفوان کی طرح قدرت کے اختیارات کی فہمی بھی نہیں کرتے۔ موافق اور اس کی شرع میں اس نظریہ کی خاص تعریف کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ترجیح ہے کہ انہوں نے مجھ سو بیے کو مدد دینے کی فہمانی۔ حالانکہ انہیں کوئی نفع اٹھانے یا نفع دینے کی قدرت تھی۔ علام ابوالمسعود نے اپنی تفسیر ارشاد العقل السليم میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بعض حالات میں مساکین پرخی کرے اور انہیں ذیبا کی کچھ سکھتوں سے محروم کر دے حالانکہ وہ مساکین کوئی نفع پہنچانے پر بھی قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اہل کتاب یہ نہ جانیں کہ ہمارے نبی اور ان کے صحابہ کسی چیز کی قدرت نہیں ہے۔ ہم نے انہیں اللہ کے فعل سے بہت اعمال پر قادر رہتا یا ہے۔

تفسیر کبیر میں اس بحث پر بحث کی گئی ہے۔ لازم نہیں ہے بلکہ اللہ درون کی ضمیر رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کی طرف ہے اور تقدیر یہی ہے کہ اہل کتاب یہ نہ جانیں کہ نبی اور صحابہ کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتے۔ یہ اللہ کے فعل سے قدرت رکھتے ہیں۔ جب اہل کتاب کو ان کا قادر ہونا یا نہ ہونا نہ جانا تو ان کا قادر ہونا جانا۔ اور جان لو یہی بحث ہے۔ ہم حقیقت یا نہیں کہہ سکتے ہیں کہ قدرت البریازی ابدی و ابھہ اور مہر ہے۔ اور عبید کی قدرت ایسی نہیں۔ تو میں کہوں گا یا سو رکھنے یا جزویت کے ماواہیں گھری ہندی بوز حاضر نبی کریم ﷺ کے علم کو حمام انساںوں بیجوں، بچوں، بڑیاں تو خوب نہ کر پوچش کرتا ہے۔ اس کے کام کی دھرمی حق اس کے نہ لے پندریا مظہر ہے اب اس کا ملک غربِ محل کر سائے آیا ہے۔ وہ افراد کرتے ہے کہ اس کے علم کے لیے وہ اطمینانیں ہیں گدھے۔ بدل، کتے اور مزار کے علم ہے۔ اور بدلی حق میں اس نے نصیحت کی تھی اور ممائیت کے علم کی تھیں۔ اس نے نصیحت کی تھیں۔ اس بیان کے باوجود نبی کریم ﷺ کے علم کیلئے ان اے علم ہے کہ کن مٹاںوں سے نمائیت قائم کرتا ہے۔

کیونکہ تمام حیوانات کسی نہ کسی فعل و حرکت پر قدرت تو رکھتے ہیں اگرچہ ان کی قدرت پیدا کرنے والی نہیں ہے مگر بعض تو صادق آگیا۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے اور اپنی ذات کریمی میں قدرت رکھتا ہے ورنہ تخت قدرت ہو گا۔

تو کیا بھی ممکن نہ ہو گا کہ خدا ہے یا نہیں۔ جو چیز قدرت سے موجود ہوئی وہ پیدا کرنے میں موجود ہوتی ہے۔ جو پیدا کرنے سے موجود ہوتا ہے وہ پہلے ناپید ہوتا ہے پھر یہاں بھی بعض کے لفظ کا اطلاق کریں گے۔ تمام اشیاء کا احاطہ تو یہاں بھی نہیں۔ تو برابری اور ساری برائیاں لازم آگئیں؟

بادشاہ کا ایک ناٹک گزار گدار

ہم اس نظریہ کے حال کی حیثیت پر ایک واقعہ کی مثال پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ایک بادشاہ تھا جو بڑا بھار اور طاقت و رتحا۔ وہ دُنیا کے خزانوں اور قوتوں کا مالک تھا۔ ملک کے تمام خزانے اُسی کے زیر تصرف تھے۔ اُس کے کچھ وزیر تھے، کچھ نواب، کچھ سردار تھے۔ اُس نے ایک سردار کو ایک ضلع کا عختار بنا کر تمام خزانے اس کے حوالے کر دیئے تاکہ اُس کی رعایا کھتما جوں میں تقسیم کرتا رہے۔ اس نے اپنے ساتھ دوسرے سردار بھی مقرر کر لیے تاکہ وہ بھی تقسیم کار ہو جائیں اور لوگوں تک خزانے کی تقسیم میں آسانی ہو۔ بادشاہ نے ان امراء اور سرداروں پر ایک وزیر گران مقرر کر دیا ہے نائب اعظم کا منصب دیا گیا۔ اس گران پر بادشاہ کے علاوہ کسی کا منصب نہیں تھا۔ بادشاہ نے اپنے تمام خزانے پر درکر کے انہیں پورے پورے اختیارات دے دیئے اور اپنی ذات کے سواتمام معاملات ان کے پر درکر دیئے۔ نائب اعظم تمام نوابوں، سرداروں کو اپنے خزانے دے دیتا اور وہ درجہ بدرجہ اپنے ماتحتوں کو باشندہ جاتے

- اس طرح خزانوں کی یہ تقسیم ملک کے فقیروں اور محتاجوں تک جا پہنچی۔ تمام کو اپنا اپنا حصہ ملنے لگا۔ ان محتاجوں میں ایک بد بخت تند خوا رنگندی ذہنیت والا شخص بھی تھا۔ وہ بادشاہ اور اس کے نوابوں سے حجور تھا۔ وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتا۔ نہ کسی کا احترام نہ کسی کی تنظیم کرتا۔ وہ باوجود یہ کہ نان شبینہ کا محتاج تھا مگر کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ وہ اپنی ہست دھرمی سے ایک روپیہ بھی حاصل نہ کر سکا۔ بس یہی کہتا کہ میں اور نائب اعظم دونوں مال و ملک میں برابر ہیں۔ اور کہتا اگر تمام مال و دولت کی ملک کا مسئلہ ہے تو وہ خلیفہ کو بھی میر نہیں۔ اگر بعض ملک مراد ہے تو اس میں نائب اعظم کی یہ تخصیص ہے۔ میں بھی برابر کا مالک ہوں۔ اس ناٹکرے بد بخت فلاش نے اختیار نہ تو خلیفہ اور نائب اعظم کا تسلیم کیا اور نہ منصب فلافت کو خاطر میں لایا۔ اس کے خیال میں معمور خزانے اور کھوٹے کے اور وہ خزانے جو ابھی تک زمیں میں مfon تھے ایک جیسے تھے۔ وہ بادشاہ وقت کی طاقت اور قدرت کو بھی خاطر میں نہ لاتا اور اس کی علمت اور جلالت کو بھی مساوی تقسیم کا مستحق خیال کرتا۔ آخر وہ بادشاہ کے جلال کی نظر ہوا۔ ذنیاوی خزانے سے حصہ پانے کی بجائے وہ جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔

اس مثال میں ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کریم کو بادشاہ خیال کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ اعظم ہیں۔ نواب، امراء، سردار، انہیاء اور اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ہم فقیر اور محتاج ہیں۔ اس سے لینے والے اس کی عطا پر زندہ رہنے والے اور اس کی رحمتوں کے طلب گار، وہ ناٹکر اور ہست دھرم سرکش وہی راندہ درگاہ ہے۔ جو اپنے آپ کو اللہ کے خزانوں میں برابر کا شریک قرار دتا ہے۔

نَسَأَلُ اللَّهَ الْغَفُورَ وَالْعَافِيَةَ وَلَا خَوْلَ وَلَا فُلُوْزَ إِلَّا مَالَ اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

مسالاً لِلَّهِ تَسْهِيرِيْ حِمَایَت فَرَمَّاَتْ - تم اس بِرخود مسلطِ کنْ تھا کے پاس جاؤ جو بعض کے لفظ میں

چھوٹے بڑے کے فرق سے محروم ہو چکا ہے۔ وہ علم نبی کی فضیلت سے انکار کر چکا ہے۔ اسکی حقیقت ملاحظہ کرو اور اسے کہو! اے علم و حکمت میں ذرا اور کتنے کے برابر انسان! تم دیکھو گے کہ وہ اس جملہ پر بچھر جائے گا اور غصہ میں بھڑک آٹھے گا بھراں سے دریافت کریں کیا تمہارا علم خدا کے علم کی طرح ہر چیز پر صحیح ہے؟ اگر کہے ہاں تو کافر ہو گیا۔ اگر کہے نہیں! تو اسے کہیں بھراں علم میں تمہاری خصوصیت کیا ہے؟ بعض علم تو ہر کتنے اور سو رکوب جھی میسر ہے تمہیں عالم دین کس طرح کہا جاسکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُولئکَ هُمْ شُرُّ الْبَرِيَّةِ ط (آلہ ۲۰)

ترجمہ: ایسے لوگ سارے جہاں سے بدترین ہیں۔

اس وقت کم و بیش کے ایمان پر فرق لائے گا۔ چہ جائیکہ اصلی اور طفیلی اور بخششے اور بھیک مانگنے کا فرق۔ اس لئے کہتے نے اس سے علم حاصل نہ کیا ہے اور نہ سوراں کا طفیلی بنا۔ بخلاف تمام دنیا کے علم والوں کے جنہیں علم سرکار دو عالم حبیب اللہؐ کے صدقے سے ملا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ لوگوں سے فرمادیجھے جو کچھ ان کی طرف اتار گیا ہے وہ

کائنات کے لیے ہے۔ امام بوصیری نے قصیدہ بردہ شریف میں لکھا ہے:

۱۔ امام عبد الوہاب شعرانی کی "الیوقیت والجواہر فی عقائد الاكابر" کی بحث ۲۳ میں ہے۔ اگر تم نے ایسا کہا کہ دنیا میں کوئی ایسا بشر ہے جس نے حضور ﷺ کے واسطے کے بغیر علم پایا۔ تو شخص نے جواب میں فرمایا "نہیں" کوئی ایسا نہیں ہے حضور ﷺ کے واسطے سے علم نہ ملا ہو۔ وہ حضور ﷺ کی روحا نیت سے برادر است نہ ہو۔ مگر وہ انہیاں میا ملأہ جو آپ کی بعثت سے قبل یا بعد ہوئے آپ کے فیضان کی تقسیم میں صروف ہیں میں کہوں گا۔ البشرا در فی الدنيا کا مفہوم حضور ﷺ کے علم کے خزانوں کی تقسیم کے خلاف نہیں کیونکہ حضور ﷺ تائب خدا اور علی الاطلاق ہر چیز کے باشے پر مامور ہیں۔ ساری کائنات میں کوئی دنیا ادا آخرت کی نعمت حضور ﷺ کی وساطت کے بغیر نہیں ملتی۔ ساری نعمتیں حضور ﷺ کے دست مبارک سے تعمیم ہوتی ہیں۔ مزیر تفصیل و تقریب کے لیے ہماری کتاب "سلطنت مصطفیٰ فی ملکوتِ کل الوری" میں ملاحظہ فرمائیں۔

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَمِسٌ

ترجمہ: یا رسول اللہ! تجھ سے مانگتا ہے ہر بڑا چھوٹا

قالے نے سونے طیبہ کمر آرائی کی مشکل آسان الہی مری تباہی کی
لاج رکھ لی طمع غنو کے سودائی کی اے میں قربان مرے آقابری آقائی کی
فرش تا عرش سب آئینہ خناز حاضر بس قسم کھایے آئی تری دناہی کی
شش جہت ست مقابل شب و روز ایک ہی حال دھوم و انجم میں ہے، آپکی پیٹاہی کی
پانسو سال کی راہ ایسی ہے جیسے دو گام آس ہم کو بھی لگی ہے تری شنوائی کی
چاند اشارے کا بلا حکم کا باندھا سورج واہ کیا بات شہا تیری تو انائی کی
نگ نغمہ ری ہے رضا جسکے لیے وسعت عرش
بس جگہ دل میں ہے اُس جلوہ ہر جائی کی

نظر چہارم

وہابیہ کی غلط بیانوں کا تعاقب

وہابیہ جب عاجز اور مایوس ہو جاتے ہیں تو اپنے بچاؤ کی تداہیر تلاش کرتے ہیں۔ حالانکہ بچاؤ کا وقت گزر چکا ہے۔ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض علوم مجزانہ انداز میں عطا کیے ہیں۔ آپ صرف اتنا ہی جانتے تھے جتنا اس مجزہ میں عطا ہوا تھا اور بس۔ لہذا تم اسی پر عقیدہ رکھو۔ تاکہ اختلافات ختم ہو جائیں اور باہمی اتفاق حاصل ہو۔

وہ اپنی ایسی باتوں سے عام جاہلوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور حقیقت سے نا آشنا غافلوں کو شکار بنایتے ہیں۔ مگر جن لوگوں نے ان کی باتیں سنیں اور ان کے توہین آمیز کلمات سئے وہ جانتے ہیں کہ تمام بہوؤں میں توبہ بہوہ ہوتی ہے جو جماں کے اور دبک جائے حالانکہ دبلي کے وہابي نے بر مطابقاً کہا تھا:

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹکھنیں جانتے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں اپنے خاتمے کا بھی علم نہ تھا۔“ (العیاذ بالله)

پھر دبلي کے وہابیہ کے پیشوائے اپنی کتاب 'تفویہ الایمان' میں تو یہاں تک لکھ دیا تھا:

”جو کسی نبی کے لیے غیب کی بات جاننے کا دعا ہی کرے اگرچہ ایک درخت کے پتوں کی گنتی کے بارے میں ہی ہو۔ اس نے اللہ سے شرک کیا۔“

پھر کہا ”یوں مانے کہ وہ براہ راست جانتے ہیں یا خدا کے بتائے ہوئے علم سے

جانتے تھے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔“

ان کے بڑے گنگوہی نے اپنی براہمین قاطعہ میں لکھا تھا:

”نبی ﷺ دیوار کے پیچے کا حال بھی نہ جانتے تھے۔“ اور پھر اس نے اس قول کو حضور ﷺ کی حدیث بنا کر پیش کر کے نہایت بے حیائی کا مظاہرہ کیا۔ اور اس قول کی نسبت حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کردی۔ حالانکہ حضرت شیخ محدث نے تو اسے اشکال کے طور پر بیان فرماتے ہوئے لکھا تھا۔ ”نہ یہ حدیث ہے نہ یہ روایت صحیح ہے۔“ اور اپنی کتاب ”مدارج الدعوت“ میں اس کی تصریح فرمادی۔ وہابیہ کا یہ ایسا اگر قرآن پاک کی آیات، احادیث نبوی، آئندین کے اقوال اور حقہ میں کی کتابوں کے سامنے پر کما جائے تو اسکی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ ساری دنیا اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگلے پیچھے علوم سے واقف تھے۔ ماضی اور مستقبل کے واقعات سے باخبر تھے اور اللہ کی یعنی ہرجیز ان پر روشن تھی۔ اور ہر ذرۂ ذرۂ ان کے سامنے تھا۔

اب وہابیہ کا یہ کہنا کہ حضور محض اتنا ہی جانتے تھے جتنا وہی کے ذریعہ بتا دیا گیا۔ یہ بات درست ہے مگر ان کا انداز بیان درست نہیں۔ جب وہ کہتے ہیں کہ بعض مغایرات بعض اوقات حضور پر واضح کر دیئے گئے۔ ہم بھی یہ مانتے ہیں جیسے معلومات النبیہ کا احاطہ نہ لین ملکوں کے لئے ناممکن ہے۔ مگر ہم اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ فرمایا کہ عنقریب ہم آپ کو وہ کچھ سکھا دیں گے جو آپ کے علم میں نہیں تھا۔ یہ سکھانا واقعی ذریعہ قرآن پاک تھا۔ اور قرآن پاک۔ یہ وقت نازل نہیں ہوا بلکہ تھیں سالوں میں نازل ہوتا رہا۔ اس سے اوقات اور معلومات میں بعض ہونا درست ہے مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ وہابیہ اس انداز پر تعلیم خداوندی کو انداز کر لیں اور تغیر کرہے رہے

حضور ﷺ کی توہین کے مرکب ہوتے ہیں۔ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے جیسے کہیں نہیں پر قیاس کرتے ہیں۔ یہ عادت قدیم مشرکین میں بھی پائی جاتی تھی وہ اپنے رسولوں سے کہا کرتے تھے ما انتِم الا بَشَرٌ مِثْلُنَا (یس: ۱۵) ترجمہ: ”تم ہمارے جیسے ہی بشر ہو۔“

اس صورت حال کو نگاہ میں رکھا جائے تو دہابیہ مشرکین قدیم سے بھی بدتر نظریات رکھتے ہیں۔ مشرکین تو نبوت سے انکار ہی کر دیتے تھے۔ اور انبیاء کرام کو عام آدمی جانتے ہوئے کہا کرتے تھے ”تم ہمارے جیسے ہی بشر ہو۔“ اپنی علمی معلومات کی بڑائی کیوں کرتے ہو۔ گروہ دہابیہ نبوت پر ایمان لانے کے بعد حضور ﷺ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل تسلیم کر لینے کے باوجود رسولوں کو اپنے جیسا بشر کہہ کر پکارتے ہیں۔

ہم اس اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو مُقْلِبُ الْقُلُوبُ ہے۔ جو آنکھوں کو بصارت عطا فرماتا ہے۔ یہ نظریاتی یہاں کوئی انہیں یوں لگی کہ حضور ﷺ کے لئے ”عالم ما کان و ما یکون“ مانا ان کے لئے بہت بڑا مقام محسوس ہوتا ہے اور ان کی بودی عقولوں کے سامنے حضور ﷺ کا اس مقام پر فائز ہونا تنا قابل فہم ہے۔ چہ جائیکہ وہ دوسرے انبیاء اور اولیاء کو عظمت کا مقام دیں ان کے ہاں تو اللہ تعالیٰ کی الٰہیت اور بلندی کی پہچان بھی مشکل ہے۔ اس کے احکام اور قدرت کی وسعت سے بے خبر ہیں۔ پھر رسولوں کو اپنی عقل کے ترازو میں رکھا۔ جس مقام کا علم انکی عقل و فکر میں نہ آیا اس سے انکار کر دیا اور اسے جھٹلا دیا۔ جہاں تک ان کی عقل نے اجازت دی تسلیم کر لیا۔

ہم اہلسنت گروہ حق ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روزِ ازل سے جو کچھ گزر اور روز آخر تک جو کچھ آئے گا وہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ علوم نہیں بلکہ آپ کے علوم میں سے ایک ذرہ ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی نص ہے:

عَلِمَكَ مَالِمَ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ط (سورة النساء: ۱۳)

ترجمہ: جو کچھ آپ کو نہ آتا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتادیا اور یہ آپ پر اللہ کا عظیم فضل ہے۔

اب میری گذارش شئے

اس آیتے کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ پر احسان فرماتے ہوئے اعلان کیا کہ جو کچھ آپ نہ جانتے تھے میں نے آپ کو بتادیا۔ اس احسان کے اظہار کے بعد فرمایا یہ اللہ کا بڑا عظیم فضل تھا۔ عالم سائکان و مایکون کا انعام بھی عام بات نہیں تھی۔ ساکان و مایکون کا ایک ایک لفظ لوح محفوظ میں موجود تھا۔ حضور ﷺ کو لوح محفوظ کا علم عطا فرمایا۔ پھر ساری ذینا کے علاوہ آخرت کا علم بھی دیا۔ قیامت برپا ہونے کے واقعات کا علم بھی عطا فرمایا۔ کائنات کی تمام چیزیں قرآن کی زبان میں "مناع قلیل" (الس، ۱۹) ہیں جسے اللہ تعالیٰ قلیل فرماتا ہے۔ انکا علم عطا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب ﷺ پر احسان جتنا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ بادشاہ قلیل انعامات پر احسان نہیں جتایا کرتے۔ ہاں کوئی غیر معمولی اور کثیر انعام ہو تو احسان کی بات ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کو قیامت اور آخرت کے علوم کثیر عطا فرمائے۔ حشرہ نشر، حساب و کتاب اور ثواب و عتاب کے تمام درجات اور مراحل کا علم دیا گیا۔ لوگ جنت دوزخ میں اپنے اپنے مقامات پر پہنچیں گے۔ ان مقامات کے بعد کے علوم بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو عطا فرمادیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اللہ کو اس کی ذات و صفات سے پہچانا جس کا علم سوائے خدا کے اور کسی کے ذہن و فکر میں نہیں آ سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبو بہو یہ انعامات عطا فرمائے پھر اپنے احسان اور فضل عظیم کا اظہار فرمایا۔

لوح قلیل کا علم

اس سے یہ ثابت ہوا کہ لوح محفوظ کا سارا علم ہمارے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پناہ علوم کے سندروں کا ایک قطرہ ہے۔ اس مقام پر علامہ امام اجمل بوصیری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

فَإِنْ مَنْ جُوَدَكَ الدُّنْيَا وَضَرَّهَا وَمِنْ عِلْمِكَ عِلْمُ الْلَّوْحِ وَالْقَلْمَطِ
ترجمہ: آپ کی بخشش کا دنیا اور اس کے لوازمات تو ایک حصہ ہیں۔ اور آپ کے علوم کے سامنے لوح و قلم ایک ذرہ ہیں۔

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے من کا لفظ استعمال کیا ہے جو بعض پر دلالت کرتا ہے۔ اب یہ حضور ﷺ کے علوم کو محدود اور محدود پیانوں میں ناپنے والے علامہ بوصیری کے ایمان پر غیض و غصب کا اظہار کریں گے۔ غم و غصہ میں جل مریں گے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری رُبْدۃ شریح قصیدہ بُرْدۃ میں اس شعر کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ علم لوح سے مطلب قدسی نقوش اور غیبی صورتیں ہیں جو اس پر ثابت ہیں اور علم قلم سے مراد یہ ہے اللہ تعالیٰ کی وہ امانتیں جو اس نے اپنی مرضی سے محفوظ رکھیں ہیں۔ لوح و قلم کے علوم حضور ﷺ کے بے پناہ علوم کا ایک حصہ یا ذرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے علموں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ کلیات، جزئیات، حقائق و دقائق اور عوایف و معارف جنہیں ذات الہیہ سے تعلق ہے۔ لوح و قلم کا علم حضور ﷺ کے علوم مکتبہ پر حاوی نہیں۔ ہاں حضور ﷺ کے علوم کی ایک سطر ہے۔ حضور ﷺ کے علموں کے سندروں کی ایک نہر ہے۔ پھر یہ لوح و قلم کے علوم حضور کی برکات کا نتیجہ ہیں۔

ناظرین کرام! علامہ بوصیری اور حضرت ملا علی قاری کی تعریف و تفصیل سے حضور ﷺ کے علوم کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مگر حق کی روشنی سے روگردان اور حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کے منکران پر یہ بات تسلیم کرنا کتنا گراں ہے اور کس قدر دشوار ہے!!

نظر و جم

ناظرین کرام میری گزارشات سے مسئلہ کی حقیقت کو پا گئے ہوں گے اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہوں گے کہ حضور ﷺ کے علوم کے اظہار میں نتوال اللہ تعالیٰ کے علوم سے برادری کا فہمہ ہوتا ہے نہ شرک کا شک۔ ہم حضور ﷺ کے علوم کو اللہ تعالیٰ کی عطاوے کے بغیر تسلیم نہیں کرتے۔ یہ خود بخود حاصل نہیں ہوئے۔ اللہ نے عطا کیے اور فضل علمیں فرمایا۔ ہم حضور ﷺ کے سارے علوم، اللہ کے علوم کا بعض ہی مانتے ہیں۔ مگر ہمارے بعض اور معاندین کے بعض میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہابیہ کا بعض عداوت و تحریر کا بعض ہے اور ہمارا بعض عظمت و حکیم کا بعض ہے۔ اس بعض کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اسی نے اس بعض کو اپنے مسیب ﷺ پر انعام فرمایا ہے۔

قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ میں حضور ﷺ کے علوم

ہم نے ناظرین کی خدمت میں سابقہ گزارشات کے علاوہ قرآن و حدیث اور اقوال آئندہ سلف و خلف کے اقوال کو پیش کیا ہے اور مستند دلیلیں قائم کی ہیں۔ بزرگان امت کے اقوال کی روشنیوں نے ہمارے دل و دماغ کو متور کر دیا ہے اور حضور ﷺ کی ذات بلند صفات کا مشائق بنا دیا ہے۔ میں نے وہ تمام باتیں بیان کر دی ہیں جسے عقل و دانش قبول کرے۔ اگر اس موضوع پر آپ علوم النبی کے خاطمیں مارتے سمندروں اور چمکتے ہوئے چاندروں کو دیکھنے کے خواباں ہوں تو میری کتاب "مالی العیب بعلوم النبی" ۱۸۱۳ء اور اللذو المکنون فی علم الشیر ماکان و ما یکون ۱۸۱۳ء کا مطابع نگار کریں۔ پھر میری ایک اور کتاب "انہا، المعطوفی بحال سر واخلاقی" ۱۸۱۳ء کو زیر نگاہ رکھیں۔ مجھے یقین ہے آپ

کی دلی تمنا پوری ہو جائے گی اور ایمان تازہ ہو جائے گا۔

صحیح بخاری کی حدیث سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قالَ قَامَ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَنِي الْخَلْقِ حَتَّىٰ دَخَلَ أهْلَ

الجَنَّةَ مَنَازِلَهُمْ وَاهْلَ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ

ترجمہ: ایک بار حضور سرورد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے ائمھے تو آپ نے ہمیں ابتداء سے آخر تک ازل سے قیامت تک سب احوال کی خبر دی۔ یہاں تک کہ جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں جائیں گے۔ ہمیں خبر دے دی۔“

صحیح مسلم کی حدیث میں عمرو بن الخطاب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح سے غروب آفتاب تک خطاب فرمایا۔ اس میں یہ لفظ خاص طور پر ہیں: ”جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اس سب کی ہمیں خبر دے دی ہے، ہم میں سے زیادہ معلم اسے ملا جائے زیادہ یاد رہا۔“

بخاری شریف و صحیح مسلم شریف کی حدیث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کے لئے اٹھے تو آپ نے وقت قیام سے قیام قیامت تک کے تمام حالات جو کچھ ہونے والا ہے ہمیں بتا دیا حتیٰ کہ کچھ بھی باقی نہ چھوڑا۔

ترمذی شریف کی حدیث میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَرَانِيَةُ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ كَفَهَ بَيْنَ كَنْفَيْ فَوَجَدَتْ بَرْدَ أَنَامِلَهُ بَيْنَ ثَدَبَيْ فَتَخَلَّى لَيْ كُلُّ شَيْءٍ
وَغَرَفَ.

ترجمہ: میں نے رب جلیل کو دیکھا۔ اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ جسکی خندک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ مجھ پر تمام چیزیں روشن ہو گئیں اور میں نے سب کچھ بچاں لیا۔

زمیں و آسمان کا علم

بخاری، ترمذی اور ابن خویجہ پھران کے بعد آئمہ نے اس حدیث کی تصدیق کی ہے۔ پھر صحیح فرماتے ہوئے شریعہ بھی کی ہے۔ ترمذی کی حدیث میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

فَعِلْمَتْ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَفِي أُخْرَى فَعِلْمَتْ مَا بَيْنَ الْمَسْرُقَ وَالْمَغْرِبِ
میں نے آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے سب کو جان لیا۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔ میں نے مشرق و مغرب تک جو کچھ ہے معلوم کر لیا۔

مسند امام احمد، طبقات ابن سعد، بیہم بکیر طبرانی کی حدیث صحیح سند سے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی زبان سے بیان کی گئی ہے۔ پھر ابو ععلی اور ابن ملقی اور طبرانی میں ابو درداء رضی اللہ عنہ کی واثیت سے بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ ہوا میں ہمارے والا کوئی پرندہ نہ تھا جکا ذکر حضور ﷺ نے نہ فرمایا ہو۔

سورج گرہن کی حدیث صحیحین میں موجود ہے:

فَامْنُ هُنْ وَلَمْ أَكُنْ أَرْبَهُ الْأَرْبَهُ فِي مَفَاسِلِ هَذَا

یعنی جو چیز اب تک میرے دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ میں نے اب اسے اپنے مقام میں دیکھا۔ حدیث پاک کے یہ الفاظ ہم اس سے پہلے بھی بیان آ رائے ہیں کہ پیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے زیماں کو پیش کیا تو میں نے اسکی ہر جز (جو کوئی قیامت تک آنے والی ہے) کو

ایسے دیکھا جیسے اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

اس حدیث پاک کے علاوہ بے شمار ایسی احادیث موجود ہیں اور وہ تو اتر سے محدثین آئندہ علماء اور فقہاء بیان کرتے چلے آئے تھے۔ قصیدہ نبودہ کا یہ شعر اہل ایمان کے لئے روشنی کا شرچشمہ ہے:

مِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ الْوَحْيَ وَالْقَلْمَنْ تَرْجِمَه: آپ کے علم کے سامنے لوح قلم کا علم ایک ذرہ ہے زمین و آسمانوں کے کفی علوم

حضرت علامہ ملا علی قاری قده بزرہ الباری کی وضاحت اور شرح کے بعد ہم حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ان ارشادات کو ہدیہ ناظرین کرنا چاہتے ہیں جنہیں حضرت محدث نے اپنی شرح مختلکوں میں بیان کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ حضور عبید الرحمن کا یہ ارشاد کہ میں نے زمین اور آسمانوں کے درمیان جو کچھ ہے اسے معلوم کر لیا ہے۔ امام قسطلانی نے ارشاد اساری شرح صحیح بخاری کے کتاب العلم میں لکھا ہے اس شے میں سے جس کی روایت عقلانی صحیح ہے جیسے روایت باری تعالیٰ اور اس کا تعلق عقلی ہے۔ یاد ہیں کہ کسی امر سے ہے۔ باشناۓ عورات حضور عبید الرحمن کے علم و مشاہدہ میں آئی تھیں۔

اس مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اس روایت کا ذکر کرنا بھی مناسب سمجھتے ہیں۔ جس میں آپ کو زمین و آسمان دکھائے گئے تو آپ کی نگاہ ایک ایک ٹھنپ پر پڑی جوز نا کر رہا تھا۔ پھر ایک اور پر پھر تیرے پر۔ اس روایت کو عبد بن الحمید و ابو اشیخ و یحییٰ نے شب میں عطانے اور سعید بن منصور نے ابن ابی شیبہ نے اور ابن اعثیر نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی کہ حضرت ابراہیم ظلیل اللہ نے سات آدمیوں کو ایک فادث عورت سے ندا کرتے دیکھا۔ علامہ قسطلانی نے اس روایت کو عبد بن حمید بن ابی حاتم شہر بن حوشب سے باب کسوف نماز کسوف کے متعلق باب صلوات اللہ علی ارجمند میں بیان فرمایا ہے، کوئی چیز اشیاء میں سے اسی نہیں (جسے میں نے ندیکھا ہو) جسے میں نے ان آنکھوں سے ندیکھا ہو۔ یہ لفظ عمومی اشیاء پر ہے اور کدوڑت سے صاف ہے۔

اس حقیقت کا ترجیحان ہے کہ آپ تمام علوم کی اور جزوی سے واقف تھے۔ اور آپ نے ان تمام علوم کا احاطہ فرمایا تھا۔ جوارض و مسوات کے متعلق ہیں۔

علامہ خاگی شخا شریف کی شرح نسیم الیاض میں اور علامہ زرقانی نے شرح المواہب اللہ نبیہ میں حضرت ابوذر اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما کی روایت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔ زمین و آسمان کے درمیان کوئی ایسا پرندہ نہیں جسکے احوال و تفصیلات کی حضور نے خبر نہ دی ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ نے زمین و آسمان کے ذرے ذرے کے بارے میں وضاحت فرمادی تھی اور کوئی جمل اور مفصل بات باقی نہیں تھی جسے آپ نے بیان نہ فرمایا ہو۔

امام احمد قسطلانی فرماتے ہیں اس بات میں ذرہ بھر شہنشہ نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی زیادہ علم دیا ہے اور حضور ﷺ پر تمام امحکے پچھے لوگوں کے حالات اور علوم افشاء فرمادیئے تھے۔ حضرت امام بصیری رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

ذیس العلمنین علماً و حکماً ترجمہ: محیط جملہ عالم علم مصطفائی ہے۔

امام ابن حجر کی شرح **فضل القرآن** میں لکھتے ہیں۔ لیکہ اللہ تعالیٰ نے جب حضور کو سارے جہاں کا علم عطا فرمایا تو حضور ﷺ نے سابقہ اور آئندہ لوگوں کے تمام حالات معلوم کرنے کی تصنیف کے دوران میں پاس کوئی کتاب نہیں یعنی یہ تین دو ایسے جیسے ہالی طور پر تعمیر میں لاے گئے ہیں۔ مجھے الا کے بعد کے لفظ میں تردید اُتھے ہوا۔ آیا وہ ایک بے یاری تھے ہے۔ جس سے یہ تین دو ایسے جیسے ہالی طور پر تعمیر میں لاے گئے ہیں۔ لکھدیا گماقال رسول اللہ۔ وطن و اپس آٹا۔ تو کتابوں کا مطالعہ کیا۔ مجھے علم ہے۔ پہلے لفظ سے پہلے لفظ کے انساف پڑا۔ یعنی لا اقدار لاملا اسی طریقے کی بخاری میں بھی تدقیق الفاظ میں، یعنی۔

(امیر رضا خان)

کر لیے۔ نسیم الزیاض میں مزید وضاحت کی گئی ہے کہ تمام خلوقات آدم علیہ السلام سے قیام قیامت تک حضور کی نگاہ میں لا لی گئی۔ تو آپ نے ایک ایک کو پہچان لیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے اسماء سکھائے گئے تو آپ تمام اسماء کے عالم ہو گئے تھے۔ امام قاضی کے بعد علاقہ قاری پھر علامہ مناوی نے شییر شرح جامع صغير میں لکھا ہے کہ جب پاک جانیں بدن سے جدا ہوتی ہیں تو عالم بالا میں پہنچ جاتی ہیں، ان کے سامنے کوئی پر دہ نہیں رہتا، تمام حجابات ختم ہو جاتے ہیں، وہ تمام کائنات کے معاملات اور نظاروں کو ایسے جانتی اور دیکھتی ہیں جیسے سب کچھ ان کے سامنے ہو رہا ہو۔

احوال امت پرنگاہ

امام ابن حاج کی رحمۃ اللہ علیہ نے مدخل میں اور امام قسطلانی نے مواهب میں فرمایا کہ ہمارے علماء کرام کا عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں کوئی فرق نہیں۔ حضور اپنی امت کو اپنی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ان کے تمام حالات سے باخبر ہوتے ہیں، ان کی نیتوں پر واقفیت ہوتے ہے، ان کے ارادوں دلوں کی تمناؤں کو جانتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں حضور پر صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک کر کے روز روشن کی طرح عیاں (ظاہر) ہیں۔ آپ کے مشاہدے سے ایک چیز بھی پوشیدہ نہیں رکھی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بِأَيْمَانِ النَّبِيِّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا تَرْجِمَةً اَغْيَبَ كَيْ خَبَرِيْسْ بَاتَنَےْ دَالِيْ (نَبِيُّ) هُمْ نَےْ آپَ کَوْ حَاضِرَ دَنَاظِرَ بَيْانَ کَرْ بَعْجَجاَ ہے۔
(الاحزاب: ۳۵)

قاضی عیاض شفاف شریف میں لکھتے ہیں کہ جب تم خالی گھر (مکان) میں داخل ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کیا کرو۔ علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اس کی شرح میں

لکھتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی روح پاک تمام مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہوتی ہے۔
اول و آخر ظاہر و باطن کا علم

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "مدارج المفہوت" میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام سے نے کر صور اسرافیل تک جو کچھ دنیا میں ہوا یا ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر واضح کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اول سے آخر تک تمام احوال ظاہر کر دیئے گئے۔ حضور ﷺ کے علم میں یہاں تک دسعت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے کام، احکام، صفات، اسماء، افعال و آثار کے علاوہ تمام علوم ظاہر و باطن اول و آخر آپ کے سامنے رکھے گئے۔
حضور نبی کریم ﷺ اس آیت کریمہ کے مصدق تھے:

وَلَقُوقٌ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ط (بُوْسْف: ۶) ترجمہ اور بترجمہ والے میں اور ایک علم و الاء ہے۔

مُنْدَرِجٌ بِالْآيَةِ كَرِيمٌ عَامٌ ہے۔ اس میں کسی خاص شخصیت کی تخصیص نہیں کی گئی۔ اگر یہ بات تمام ارباب علم کے لیے مانی جائے تو ہمارے نبی کریم ﷺ تو سے اعلیٰ، اولیٰ ہیں۔ اگر دنیاۓ ارضی پر نکاہ کی جائے تو اہل علم میں سے ہر ایک دوسرے سے متاز و اعلیٰ ہے۔ مگر ہمارے نبی کریم ﷺ سے بلند اور اعلم تو صرف اللہ کی ذات کریم ہے اور رذی علم کے لفظ کا اطلاق اللہ کی ذات پڑھیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ تکمیر بحیثیت پر دلالت کرتی ہے۔ تو تخصیص کی کوئی حاجت نہیں رہتی۔

شاد ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب "نیوض المحریم" میں لکھتے ہیں۔ مجھے حضور ﷺ کی بارگاہ کی حاضری کے دوران یہ نیضان ہوا کہ انسان ایک مقام سے مقامِ قدس تک کس طرح ترقی پاتا ہے اور اس مقامِ قدس پر ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ صراحت میں مقامِ قدس کی تمام بلندیاں اور وعیتیں بدیجہ اعلیٰ و اتم پائی جاتی ہیں۔

ہم مندرجہ بالاسطروں میں حضور ﷺ کے علم کے مختلف مقامات کو پیش کرائے ہیں۔ اللہ کے کلام کا فیصلہ، اس بلند و بالا عدالت کا فیصلہ، اور قرآن نازل کرنے والے کا فیصلہ، اس روشن بیان والے کا فیصلہ بحق ہے۔ قرآن ہناوٹی یا مصنوعی بات نہیں کہتا۔ وہ سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ ہر ایک چیز کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ اس میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ قرآن عظیم گواہ ہے اور اس کی گواہی سب سے بھاری ہے وہ ہر چیز کا تبیان ہے۔ تبیان وہ روشن اور واضح بیان ہوتا ہے جس میں کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے۔ زیادت لفظ زیادت معنی پر دلیل ہوتی ہے۔ بیان کے لئے ایک توبیان کرنے والا چاہیے۔ وہ خود اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا وہ جو جس کے بارے میں بیان کیا جائے۔ اور وہ ہیں جن پر قرآن پاک آئرا گیا ہمارے آقا مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الہمّت کے نزدیک ہر موجود چیز کو شے کہا جاتا ہے۔ اس میں جملہ موجودات شامل ہیں۔ فرش سے عرش تک، شرق سے غرب تک، ذاتیں، حالتیں، حرکات و مکنات، پلک کی جنبش، نگاہوں کی رسائی اور نارسائی، دلوں کے احوال و خطرات، ارادے غرضیکہ ہر چیز جو کچھ ہو چکا اور ہونے والا ہے لوح محفوظ میں تحریر شدہ تمام خزانے تمام کی تمام چیزیں قرآن پاک کے صفات میں موجود ہیں۔ قرآن ان چیزوں کو روشن اور مفضل ذکر کرتا ہے۔ لوح کی تمام تحریریں قرآن نازل کرنے والا جانتا ہے۔

کُلُّ صَفِيرٍ وَ كُلُّ بِيرٍ مُسْتَطَرٍ (القمر ۵۳/۵۲) اور و کُلُّ شَيْءٍ أَخْصَبَهُ فِي إِيمَانِ مِنْ (آلِ ۱۲) اور ولا حبة في ظلمت الأرض ولا زطب ولا يأبى إلا في بحث مُبِين (الإِعْدَاد ۵۹) ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ ہر چیز ہم نے کہن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔ زمین کے گہرے اندر ہم میں ہر دانہ اور ہر تر دنگل چیز ایک روشن کتاب میں بیان کر

دیے گئے ہیں۔

یہ ساری چیزیں قرآن کی صورت میں حضور سرور کائنات پر نازل ہوئی ہیں۔

مقاماتِ علم مصطفیٰ ﷺ

آیات بالا کے علاوہ احادیث کے خزانے حضور ﷺ کے علوم سے بھرے پڑے ہیں۔ روز اذل سے آخر تک جو تجھے ہو گا۔ سب لوح حفظ میں درج ہے۔ ابد تک کے تمام حال اس میں موجود ہیں۔ بیضا وی شریف میں ہے کہ اذل و ابد کا معاملہ مقنای ہے کیونکہ غیر مقنای چیزیں اور اُنکی تفصیل اذل و ابد کے بیانے میں نہیں سامنے آتیں۔

اہل نظر و ایمان پر یہ چیز پوشیدہ نہیں کہ ماخان و ما یکون اسی کو کہتے ہیں۔ علم اصول میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ کفرہ مقام نعمی میں عام ہوتا ہے تو جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں کوئی چیز چھوڑ دی ہو۔ کل کا لفظ تو عموم پر ہر نص سے زیادہ نص ہے۔ تو روانہ نہیں لاس موضوع کی تفصیل نظر اول میں زیادہ واضح سے ٹور تجھی ہے۔ مرش و فرش دو حدیں ہیں۔ پہلے دن سے آخری دن دو حدیں ہیں۔ یہ تمام زنان و مکان میں بھری ہوئی ہیں۔ یہ تمام مقنای چیزیں ہیں۔ اگرچہ بعض حرارات کو تجھ ہوتا ہے کہ کوئی دلجم، مرش و فرش، اذل و ابد کیسے میط ہو سکتے ہیں۔ بھر جو لوگوں پر اللہ کے غیر مقنای علوم کا تصور واضح ہو چکا ہے انہیں کوئی تردید نہیں۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے بے حد و حساب سندروں کے علم سے ایک کتاب ہے۔ ایک قدرہ ہے اس کے غیر مقنای خزانوں سے با تبارالفااظ مقنای خزانہ ہے۔ بعض لوگ اس مقام پر آنکرک جاتے ہیں۔ اُنکی مغلیں جواب دے جاتی ہیں۔ اس میں فیوب فر کا بیان ہے۔ اس میں لوح حفظ کی تحریر کا بیان ہے۔ اس میں ماکان و ما یکون کا بیان ہے۔ یہ ساری مقنای چیزیں ہیں اور حضور ﷺ کے علوم کا ایک حصہ ہیں۔ قرآن نزول کے انتبار سے مقنای ہے۔ آیات ایک مقنای امر کی دلالت کرتی ہیں۔ اس نکتہ کو اس دلت نکل دیں نہیں سمجھ پاتا جب تک لا مقنای علوم کے متعلق واقفیت مالی نہ ہو اور حقیقت یہ ہے کہ یہ محتان بیان نہیں ہے بلکہ بعض لوگ اپنی کہنی سے حضور کے علوم مقنای ہیں کو فیر مقنای سمجھ کر امانت اف حقیقت سے رک جاتے ہیں۔

(امیر رضا خاں)

کہ بیان روشن اور تفصیل سے کوئی چیز رہ گئی ہو۔

قطعیت کلامی اور قطعیت اصولی

اصول فقہ میں قطعیت کلامی اور قطعیت اصولی میں فرق بتایا گیا ہے، قطعیت عام اجتہادی ہے۔ تو قطعیت کلامی کے سامنے وہ کچھ حیثیت نہیں رکھتی کسی خلقی کا استدلال عموم قرآنی سے اور اس کے مذہب میں اس محکم کا قطبی ہوتا نہ مراد الہی پر جزا کوئی حکم نہ ہاتا ہے۔ نہ دائرۃ تاویل سے خروج کرتا ہے۔ یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مٹا کان و مٹا یکون کو جانتے ہیں اور جب یہ بات طے شدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا علم قرآن کریم سے مستفاد ہے اور ہر ایک بیان روشن اور مفصل ہے۔ یہ کتاب خداوند کی مفت ہے کہ اس میں ہر ایک چیز موجود ہے۔ ہر سورت، ہر آیت اور ہر پارہ بیک وقت نہیں اُتراتا۔ بلکہ قرآن پاک کا نزول پورے تجسس سال میں ہوا تھا۔ جوں جوں کوئی آیہ کریمہ اُترتی حضور ﷺ کے علوم میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جب قرآن پاک مکمل ہو گیا حضور ﷺ کے علوم کی تکمیل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر اپنی نعمت تمام کر دی۔ قرآن پاک کے نزول سے پہلے سابقہ آنبیاء کا ذکر بجمل رہا اور مفصل بیان نہ کیا گیا۔ پھر ان اولوں الحزم انبیاء کے واقعات سامنے آنے لگے۔ اگرچہ منافقین حضور کے علم کے بارے میں خفیہ بد زبانی کرتے تھے۔ اگر حضور ﷺ کسی معاملہ میں توقف فرماتے یا تردید فرماتے تو منافقین بظیں جھائختے کر حضور ﷺ (معاذ اللہ) بے خبر ہیں۔ حتیٰ کہ وحی آتی۔ حضور ﷺ کے علم میں اضافہ ہوتا۔ یہ بات نہ تو حضور ﷺ کے علم میں نقص کی دلیل ہے نہ قرآن پاک کی آیات کے خلاف ہے۔

حضور ﷺ کے نقائص علیہ میں آج کے وہ بھین جتنی دلیلیں پیش کرتے ہیں اور کسی واقعہ یا قصہ میں حضور ﷺ کا خاموشی اختیار کرنا یا تامل کرنا حضور ﷺ کی بے علمی پر قیاس کرتے جاتے ہیں۔ یہ ان کی احتمالہ اور جاہلانہ عادت ہے حالانکہ ایسے تمام واقعات کو حضور ﷺ کی عدم واقعیت پر قیاس کرنا جہالت کی علامت ہے۔

ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ وہی یہ حضور ﷺ کے علم کے نقائص بیان کرتے وقت جو دلیلیں لاتے ہیں وہ بے وزن اور بیکار ہیں۔ بفرض حال اگر کوئی ایسا واقعہ درپیش ہوا جہاں نزول وحی کے بعد بھی حضور ﷺ نے کسی واقعہ پر خاموشی اختیار کی ہو تو پھر بھی حضور ﷺ کے نقائص علم پر قطعی دلیل نہیں۔ اگر میں یہاں کتب اصول سے آئندہ کرام کے دلائل کو پیش کروں تو اس کا شمار ہی نہیں رہتا۔ آج ہندوستان میں وہابیہ کے پیشووار شید احمد گنگوہی اپنی کتاب ”براہین قاطعہ“ جسے وہ اپنے شاگرد خلیل احمد اپنے گنگوہی سے منسوب کرتا ہے۔ اس نے خود تسلیم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیریہ سے نوازا ہے۔ مگر اس تسلیم شدہ حقیقت کو بھی دبے دبے لفظوں میں اعتراف کے طور پر لکھا ہے۔

وہابیہ کی جہالت کی دلیلوں میں سایک یہ بھی ہے۔ جو صدیث شفاقت سے پیش کرتے ہیں۔ ”تو میں انہا را نخواں گا اس پنے رب کی حمد نخایاں کروں گا۔ و نجیبے تعییم فرمائے گا۔“ اس میں بے علمی کی کوئی دلیل بے یہاں تو ہمارے آقاد مولا کی ملکی فضیلت میں ہر یہ اضافہ ہذا دکھالی دیتا ہے کہ قیامت کے دن بھی حضور ﷺ پر صفات الہی کا تبلور ہو گا اور آپ پر وہ اسرار مکشف ہوں گے جو آپ کی ظاہری زندگی میں نہیں ہوتے تھے۔ یہ مالکی وجہ نہ اڑتے ہے۔ ہم پسے یہاں کرچکے ہیں کہ حضور ﷺ کا علم ذات و صفات الہی کا محبی نہیں۔ متناہی کا متناہی تو کچھ نہیں مانا جا سکے۔ حضور ﷺ کے علمون چدیچہ ابد الہاد تک ذات و صفات الہی کے متعلق بہت متھے ہیں تے اور۔ اُنہیں تک بھی نہ کچھ نہیں تے اور بھی محظا نہ ہوں گے جو علم حاصل ہو جائیں وہ متناہی ہیں۔ اُنہیں نہ ہے۔ وہی تے خلاف کوئی نہیں ہے اور یہ حضور ﷺ کے علم میں نقش لی کوئی علامت۔ (امیر رضا خاں)

”عقائد کے مسائل قیاس نہیں ہوتے جو قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہوتے ہیں اور قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں۔ یہاں نصوص ہیں۔ لہذا اسکا اثبات اس وقت قابل التفات ہوگا۔ جب مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے گا اور اعتقادیات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے۔ نظریات صحاح کا۔ احادیث صحاح بھی معتبر نہیں چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے۔“

اس عبارت پر دہلیہ کا حال کھل کر سامنے آگیا ہے اور حق واضح ہو گیا ہے، ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ گنگوہ کے وہابی دیوبندی دہلی اور دیوبند کے دہلیہ اور دوسرے بے ادب تا مہذب گنوار سب کے سب مل کر ایک نص ایسی لے آئیں جس کی دلالت قطعی ہو اور افادہ یعنی ہو۔ اور ثبوت جزی چیزے قرآن پاک کی آیت یا متواتر حدیث جو یعنی قطعی حکم کرتی ہے کہ تمدنی نزول کے بعد بھی کوئی واقعہ حضور ﷺ کی ذات با برکات پر مخفی رہا ہو۔ یا حضور ﷺ کو معلوم ہی نہ ہوا ہو یہ علیحدہ بات ہے حضور ﷺ کو معلوم تو تھا مگر آپ نے بیان نہ فرمایا ہو۔ کیونکہ حضور ﷺ کے پاس ایسے ہزاروں لاکھوں علم ہیں جو حضور ﷺ کو معلوم تھے مگر ان کے اظہار کا حکم نہ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ بعض علوم ذہن سے اتر گئے ہوں۔ مگر آپ کی توجہ مبارکہ کی اہم اور اعظم امر پر مبذہل ہو۔ ذہن سے اترنا علم کی نفع نہیں ہے بلکہ اہم علوم کی طرف متوجہ ہونے کی دلیل ہے۔

ہم دہلیہ ہند سے کہتے ہیں کہ ایسی کوئی برہان کوئی دلیل لاو جو حضور ﷺ کے علم کی نفع کرتی ہو۔ اگر تم پچھے ہو تو آگے آؤ۔ اگر اب تک ایسی برہان نہیں لاسکتے تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ تم کبھی نہیں لاسکو گے۔ تو جان لو اللہ دعاغا بازوں کو کبھی اجازت نہیں دیتا کہ وہ مکر کرتے جائیں اور لوگوں کو مگراہ کرتے پھریں۔

یہ بڑے تجھ کی بات ہے کہ گنگوہی مذکور حضور ﷺ کے علم کی فضیلت کو عقائد سے
قرار دیتا ہے تاکہ بخاری اور مسلم کی احادیث کو روکر سکے جب علم نبی کی نفی پر آیا تو اسے فضائل
میں قصور کر لیا گیا۔ جس میں ضعیف حدیثیں بھی منثور و قبول ہوتی ہیں۔ پھر ساقطروایات سے
سند پیش کرتا گیا۔ جس کی نسبت آئندہ نے صراحت فرمائی تھی کہ یہ بے اصل ہے۔ یعنی مجھے تو
دیوار کے پیچے کا بھی علم نہیں۔“

ہم مسلمانوں کی غیرت ایمانی سے فریاد کرتے ہیں اور بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ان
لوگوں کے دلوں میں حضور ﷺ کے بارے میں سخت شبهات ہیں۔ وہ حضور کے علوم کو تسلیم
کرتے ہیں مگر فضائل کی احادیث سے قطعیات اور نص سے نہیں۔ وہ صحیحین کی مستند اور قطعی
احادیث نہیں مانتے اور ان کے رد میں ہر ساقط باطل اور جھوٹ کو بھی آگے لاتے ہیں۔ کیا یہ
لوگ اسلام کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!

بماہین قاطعہ اور تقدیس الوکیل

آپ کو یاد ہو گا کہ ”بماہین قاطعہ“ جو لیل احمد ایضاً طوی کی طرف منسوب ہے۔ جو
اس سال حج کرنے آیا ہے اور ابھی تک کہ کرہ میں موجود ہے۔ اس کتاب پر اس کے استاد
رشید احمد گنگوہی نے تصدیقی اور تائیدی تقریظ لکھی ہے اور اس کے حرف حرف کو صحیح قرار دیا
ہے۔ ہمارے علماً جماعت (کمکوہ مدنیہ) نے اس کتاب کو مسترد کر دیا ہے اور اس کے رد تکھے
ہیں۔ حضرت مولانا جمل محمد صالح اہن مرحوم صدقی کمال خنی نے (جو اس وقت احتجاف کے
جید مخفی ہیں) مولا نا غلام دیکھیر قصوری کی کتاب ”تقدیس الوکیل عن توصین الرشید والخلیل“ پر
زیر دست تقریظ لکھ کر ان دلوں کو گمراہ اور گھراہ گرفتار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”بماہین

قاطعہ“ کا مصنف اور اس کے تمام موئید اور مصہد ق بالحقین زندیق اور گمراہ ہیں۔ ہمارے سردار شیخ العلماء مفتی شافعیہ مولانا جمل محمد سعید بالصلی نے فرمایا: براہین قاطعہ کا مصنف اور اس کے جتنے موئید ہیں وہ شیطانوں کے مشابہ ہیں۔ وہ بے دین ہیں اور گمراہ ہیں۔ اس وقت کے مفتی مالکیہ جناب فاضل محمد عبدالابن مرحوم شیخ حسین نے براہین قاطعہ کے رد کرنے والوں کی تعریف کی۔ اور اس کے مؤلف کو وقت کا فتنہ قرار دیا ہے۔ مفتی جناب مولانا خلف بن ابراہیم نے فرمایا کہ مؤلف براہین قاطعہ اور اس کے موئیدین کا رد کرنے والے تسلی پر ہیں۔ مدینہ منورہ کے مفتی حنفیہ مولانا اجل عثمان بن عبد السلام و اختانی نے فرمایا کہ براہین قاطعہ والے کا زبردست رد میں نے پڑھا ہے۔ براہین کی عبارت شکوہ کا ایک چیل میدان ہے۔ وہ پانی کا سراب دکھانے والی کتاب ہے اور اپنی بھوٹدی باتوں کو جوڑ کر بے عقولوں کو دھوکا دیتی ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم! براہین قاطعہ کا مصنف ایک دھوکہ باز مصنف ہے اور گمراہیوں کے کانٹوں میں پھسا ہوا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولی کا مستحق ہے۔ سید جلیل محمد علی ابن سید و طاہر و تری ضمی مدنی نے فرمایا: براہین قاطعہ کا رد کرنے والے مؤلف کی گمراہیوں اور بدیانتوں کو داشگاف الفاظ میں آشکار کیا ہے۔ یہ کتاب اگرچہ خلیل احمد سے منسوب ہے مگر یہ رشید احمد گنگوہی کی تصنیف ہے ان دونوں نے اس میں اللہ تعالیٰ کے کذب کی کیفیت قائم کی ہے اور حضور ﷺ کا علم ابلیس لعین کے علم سے کم بیان کیا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ کی مجلس میلاد کو ذکر ولادت کے قیام کو کنہیا کے جنم دن کی رسومات سے تشیید دیتا ہے۔ کنہیا ہندوستان کے مشرق ہندوؤں کا دیوتا ہے۔ اس کی پیدائش کا دن آتا ہے تو ایک عورت کو پورے دنوں کی حاملہ بناؤ کر لایا جاتا ہے۔ وہ اس حالت کی نقل کرتی ہے۔ جیسے کوئی عورت بچے جن رہی ہو۔ وہ خوب کر رہتی ہے۔ کروٹیں بدلتی ہے۔ پھر اس کے بچے سے بچے کی ایک سورت نکالی جاتی

ہے ہندو ناپتے کو دتے تالیاں پہنچتے باجے بجائے جاتے ہیں۔ اور اس کے سوا اور بھی کئی
گندے کھلی کھلتے ہیں۔ اس گستاخ مولوی نے حضور ﷺ کے یوم ولادت کی تمام تقریبات
کو ”کنہیا کے جنم“ سے تشبیہ دی ہے۔ بلکہ مجلس میلاد کو ان مشرکوں سے بھی بڑھ کر بیان کیا ہے
۔ وہ کہتا ہے: ”ہندو تو ایک تاریخ مقرر کر لیتے ہیں مگر یہ مسلمان میلاد کا دن منانے کے لیے کسی
تاریخ کے پابند نہیں ہیں۔ جب چاہتے ہیں یہ خرافات کرتے چلے جاتے ہیں۔“

حقیقت یہ ہے کہ علماء حرمین شریفین کے سامنے علماء الحسنت نے اعلان کیا کہ وہ
مجلس میلاد النبی منعقد کرتے ہیں اور حضور ﷺ کے ذکر خیر کو مجلس میں بیان کرتے ہیں مگر
اس رشید احمد گنگوہی نے پھر بھی ان کی بحکمی اور تنقیص لکھنا شروع کر دی۔ وہ اپنے دیوبند
کے رہنے والے مولویوں کو تمام علماء الحسنت سے بلند بالاتصور کرتا ہے۔

علمائے دیوبند

وہ علمائے دیوبند کا حال لکھتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ علمائے دیوبند شریع کے مطابق
لباس پہنچتے ہیں۔ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ امر بالمعروف پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ فتنی
نوکی میں غریب امیر کی تمیز نہیں کرتے اور ہمیشہ حق کو سامنے رکھ کر جواب دیتے ہیں اگر کوئی
ان کی غلطی پر آگاہ کرے تو وہ اسے مخدودت کے ساتھ درست کر لیتے ہیں۔ جو شخص چاہے
علمائے دیوبند کا امتحان لے سکتا ہے۔

علمائے مکہ کرمہ دیوبندیوں کی نظر میں

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے کہ ملکہ طربہ ملکے حاصل ہے کہ وہ عقیل و علم سے
غاری ہیں۔ یہاں کے اکثر علماء خلاف شرع الباس پہنچتے ہیں۔ اسیال، آسمیں زیر دامن کا چوغہ

اور قبیض سب خلاف شرع ہیں۔ ان کی داڑھیاں بغضہ سے کم ہیں۔ نماز میں بے اختیاطی کرتے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہیں عن الممنکر کا خیال نہیں کرتے۔ غیر مشروع انگوٹھیاں اور چھٹے پہنچتے ہیں۔ فتویٰ نویسی میں جو چاہو لکھوا لو۔ بشرطیکہ انہیں کچھ دے دو۔

ان کی غلطیوں اور نفرتوں پر آگاہ کیا جائے تو وہ کھانے کو پڑتے ہیں۔ بلکہ مارنے کو دوڑتے ہیں۔ شیخ العلما (مولانا سید احمد زینی دھلان) نے ہمارے شیخ البند مولانا رحمت اللہ کیہ انوی سے جو معاملہ کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اور انہوں نے ایک بغدادی راضی سے کچھ روپیہ لے کر ابو طالب کو موسن لکھ دیا تھا جو صحابہ احادیث کی روایات کے خلاف ہے۔ الغرض علمائے دیوبند علمائے مکہ پر اس قسم کی بے سرو پا باتیں منسوب کرتے ہیں۔

پھر ایسے واقعات بنا لیتے ہیں جنہیں لکھتے بھی نہ امت محسوس ہوتی ہے۔

ایک جگہ دیوبندی علماء نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰ پر یہاں تک لکھ دیا کہ مکہ کے ان علماء کے مناسد بیان کروں تو لوگ حیران رہ جائیں۔ کہ ایک نابینا جو مکہ کی ایک مسجد میں حضرت کی نماز کے بعد وعظ ایسا کرتا تھا مجھے ملامیں نے اس سے مجلس میلاد کا دریافت کیا تو کہنے کا ”بدعت ہے حرام ہے“۔ میں نے اس اندھے واعظ کو بڑا پسند کیا۔ کیونکہ اس نے مجلس میلاد کو حرام قرار دیا۔“

یہ ہیں ان دیوبندی علماء کے خیالات جو علمائے مکہ کے بارے میں اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ان بدجھتوں کو مدد ایت بھی انہوں سے ملتی ہے۔

نظر ششم

پانچ چیزوں کا علم

بعض ایسے علماء بھی پیدا ہو گئے ہیں جنہیں نصوص کے عمومی اور خصوصی حصوں میں بھی تمیز نہیں ہے۔ وہ یوں کہنے لگے ہیں کہ تم لوگ اپنے نبی ﷺ کو روزِ اول سے آخر تک کے تمام مَا کَانَ وَمَا يَكُونُ كا علم مانتے ہو۔ تو ان میں تو وہ پانچ چیزیں بھی ہیں جنہیں اللہ کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ پھر اللہ سے خصوص علم کو نبی کے لیے مانا کہاں تک درست ہے؟

ایسے لوگ کہتے جلدی بجول جاتے ہیں۔ ہم سابقہ صفحات میں لکھ آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ خصوصیت ہے کہ اسے علم ذاتی ہے اور وہ علم جمیع معلومات الہیہ پر محیط ہے۔ البتہ مطلق علم عطا کی اللہ تعالیٰ کی عطا اور ارشاد سے اس کے بندوں کو میر ہے۔ مَا کَانَ وَمَا يَكُونُ کا علم ہم یونہی نبی کریم ﷺ سے نسبت نہیں دیتے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہے پھر حضور کی احادیث سے ثابت ہے۔ آئندہ کرام نے ثابت کیا قرآن پاک کی آیات، احادیث کی مستند روایات، صحابہ کرام کے اقوال، علماء کی تحریریں تمام کی تمام حضور ﷺ کے علم مَا کَانَ وَمَا يَكُونُ پر شاہدِ عدل ہیں۔ دیوبندی علماء ان تمام دلائل کے مقابلہ میں کیا پیش کریں گے؟ انہیں کیا ہو گیا ہے؟ کن خیالات اور عقائد پر ڈالنے ہوئے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کی آیات ایک دوسری آیت کا رد کر دیتی ہے؟ تم لوگ قرآن پڑھتے ہو۔ عقل سے کام لو، ہوش کے کان لو، ہم پہلے بھی گزارش کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی نبی کی جوئی نہیں سختی۔ اس طرح ثابت فرمادیا جس کے لامار کی منجائش نہیں ہے۔

دولوں آیات میں واضح تعلق ہے۔ ان تعلق کی وجہ تم خود جانتے ہو۔ گویا تمہارے

کان ہیں مگر سننے سے محروم ہیں۔ آنکھیں ہیں مگر دیکھنیں نہیں۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف پانچ چیزوں کے علم کو اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے مگر غیر اللہ کو ایسا علم دینے سے منع فرمادیا حالانکہ اللہ تعالیٰ تو مختلف علوم غیریا اپنے بندوں کو عطا کرتا رہتا ہے۔ اور اس عطاوے میں کوئی غلط بات نہیں۔

اس بات کو جانے کے لیے جلدی کی ضرورت نہیں۔ ذرا تامل اور تفکر سے کام کو لے کر اس مسئلہ کو ذہن نشین کرنا چاہیے۔ جلدی میں لغزش کا اختال ہوتا ہے اور مناظرانہ بات سے معاملہ بگڑ جاتا ہے۔ آپ لوگوں نے یہ بات کس طرح فرض کر لی ہے کہ ان پانچ علموں کے بیان کرنے میں کوئی خصوصیت ہے آئیہ کریمہ تو ان الفاظ میں ہے:

اللَّهُ عَنْهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيَنْزَلُ تَرْجِمَةً بِشَكْلِ اللَّهِ كَمَا قِيمَتُ كَعِلْمٍ هُوَ بِأَنِّي
الْغَيْثُ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا يَرْسَأُتُ هُوَ اُوْرَمَادَهُ كَمَا قِيمَتُ كَعِلْمٍ هُوَ بِأَنِّي
تَدْرِي نَفْسُ مَا ذَا تَكْسِبُ غَدَوْمَا
هُوَ كَمَا كَوَافَسُ بَاتُ كَعِلْمُ نَهْيِنْ كَمَا كَلَ كَيَا هُوَ مَكَانُ
تَدْرِي نَفْسُ بَايِ أَرْضُ تَعْوُتُ. اَنِّي
اللَّهُ عَلِيمٌ خَيْرٌ. (سورة
لقمان: ۳۲)

ان پانچ چیزوں کے بیان سے یہ کس طرح ثابت ہوا کہ یہ پانچ چیزوں کے ساتھ خاص ہیں اور ان میں کون ہی خصوصیت پائی جاتی ہے اگر غور کیا جائے تو ان پانچوں میں بعض تو ایسی ہیں جن میں کوئی خصوصیت نہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ یمنہ بر ساتا ہے پائی اتا رہتا ہے یا پیٹ کے اندر کی چیز کو جانتا ہے۔ ہم نہیں مانتے کہ صرف مقامِ حمد میں ذکر کرنا مطلقاً اختصار کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سمیع اور بصیرے اپنی ذات کی صفت بیان کی ہے اور اسی صفت

سے اپنے بندوں کو بھی وافر حصدیا ہے۔ اور فرمایا:
جَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئَدَةً ترجمہ: اور ہم نے ان کیلئے کان، آنکھیں اور دل بنایا۔
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ میرارب بہت نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انہیاء
 کرام بھی نہیں بنتے۔ قال بِإِنْ قَوْمٍ لَيْسَ بِهِ ضَلَالٌ وَلَكُنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 (الاعراف: ۶۱)۔ ترجمہ: آپ نے فرمایا میری قوم! مجھ میں مگر ابھی نہیں لیکن (یہ حقیقت ہے کہ) میں
 تمام جہانوں کے رب کی طرف سے رسول مجوہ ہوا ہوں۔
 پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ إِنْفَالًا ذَرْهٗ (السباء: ۳۰)۔ اللہ تعالیٰ ذرہ بھر بھی ظلم
 نہیں کرتا۔ انہیاء کرام بھی ظلم سے مبرائیں۔ قال لَا يَنَالُ عَهْدَى الظَّالِمِينَ (الفرقہ: ۱۲۲)۔ اللہ
 نے فرمایا میر اعہد ظالموں تک نہیں پہنچتا۔

ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی چیزیں اسی کی ذات سے منقص ہیں مگر ان پانچ
 چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے کیا اختصاص بیان فرمایا ہے؟

پانچ چیزوں سے اختصاص کی حکمت

ہم سابقہ صفات میں پانچ مغیبات پر گفتگو کر چکے ہیں مگر اب ہم ان مغیبات کے
 پس مختلہ اور اس حکمت کی روشنی میں اظہار خیال کریں گے جو ان علوم کے منقص ہونے کا باعث
 ہے۔ قرآن پاک میں پانچ کی گنتی یا تعداد بیان نہیں کی گئی اور پانچ کا لفظ بیان نہیں فرمایا گیا۔
 ہاں مفہوم ادب کے پیش نظر ان چیزوں کا ذکر ہے جنکی کم از کم تعداد پانچ ہے۔ احادیث میں
 البتہ پانچ کا لفظ آیا ہے۔ اعتقاد کے بارے میں حدیث احادیث کا ایک مقام ہے۔ بنی کریم صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کا یہ ارشاد ذہن لشیں رہے۔ آپ نے فرمایا۔ **أَغْطِثْ خَمْسَالَمْ بِنْعَطْنَ أَحْذَا قَبْلَى!** اللہ
 تعالیٰ نے مجھے اسکی پانچ چیزیں عطا فرمائیں ہیں جو میلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں۔ حالانکہ حضور

نی کریم ﷺ بے پناہ عطاوں سے نوازے گئے تھے۔ ان عطاوں کی نکتی تھی نہ شمار۔ اسی حدیث کو دوسرے لفظوں میں بیان کیا گیا۔ فضیلت غلی الائیاء بستہ۔ مجھے سابقہ انجیاء پر چچے چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ کیا یہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کے خلاف واقع ہوئی ہیں؟ ہرگز نہیں! فضائل کے شمار کرنے میں دونوں حدیثیں مختلف اعداد بیان کرتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی صحیح حدیثیں جنہیں آئمہ نے مستند مانا ہے تعداد میں ایک دوسرے کی نفی کرتی ہیں۔ میں نے ایسی کئی ضعیف احادیث اپنی کتاب البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص میں جمع کی ہیں۔ ان میں اعداد میں کسی بیشی پائی جاتی ہے اور ایک حدیث دوسرے کی گنتی سے مطابقت نہیں کھاتی۔ مگر ان احادیث میں جو خصائص بیان ہوئے ہیں۔ وہ تمیں سے بھی زیادہ ہیں۔ پانچ اور چھٹا توڑ کریں کیا۔ اسی طرح جامع صخیر اور اس کے ذیل جامع اور جامع میں تین تین چار چار اور پانچ پانچ کے اعداد لکھے گئے ہیں یہ اعداد کا حکم نہیں کر سکتے۔ مگر آپ یہ کہیں گے ان احادیث کو چھوڑ کر زیر بحث ان پانچ چیزوں کو بیان کرنے کا قرآنی مقصد یا حکمت ضرور ہوگی۔ میں اسی حکمت اور نکتہ پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

میرے نزدیک ان کے چھپے حکمت بھی ہے اور نکتہ بھی ہے۔ یہ نکتہ بلند و بالا ہے۔ اور یہ حکمت اعلیٰ والا ہے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ وہابیہ جو اپنی پست ہمیں سے صرف انہی مغیبات کو دری بحث لاتے ہیں جن کا ان آیات میں ذکر آیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کے علاوہ کثرت سے مغیبات کا ذکر ملتا ہے۔ یہ پانچ مغیبات تو ان ہزاروں اور لاکھوں مغیبات کا ہزاروں حصہ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات عالم الغیب اور دنائے غیب الغیوب ہے اس کی ہر صفت غیب ہے۔ نام اعمال غیب ہے برزخ غیب ہے۔ بہشت غیب ہے۔ دوزخ غیب۔ حساب غیب ہے۔ قیامت کا میدان غیب ہے۔ لوگوں کا وہاں جمع

کیا جاتا غیب ہے۔ قبروں سے اخھایا جانا غیب ہیں جو آج تک ہمارے شمار و اعداد میں نہیں آ سکتے۔ اور حقیقت یہ نہیں ان غیوب کی حیثیت ان پانچ مغیبات سے زیادہ اہم ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان غیوب کا ذکر کرنے کی بجائے زیر بحث آئیہ کریمہ میں صرف ان پانچ مغیبات کا ذکر کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا زمانہ بعثت ان کا ہنوں سے پڑھا جو لوگوں کو حیرت انگیز اور معنکہ خیز طریقوں سے درغلا تے تھے۔ خصوصاً وہ لوگوں کو بتاتے تھے کہ ہم علم غیب جانتے ہیں۔ ہمارے پاس رمل کا علم ہے۔ نجوم کا علم ہے۔ قیافہ کا تجربہ ہے۔ عیاذ کی واقفیت ہے۔ آج سے طہرے اور ہانسوں سے حساب لگاتے ہیں۔ وہ اپنی خواہشات اور ہوا و ہوس کو پورا کرنے کے لیے لوگوں کو طرح طرح کے حسابوں میں چکد دیتے رہتے تھے۔ ان کے ہاں ذات خداوندی، صفات الہی آخوت فرشتے زیر بحث نہیں آتے تھے۔ نہی لوگ ایسے سائل دریافت کرنے آتے تھے۔ وہ بھی بات بتاتے تھے کہ بارش کب ہوگی؟ تجارت میں گھٹاٹ پڑے گا یا نفع ہوگا؟ کیسے نفع ہوگا کیسے نقصان ہوگا؟ مسافر اپنے گھر سلامتی سے واپس لوئے گا نہیں؟

اللہ تعالیٰ نے ان کا ہنوں اور کا ہنوں کے چنگل میں پھنسنے ہوئے لوگوں پر واضح یہ کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ غلط دعویٰ کرتے ہیں اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ ایسی چیزوں کا علم ہے تو اس رب جلیل کو ہے جو ان چیزوں کا خالق و مالک ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دنیاوی واقعات و حادث کے ساتھ علم قیامت کو بھی بیان فرمادیا کہ اللہ ان طور پر ملائیہ ان حالات سے بھی باخبر کرنے والا ہے جو قیام قیامت پر رونما ہوں ۔ تم ایک دو اہمیوں میں موت پر بحث کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کے یوم حساب اور یوم حفا کو جانے والا ہے۔

اہل نجوم محض زعم پرست لوگ ہیں۔ وہ عام حادثات کی نسبت محض فتنی نتائج پیش کرتے رہتے ہیں۔ کسی ایک گھر کی خرابی، کسی ایک شخص کی موت کے لیے ان کے پاس کوئی یقینی قاعدہ نہیں ہے۔ انہیں اپنے زعم پر بھی یقینی نہیں ہے۔ ستاروں کی نظریں، جوگ، باہمی نسبتیں اور دلاتیں غیر یقینی پیش کرتے ہیں۔ کبھی درستی آگئی مگر اکثر غلط ثابت ہوتی ہیں۔ پچھے کی پیدائش کا زانچہ تیار کرتے ہیں۔ عمر کا زانچہ مگر سال کے کئی الحالات اور حادثات پر دھوکا کھا جاتے ہیں اور زانچہ کے نتائج غلط بتاتے جاتے ہیں۔ ایک ستارہ ایک گھر کچھ اڑڑاتا ہے تو تو صفت کی باہمی کلکش ستارہ شناسوں کے ذہن میں نہیں آتی۔ وہ بجلائی اور نصان پر حکم نہیں لگا سکتے۔ اس طرح انکل دوزاتے رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک جدھر کا پلزا جعلی نظر آتا ہے فیصلہ کر دیتے ہیں مگر دنیا میں انقلاب لانے والی قوتیں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ صرف قرآن پاک ہی اپنے قطبی فیصلوں کے اعتبار سے دنیا کی عقولوں کو مطمئن کرتا ہے۔ حل و مشتری کا تینوں برجوں آتشی حمل اسدقوس سے کسی کے اوں میں جمع ہونا جیسا کہ طوفان نوح کے وقت ہوا تھا۔^۱ اور اسے سمجھنا ان کا ہنوں اور ستارہ شناسوں کے بس کاروگ نہیں ہے۔

حساب سے آنے والے قرآن وقتوں پر سمجھے جاسکتے ہیں جس طرح سابقہ زمانوں میں تھے مگر یہ کہ وہ کتنے برسوں کے بعد ایسا قرآن اور اجتماع ہو گا؟ کس موقع کے کس درجہ پر ہو گا؟ کس دقیقتہ اور کس طرف ہو گا؟ کتنے دنوں تک رہے گا؟ ایک ستارہ دوسرے کو کس وقت تک حکمت الحسابات بخش یقینی حسابات کی رو سے لوگ عمرہ نتائج پر پہنچے ہیں۔ اگر دنیا باقی رہی تو علویتمن کا قرآن اعظم ضرور واقع ہو گا۔ یعنی ۲۳ مئی ۱۴۵۵ھ سے ۲۲ ذی القعدہ ۱۴۵۷ھ کو آدمی رات کو قریب حل کے تسلیے درجے میں قرآن ہو گا اور یہ اوسط میں ہو گا۔ اگر دنیا باقی رہی تو یہ بات قرین قیاس ہے کہ قیامت برپا ہو گی۔ اسی حرم میں جو اس ذی القعدہ کے نزدیک ہو گا یا اس حرم میں جو ذی قعده کے پہلے آئے گا کیونکہ قرآن کی ابتداء انہیں دو ماہ میں ہوتی ہے جبکہ فاصد باقی رہے۔ انتہا قرآن کی خدا معلوم کب ہو گی۔ والله اعلم (احمد رضا خان، مدینہ منورہ)

چھپائے رکھے گا؟ اور کس وقت تک کھلا رہے گا؟ یہ ستارہ شناسوں کی باتیں ہیں مگر اس حساب کو تو وہ زبردست جانے والا احکم الحاکمین ہی ہے۔ اُسی کا اندازہ مقرر ہے۔ اس نے قیامت کے ذکر سے ایسے تمام مفروضوں کی بحث کرنی کر دی ہے اور اعلان کر دیا کہ اگر تم لوگ اپنے قیافے میں بچے ہوتے تو ایک شخص کی موت کی وجہے قیامت کا اندازہ لگایتے جو زیادہ آسان تھا۔

ان پانچ مغایبات کی حکمت اور نکتہ یہ تھا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ حقیقی مغایبات

۱۔ میرے ذہن میں حضرت امام مهدی کے قائم ہونے کا زمانہ آتا ہے۔ اور یہ زمانہ اسی صدی کے آخر میں واقع ہوتا ہے۔ میں نے سان العقائد سید الکاظمین امام ابی محمد بن ابی جعفر رضی اللہ عنہ کی کتاب الدر المکون والجوہر المصنون میں ان کا ارشاد دیکھا تھا کہ جب زمان کا زور بسم اللہ کے حروف پر ہو گا۔ تو امام مهدی قائم ہوں گے۔ اور ایک دن بعد حلیم پر جلوہ فرماؤں گے۔ میری طرف سے آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنا۔

اذا دار الزمان على حروفه باسم الله المهدى فاما

ويخرج بالخطيم عقيب فهوم الا انفقاء لمن عندى سلاما

حدیث پاک میں دنیا کی عمر سات ہزار سال بیان کی گئی ہے اور میں آخری ہزار میں ہوں۔ اس حدیث کو طبرانی نے کہیر میں روایت کیا ہے اور امام تہذیب نے دلائل الدینہ میں ضحاک ابن زیل ہمیں رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور کا ارشاد ہے کہ بلاشبہ اس کی امید رکھتا ہوں۔ میری امت اپنے رب کے سامنے ڈائیں اسید نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ انہیں آدمیتیں کیتا خیر طلاق فرمادے گا۔

امام احمد اور ابو داؤد اور عیم بن حماد اور حاتم اور تہذیب نے ہاں بجٹ میں بیان کیا ہے اس طرح ضمائر نے سیدنا سعد ابن ابی وقار میں رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ سعد سے کہا گیا کہ آدمیوں کی روایت میں سوری کا تہذیب نے ابو اطلس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی۔ کہ در گزرنہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے آدمی دن کو۔ میں کہتا ہوں کچھ در نیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۰ دن کی مہلت مانگی ہو اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر دن کی مہلت دے دی ہو۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہاں جسمیں ہرگز شکامت نہ کرے گا کہ تمہاری مد کرے تمہارا رب تین ہزار آثارے طاگہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اگر تم صبر اور پرہیز کاری کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری پانچ ہزار طاگہ سے مدد کرے گا۔

کیا ہے؟ کاہنوں کی قیافہ آرائی کی کوئی حقیقت نہیں پسکھنے اللہ کے فضل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے ہی ذہن میں آ سکتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزوں کی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ تابعین کر آسمان و زمین میں کوئی غیب نہیں جانتا۔ سوائے اللہ کے! اگر نبی کریم ﷺ نے صرف پانچ چیزوں کا ذکر فرمایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عام ذکر فرمایا ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اس عام اور خاص اعداد میں کوئی غنی نہیں ہے۔ اللہ کے سوا پانچ چیزوں کو دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ حقیقی غیب کو جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عربی مقولوں میں سے اس قول کو ہدایہ تراویہ دیا ہے: **اللَّهُ أَكْبَرُ** وَمَا خلا اللَّهُ بِهِ مَا يُنْبَغِي

آتی ہے بے حقیقت ہے۔

عام لوگوں کے نزدیک **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کی یہ معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں مگر خواص کے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی مقصود نہیں ہے۔ خاص الفاس کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی نظری نہیں آتا۔ مگر جو نہایت کو پہنچے ان کے نزدیک یہ معنی نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں۔ یہ تمام محاذی درست ہیں اور حق ہیں۔ امہان کا دار پہلے پر ہے۔ صلاح کا مدار دوسرے پر ہے۔ سلوک کا تیرے پر۔ وصول الی اللہ کا چوتے پر۔ اللہ تعالیٰ ان تمام معنی میں سے ہمیں حصہ عطا فرمائے۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہ اشعار قیش کیے:

وَأَنْكَثَ مَأْمُوذًا عَلَى كُلِّ غَابٍ
فَأَنْهَدَ إِذْ لَا شَيْءٌ، غَيْرَهُ

وَأَنْكَ أَدْنَى الْمُرْسَلِينَ شَفَاعَةً
إِلَى اللَّهِ بِمَا أَنْبَأَنَّ الْأَكْرَمِينَ الْأَطَابِ
مَغْنِي لِي شَفِيعًا يَوْمَ لَا ذُو شَفَاعَةٍ
سَوَّا كُلَّ بِعْنَى سِوَادِبْنِ قَارِبٍ

ترجمہ:- میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں اور بے شک آپ تمام مغیبات کے امین ہیں بے شک آپ اطیب اور طاہر آباء و امہات کے فرزند ہیں۔ تمام رسولوں سے زیادہ شفاقت کرنے والے ہیں اور اللہ کے قریب ہیں۔ آپ میرے سفارشی بن جائیے۔ اس دن آپ کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکتے گو اور سواد بن قارب کو کوئی نفع نہیں پہنچ سکتے گا۔ اس روایت کو مند امام احمد میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

بھری گزارش

حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے اول اللہ کے سوا ہر چیز کے وجود کی نظری کر دی۔ دوم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غمبوں کے علم کا یقینی ہونا بتایا۔ سوم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ شفاقت کرتے ہیں۔

حضور نبی کریم نے فرمایا۔ أَخْبَطْتُ الشَّفَاعَةَ (مجھے شفاقت کی نعمت عطا کی گئی ہے) اس حدیث کو صحیح مسلم میں لکھا گیا ہے۔ دہابیہ کی عجیب منطق ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور کو صرف قیامت کے دن اذن شفاقت دیا جائے گا۔ اب نہیں ہے اس لیے وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں حضور سے شفاقت کے لیے فریاد نہ کی جائے۔ وہ زندگی میں شفاقت نہیں کر سکتے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے محبوب آپ اسْتَهْبِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُزْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (سورہ عمرہ ۱۹) ترجمہ: آپ اپنے خاص تعلق رکھنے والوں مسلمان مرد اور عورتوں کے لیے بخشش مانگو۔ پھر ایک اور جگہ فرمایا: وَلَوْ أَتَهُمْ أَذْلَلُمُوا أَنْفَسُهُمْ جَاءُوكَ فَانْظُفُرُوا اللَّهُ (السادہ: ۲۳) ترجمہ: جب لوگ آپ کے سامنے پیش ہو کر اپنی جانوں پر ظلم کرنے کے بعد معافی مانگیں تو

آپ ان کے لیے شفاعت کریں اللہ تو بقول کرنے والا ہے اور میریاں ہے۔
دہابیہ نے ان آیات کو پس پشت ڈال دیا ہے اور ترجمہ کرتے وقت نہایت بخل سے
کام لیتے ہیں

چہارم حضرت سواد رضی اللہ عنہ اس پربھی ایمان لائے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت سب
سے قریب ہے مگر دہابیہ کے پیشوامولوی اسلیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
جب کسی پیشیان توبہ کرنے والے کی جھٹش کے لیے جیلے کرنا چاہے گا تو جسے چاہے گا اُسے شفعت
بنا دے گا۔ کسی کی خصوصیت نہیں۔ پیشیانوں اور توبہ کرنے والوں کی قید اس لیے رکھ دی گئی کہ
دہلوی مذکور کے نزدیک شفاعت صرف پیشیان کی ہو گی لیکن اس آنہ گار کی شفاعت نہ ہو گی جو
توبہ نہ کر سکا ہو۔

پنجم حضور ﷺ کی شفاعت کرنے میں اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہیں۔ تمام شفاعت
کرنے والے حضور ﷺ کی وساطت سے شفاعت کریں گے اسی لیے حضرت سواد بن
قارب رضی اللہ عنہ نے حضور کی بارگاہ میں فریاد کی ہے۔

ششم حضور ﷺ کی شفاعت قریب تر ہونے کی بنا پر شفاعت کا خاص صرف سرور
کائنات کی ذات ہے۔ بات بھی حق ہے۔ دوسرے شفاعت کرنے والے نبی علیہ السلام کی
بارگاہ میں شفاعت کریں گے اللہ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کے بغیر کوئی شفاعت کرنے والا
نہیں ہو گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمام انبیاء کرام کی شفاعت کا میں مالک ہوں۔ یعنی کی بات
نہیں کر رہا۔ خدا کی عنایت اور عطاہ کی بات ہے۔

ہفتم ان کے کلام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ جو حضور ﷺ شافع یوم المشور کا دامن
پکڑ لے حضور اس کے کام آتے ہیں۔ امام دہابیہ اسلیل دہلوی کا نظریہ اس نامور صحابی کے کتاب

خلاف ہے؟ جو یہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی بیٹی کے بھی کام نہ آسکیں گے پھر اور وہ کی کیا کتفتی؟

مندرجہ بالا خیالات ایک ایسے صحابی کے ہیں۔ جو حضور ﷺ کا عاشق بھی ہے اور حضور ﷺ کی نگاہ میں محترم بھی۔ اس حدیث میں کہی ہوئی ساری باتیں حضور کی سیرت طیبہ میں حلکتی ہیں۔ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر انسان حضور ﷺ کی لاعلمی (معاذ اللہ) کے بارے میں قرآن کی یہ آیت سناتے ہیں:

يَوْمَ يَخْصُّ اللَّهُ الرُّسُلُ فَيَقُولُونَ تَرْجِمَة: حُسْنَ دُنَ الْمُتَعَالِي اپنے رسولوں کو جمع کریگا تو فرمائے مَاذَا أَجْبَثْمُ أَلْوَالِ الْعِلْمَ كَمْ جَهِيزْ کیا جواب ملا۔ عرض کریں گے ہم کو کچھ علم نہیں۔
لَنَا۔ (العاشرہ: ۱۰۹)

اس آیتے کریمہ میں انبیاء کرام کے بے علم ہونے کی کوئی دلیل ہے؟ انہوں نے بالکل درست اور حق بات کی اور اللہ کے سامنے اپنے ذاتی علم کی نفی فرمائی۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ سایہ اصل کے سامنے آتا ہے تو اس کی اپنی حیثیت کچھ نہیں رہتی۔ ملائکہ اللہ کی جناب میں پیش ہوئے تو عرض کی: قَالُوا نَسْبُكَ لَا عِلْمَ لَنَا تَرْجِمَة: اے پاک اللہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ إِلَّا مَا غَلَّمْتَنا (البقرۃ: ۳۲۰) ترجمہ: ہاں اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے عطا فرمایا۔ یہ علم عطاوی پر اٹھا رہا خیال ہے۔ انبیاء کرام تو بارگاہ خداوندی میں ملائکہ سے بھی زیادہ مودب ہیں۔ تو انہوں نے اللہ کے حضور اپنے علم کی نفی کر دی۔

اس بات کا خلاصہ یہ ہوا کہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے سے ہے اور اس کی عطاہ کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ ہم اس فیصلے پر پہنچ گئے جو آئندہ کرام کا عقیدہ ہے کہ **وَمَنْ خَصَّ بِغَيْرِ عَطَاءِ الْحَمْدِ** بذات خود علم کا دھوئی کرتا ہے اس کی نفی کی جا رہی ہے۔

ہمارے بعض علماء کرام نے روض الشفیر شرح الجامع الصغیر میں احادیث المشیر و النذر سے نقل کیا ہے۔ حضور ﷺ کا یہ فرمان کہ ان پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے بغیر دوسرا کوئی نہیں جانتا اسکا مطلب یہ ہے کہ بذات خود کوئی نہیں جانتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے تادے سکھا دے تو یہ اس کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے علم والے حضرات اسی دنیا میں موجود ہیں۔ انبیاء تو انبیاء کرام ہیں، ہم نے یہ علوم حضور ﷺ کے امیتیوں میں سے اکٹھ کے ہیں پائے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔

موت و حیات کا علم

میں نے ایسی جماعت کو دیکھا جنہیں یہ علم تھا کہ وہ کب مریں گے اور اپیسے بھی دیکھے جنہیں محل کے دوران ہی پچے کی جنس (لڑکا یا لڑکی) کا علم تھا۔ امام جلال الدین سیوطی کی کتاب شرح الصدور، امام اجل نور الدین ابی الحسن علی الحنفی قطعوی رحمۃ اللہ علیہ کی بہجۃ الاسرار اور امام اسعد عبد اللہ یافعی کی روض الریاحین اور فردۃ المناظر کے علاوہ دوسرے سینکڑوں اولیاء کرام کی تصانیف میں ایسے واقعات ملتے ہیں جن کا آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔

امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ہمزیہ میں پانچ اشیاء کے علم غیب کی تشرع فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ انبیاء اولیاء کا علم اللہ کی عطا کا شرہ ہے۔ ان اشیاء کا علم وہ علم الہی نہیں جو اللہ کی ذات سے بعید اور منافی ہو کہ وہ اپنے علوم غیبیہ سے بعض علوم کو اپنے انبیاء و اولیاء کو عطا فرمادے حتیٰ کہ وہ ان پانچ میں سے بھی جس سے چاہے سرفراز فرماتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مکحولة میں اس حدیث کی تشرع کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر اپنی عقل و فکر سے کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ یہ پانچ وہ مخفیات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔

کے بغیر کسی کو حاصل نہیں ہوئے۔ لمی طرح امام اجل پدر الدین محمود عینی عمدة القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ امام قرطبی نے فرمایا کہ پانچ مفہیمات والی حدیث خدا تعالیٰ کے خزانہ غیب کی کنجی ہے۔ جو شخص ان مفہیمات کا دعویٰ کرتا ہے اور اس علم کو حضور ﷺ کی تعلیم کے علاوہ تصور کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جھوٹا ہے جو عالم ماکان و ما یکون صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کے بغیر ان علوم کو حاصل کرنے کا دعویٰ دار ہے۔ انہوں نے نہایت بلند دعویٰ سے اعلان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ ان پانچ غیب کو بے عطا نبی جانتے تھے اور اولیاء میں سے جسے چاہیں بتاتے تھے۔

علامہ ابراہیم بنجوری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بردہ شریف میں لکھا ہے کہ سید الانبیاء اس وقت تک دنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک اللہ تعالیٰ نے انہیں پانچ مفہیمات سے بھی آگاہ نہیں فرمایا۔

آخری گزارش

یہ پانچ مفہیمات جن پر ہم نے بحث کی ہے ان کھلے ہوئے علوم غیرہ میں سے ہیں جس کا شاروینے والا جانتا ہے یادہ جانتا ہے جسے یہ غیوب سمجھائے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان غیوب کو تقسیم کرنے میں کبھی بخل نہیں فرماتے تھے۔ جمیع النہایہ میں یہ لاملاعات شریف میں ہے الحعنی إِنَّمَا لَا يَقْلُمُ أَحَدٌ غَيْرَ مَنْ ذُوَنَ تَعْلِيمَ اللَّهِ سُورَةُ الْأَنْعَامَ کی تفسیر کرتے ہوئے: فرمایا وہ پرانی بر ساتا ہے تو اس کے وقت کوئی نہیں جانتا۔ تو اس شہر کا ہم نہیں جانتا جہاں تیریں انتقال ہوا۔ مگر جب اس کا حکم ناذر ہو گیا تو پھر اس کے فرشتوں کو کبھی علم ہو گیا کرتے کہاں مر رہا ہے۔ اس کے بندوں کو کبھی معلوم ہو گیا کہ بارش کب ہوتی ہے۔ اس کے بغیر جوں میں بارش پانے والے کے بارے میں کوئی نہیں جانتا مگر نبی اللہ تعالیٰ مطافر مادے فرشتوں کو کسی علم ہو گیا اور بندوں کوئی۔ یہم "الا من ارْتَعَضَ مِنْ رَسُولٍ" کی روشنی میں انہیما اور اولاد لیا کو مطابق ہوتا ہے۔

روایت واضح ہے کہ لم یخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اطلعہ علی کل شیعہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اس وقت تک دنیا سے نہیں لے گیا جب تک حضور ﷺ کو ہر چیز کی اطلاع نہیں دے دی گئی۔ ان احادیث کی روشنی میں مجھے کہنے کی اجازت دیں کہ ہم وہ آیات کریمہ پیش کر چکے ہیں جو اس مطلب کی تصریح کر چکی ہیں وہ صحیح احادیث ہیں کہ چکے ہیں جو اس مسئلہ کی وضاحت کرتی ہیں۔ ان تمام حوالوں میں پانچ مغایبات کا بذات خود جانتا کہیں، ہمیں نہیں آیا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی عطاۓ سے یہ پانچ چیزوں کھل کر بتائی گئیں۔ یہ علوم مخصوص بالله نہیں بلکہ مخصوص بخلائق بے عطاۓ خداوندی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علوم کے حاصل کرنے میں کوئی واسطہ ہوتا ضروری ہے۔ حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ابریز میں بتایا ہے کہ ان پانچ مغایبات میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

حضور ﷺ کے امتوں پر غیوب کے انعامات

حضور ﷺ عالم ما کان و ما کون کے مالک ہیں۔ آپ کے امتوں میں سے سات حضرات اقطاب عالم بھی ان پانچ غبوں کو جانتے ہیں حالانکہ یہ اقطاب ساتوں غبوں کے ماتحت ہیں۔ کجا غوث اور پھر کجا وہ حضرات جنہیں ان پانچ علوم کی اطلاع دی گئی۔ پھر کجا سید الانبیاء ﷺ جو سابقہ اور آئندہ علوم پر مطلع ہیں۔

میں یہ کہتا ہوں کہ ساتوں قطب سے وہ ابدال مراد ہیں جو ستر ابدال کے اوپر ہیں اور دونوں اماموں کے نیچے ہیں جو غوث کے دونوں وزیر ہیں۔ ابریز میں مزید لکھا ہے۔ پانچ غبوں کا معاملہ حضور ﷺ سے کسی طرح چھپا رہتا۔ جبکہ یہ حضور ﷺ کی امت کا کوئی صاحب تصرف اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک اسے ان پانچ غبوں کا علم عطا نہ ہو۔

ہم ان مسکریں کو متبرہ کرتے ہیں کہ وہ ان حضرات کی کتابیں پڑھیں ان کی باتیں سنیں اور اولیاء اللہ کی تکنذیب سے بازا آ جائیں۔ اگلی تکنذیب دین کی بر بادی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے مسکریں سے انتقام لے گا۔ أَخَذْنَا اللَّهُ بِعِبَادِهِ الْعَارِفِينَ۔

میں اس شخص کی علمی پتختی پر افسوس کرتا ہوں۔ جو پانچ مغایرات کو اللہ تعالیٰ کے خصوص علوم میں شمار کرتا ہے۔ میں اس کے دعویٰ کی تصدیق نہیں کر سکتا کہ وہ ان پانچ چیزوں کے علم کو اللہ تعالیٰ کے خصوصی علوم میں شمار کر رہا ہے۔ اگر اس کی بات مان لی جائے تو پھر ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے باقی تمام علوم غیریہ تو اپنے انبیاء کرام کو خصوصاً اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھا دیئے تھے صرف ان پانچ چیزوں کو اپنی ذات کے لیے خصوص فرمाकر کسی کو اس کی خبر نہ ہونے دی اور نہ اپنے رسول کو بتائے نہ کسی دوسرے نبی کو۔ یہ بات غلط ہے۔ ورنہ یہ مانتا پڑے گا کہ رسول اللہ ﷺ ان پانچ چیزوں کے علاوہ ان تمام علوم غیریہ جن کا علم رب الارباب کی ذات اور اس کی جملہ صفات جن کو صرف وہی جانتا ہے۔ حضور ﷺ کے علم میں تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی علوم بھی حضور ﷺ کی معلومات کا حصہ تھے۔ مگر ہم اور پہلوان کر آئے ہیں کہ علماء المسند اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی اور صفات غیر متناہیہ پر کسی حقوق کے اختیار کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ وہابیہ کی جہالت ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی شان کو کم کرنے کا تہبیہ کر رکھا ہے اور کمل کر بات کرنے کی بجائے علوم غیریہ کی تعداد اور حدود میں تقسیم کرتے ہیں اور پھر نبی علیہ السلام کے علوم کو بعض علوم کی اصطلاح میں لا کر دجل و فریب کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں کیا ہے

خطیب اور ابو قیم نے دلائل المعرفۃ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے بتایا تھا کہ میں ایک بار حضور ﷺ کے سامنے سے گزری تو آپ نے فرمایا تم تو حاملہ ہو۔ تمہارے پیٹ میں لڑکا ہے۔ جب وہ پیدا ہوتا سے میرے پاس لانا۔ حضرت ام الفضل نے بتایا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے حل کہا؟ کوئی علامت محسوس نہیں ہوتی حالانکہ قریش نے تمام مردوں کو تسمیں دلائی ہیں کہ کوئی غصہ عورتوں کے پاس نہ جائے حضور ﷺ نے فرمایا حسماً والی بات اپنی جگہ ہے مگر میری بات پہنچا ہے!

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ میں اسے اپنا کر حضور ﷺ کی خدمت میں لے گئی۔ حضور نے پچ کے دانے کا ان میں اذان دی۔ باسیں کان میں اقا مت فرمائی۔ اپنالعاب وہن پچ کے منہ میں ڈالا۔ اس کا نام عبد اللہ رکھا اور فرمایا کہ خلفاء کے اس باپ کو لے جاؤ۔ میں نے یہ بات اپنے خاوند حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہی۔ وہ بھی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی مجھے ام الفضل نے یوں کہا ہے۔ آپ نے فرمایا بات پہنچا ہے جو میں نے کہی ہے۔ یہ پچ خلیفوں کا باپ ہے۔ ان میں ایک سفاح تھی خلیفہ ہو گا اور ایک مہدی تھا ہو گا۔

حضرت میربڑی نے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں جو کوئی بھی تھا۔ جان لیا تھا بلکہ اس کی زندگی، اس کی اولاد سے آنے والے خلفاء کے نام بتادیئے جو کئی نسلوں کے بعد آنے والے تھے انہیں جان لیا پشت در پشت آنے والے بھنوں کو جان لیا اور اعلان کر دیا۔ خلیفوں کے باپ کو۔ جاؤ۔ مگر فرمایا سفاح بھی ہو گا۔ مہدی بھی ہو گا۔

حضرت صدیق نے یہ ائش سے پہلے بیٹی کی بشارت دی

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے والد کرم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے غابہ والے مال سے مجھے بیس و سو چھوہارے ہبہ فرمائے اور حکم دیا کہ انہیں درختوں سے اڑوا لو۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے ام المؤمنین سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلا کر کہا: بیٹی! مجھے تم سے دنیا بھر میں کوئی چیز عزیز نہیں۔ مجھے اپنے بعد تھاری غربت کا بہت خیال آتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تھاری زندگی میں بدحالی آئے۔ میں نے جو چھوہارے دیے تھے انہیں ابھی اڑوا لو۔ اگر میرے جیتنے میں تھارے بعذیں میں آگئے تو تھارے ہیں۔ ورنہ ورشہ میں جتنا حصہ آئے گا وہی ملے گا۔ تھارے دو بھائی اور دو بہنیں بھی دارث ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے والد کرم! اگر میرے لیے اس سے دگنا مال بھی ہوتا تو اپنے بھائی بہنوں میں تقسیم کر دیتی۔ مگر مجھے یہ تو بتا میں کہ میرے تو صرف دو بھائی اور ایک بہن ہے۔ مگر آپ دو بہنیں فرمارے ہیں۔ حالانکہ میری تو صرف ایک بھی بہن (اسماہ) ہیں۔ آپ نے فرمایا، بہت خارج کے پیٹ میں حمل ہے اور اس سے پتی پیدا ہوگی۔ اور یہ بات میرے علم میں ہے۔

اس روایت کو ابن سحد نے اپنے "طبقات" میں یوں بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت خارجہ کے پیٹ میں جو کچھ ہے۔ اس کے متعلق مجھے الہام ہوا ہے کہ وہ بھی ہو گی میں جسمیں وصیت کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ حضرت صدیق کے ہاں بیٹی ام کلثوم پیدا ہوئی۔

احادیث میں لکھا ہے کہ عورت کے رحم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشت مقرر ہوتا ہے وہ بچے کی صورت بناتا ہے۔ زار و مادہ کی صورت تیار کرتا ہے۔ خوبصورت اور بد صورت کا نقش بناتا ہے۔ اس کی عمر اور رزق متعین کرتا ہے۔ پھر یہ بھی لکھتا ہے کہ یہ بدجنت ہو گایا نیک نیت۔

خبر کا جہنم

صحیح میں حضرت ہبیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے خبر کی حدیث لکھی گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَاللَّهُ كُلُّ اسْمٍ كُوْلُمْ دِيَا جَاءَهُ گا۔ جس کے ہاتھ پر خبر فتح ہو گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکتا ہو گا۔ اللہ اور رسول اسے دوست رکتے ہوں گے۔ دوسرے دن یہ علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیا گیا حضور ﷺ نے یہ بات قسم افرمائی تھی۔ حضور ﷺ نے دوسرے دن کا یقینی علم تھا کہ کل کیا ہو گا۔

مقام وصال کی خبر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ آپ کا وصال مدینہ میں ہو گا۔ آپ نے انصار کو تجمع کیا اور فرمایا: میری زندگی وہاں ہے جہاں تمہاری ہے۔ میرا وصال وہاں ہے جہاں تمہارا۔ اس حدیث کو مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا گیا ہے۔

معاذ بن جبل کو حضور ﷺ نے اپنی رحلت کی اطلاع دی

جب حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر روانہ فرمایا تو آپ اسی طرح حضور ﷺ نے بہت سے غمی و اقعات جو صدیوں بعد آنے والے تھے کی خبریں دیں جنکوں کی قتوں کی۔ اور سیدنا سعیؑ علیہ السلام کے اتنے کی خبریں دیں، امام مهدی کے ظاہر ہونے، دجال کے ظہور، یا جون و ماجون کی یلغخار، دلبۃ الارض وغیرہ وغیرہ جیسے واقعات کی خبردی۔

نے پوچھا: معاذ تم اس سال کے بعد مجھے دنیا میں نہ سکو گے ہا معاذ انک غسی ان لا
م تلقانی نقد غائبی هذا و لعلک آن تئز بمسجدی هذا و قبری ترجی: تم اس سال کے بعد
مجھے نہ سکو گے مگر یاد رکو تم میری مسجد میں آؤ گے اور میری قبر پر حاضری بھی دو گے۔

اس حدیث مبارکہ کو امام احمد نے اپنی مند میں لکھا ہے اور صحیح مسلم میں حضرت انس
رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک اور حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو
میدان بدر میں اعلان فرمایا۔ اس جگہ فلاں مشک قتل ہو گا اور ہر ایک کے قتل ہونی کی جگہ آپ
نے ہاتھ زمین پر رکھ کر بتائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب شام کو جگ کا
فیصلہ ہوا تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے جہاں جہاں نشان دیا تھا اور جس جس
کافر کے متعلق کہا تھا اس کا لاشہ وہاں پڑا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان لاشوں کو
دیکھ کر حضور ﷺ کے قول کی تصدیق کی تھی۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اپنی شہادت کی رات کو بار بار مکان کے باہر تشریف لے
جاتے اور آسمان کی طرف دیکھتے اور فرماتے خدا کی حکم! نہ مجھے غلط بتایا گیا ہے اور نہ میں غلط
کہتا ہوں۔ یہ وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔

حضور ﷺ کے ایک اور صحابی حضرت اقرع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اور یہ
روایت حسن ہے۔ آپ حضرت ابوالیوب النصاری رضی اللہ عنہ کے ایک آزاد کردہ نام تھے۔
لئے نام تھا کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مصری باغیوں سے پاس جانے کی بجائے
مل کر کے پاس آئے اور کہا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل نہ ہو۔ وہ چانسیں ان سے جمد
کے دنیا سے جانے والے ہیں۔ انہوں نے اکابر امریا۔ چند روز بعد ہم آئے اور انہیں بنا
نہیں قتل نہ کریں یہ پھر روز کے بعد، اصل حق ہو جا میں تھے۔

ہم نے اس سے پہلے لکھا ہے کہ صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے کلام کا بے چاہ سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں اور ان کا پانی سمجھنے سے کم نہیں ہوتا۔ لیکن ہم احادیث کے علاوہ بھی چند واقعات بیان کرنا ضروری خیال کرتے ہیں تاکہ حدیث کو نہ مانے والے کا سینہ پھٹ جائے اور وہ اپنے خیالات سے باز آئے۔

بھجۃ الاسرار اور اس کے مصنف علام

امام اجل عارف افضل ولی اکمل شیخ القراء عمدة العلماء زبدۃ العرفاء سیدنا امام ابو الحسن علی بن یوسف بن جریر الحنفی مصری قدس سرہ جن کی شاگردی کا شرف امام اجل ابو الحسن علی بن محمد بن محمد بن محمد جریری مؤلف "حسن حسین" کو حاصل ہے۔ انکی مجلس میں امام فیض رجال شش العلماء ذہبی صاحب "میزان الاعتدال" نے حاضری دی تھی۔ لہوار اپنی کتاب "طبقات قراءہ" میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور انکی شخصیت کو ہدیہ حسین پیش کیا ہے۔ امام اجل عارف بالله حضرت عبد اللہ بن اسد یافی شافعی رضی اللہ عنہ نے اپنی مشہور کتاب "مرات البیان" میں آپ کو بڑے بڑے خطابات اور القابات سے یاد کیا تھا۔ امام جلیل القدر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "حسن الحاضرہ" میں آپ کو "امام یکما" لکھا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب دل و دماغ کو روشن کرنے والی المعروف بـ "بھجۃ الاسرار و معدن الانوار" میں لکھا ہے۔ اس کتاب کے متعلق شیخ عمر بن الوہاب فرضی حلی نے فرمایا تھا۔ میں نے اس کتاب کو پڑھا تو مجھے ایک بھی بات ایسی نہ ملی جس پر عمل کرنے کو دل نہ چاہا ہوا اور اس پر عمل اے علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "زبدۃ الہاثر" میں لکھا ہے کہ بھجۃ الاسرار ایک بہت جذی کتاب ہے۔ علامہ ذہبی نے جو علمائے حدیث میں برا بلند مقام رکھتے ہیں۔ مصنف "بھجۃ الاسرار" کو ہدیہ حسین پیش کیا ہے۔ وہ علامہ قسطنطینی کی مجلس میں خود حاضر ہوئے۔ ان کا طریقہ تدریس اور سکوت کا روایہ بہت اچھا تھا۔

کرنے پر آمادہ نہ ہوا ہو۔ اس کتاب میں انسُنی، الْأَخِرُ، نَشَرُ الْمُحَاسِنِ اور وُضُعُ الْوِيَاحِين اور کتاب الْإِشْرَافُ جیسی مشہور زمانہ کتابوں میں سے اقتباسات ملتے ہیں۔ ”کشف الطُّفُون“ میں سیدی عارف باللہ جل جلالہ اللہ مکارم انہر خاصی قدس سرہ (جو سید علی بن یعنی کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے) کے اوصاف محتاج تعارف نہیں ہیں۔ آپ نے اپنی مشہور کتاب بہجت میں ایک اور جگہ پر لکھا ہے کہ میں خود جناب غوث الاعظم والحقیر رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ میری آئکم نے حضرت مجی الدین عبدال قادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسا چیز نہیں دیکھا۔

حضرت غوث الاعظم اور غیب کی باتیں

ہمیں شیخ ابن شیخ الْمُجَد مبارک ابن احمد بغدادی حریمی حنبلی نے بتایا کہ انہیں ان کے والد اور انہیں ان کے دادا ابوالْمُجَد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ میں ایک دن شیخ مکارم رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ کا گمراہ خالص پر تھامیرے والد کے دل میں خیال گزرا کاش میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کوئی کرامت دیکھ سکتا۔ حضور نے مسکراتے ہوئے میری طرف التفات فرمایا اور کہا: ہمارے پاس غفریب پانچ شخص آنے والے ہیں ان میں سے ایک گورا سرخ رنگ ہو گا۔ اس کے دائیں رخسار پر ٹل ہو گا آج کے بعد اس کی عمر صرف ۹ ماہ رہ گئی ہے۔ اسے بطن بخیں میں شیر چیر پھاڑ جائے گا اور اسے وہیں سے اللہ تعالیٰ اٹھائے گا۔ دوسرا عراتی ہو گا جس کا رنگ سرخ و سفید ہو گا مگر وہ کاتنا اور لٹکڑا ہو گا۔ ہمارے پاس ایک ماہ زیر علاج رہے گا مگر جانہ نہ ہو سکے گا۔ تیسرا ایک مصری گندی رنگ کا ہو گا۔ اس کے باہمیں ہاتھ کی چھ الکلیاں ہوں گی۔ ہائیں ران پر نیزے کا زخم ہو گا جو اسے تمیں برس پہنچے گا۔

تھا۔ وہ ہندوستان میں تجارت کے لیے نکل جائے گا۔ اُسی تیس سال بعد فوت ہو گا۔ چوتھا شامی ہو گا جس کا رنگ گندی ہو گا۔ اس کی انگلیوں پر گٹا ہو گا۔ وہ حرمیں میں تمہارے گمرا کے سامنے مرے گا۔ سات برس تین ماہ اور سات دن کے بعد اس کی موت واقع ہو گی۔ ایک گورے رنگ کا یمنی صراحتی ہو گا۔ اس کے کپڑوں کے نیچے زنار بندھا ہو گا۔ وہ اپنے ملک سے تین برس سے نکلا ہوا ہے اور وہ اپنا نہ ہب کسی کو نہیں بتاتا۔ وہ مسلمانوں کے حالات معلوم کرنے کی جاسوی کر رہا ہے۔

کچھ ہی وقت گز راتھا کہ یہ لوگ حضرت خوشنع عظیم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ عجمی نے بھنا ہوا گوشت طلب کیا۔ عراقی نے چاول اور لخ کا گوشت مانگا۔ شامی نے شامی سیب کا مطالابہ کیا۔ یمنی نے نیم برش اثٹا مانگا۔ مگر کسی نے اپنی خواہشات دوسرے کو نہ بتا میں۔ ہمارے دیکھتے ہی ان کے خواہش کے مطابق کھانے آگئے۔ وہ کھانے لگے۔

ابوال الجد نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں غور سے دیکھتا رہا۔ ان کے تباۓ ہوئے حلیہ میں ذرہ بھر فرق نہ تھا۔ میں نے مصری سے اس کے پرانے زخم کا دریافت کیا۔ وہ حیران رہ گیا۔ اور کہنے لگا۔ یہ زخم مجھے تیس سال پہلے لگا تھا۔ وہ اپنی اپنی خواہش کے مطابق کھانا کھانے کے بعد انہیں غشی آگئی۔ ہوش میں آئے تو یمنی نے کہا۔ حضرت اس شخص کی کیا تعریف ہے جو صوفیوں کے دل کے بھید جانتا ہے آپ نے فرمایا۔ مجھے معلوم ہے۔ تم عیسائی ہو۔ تمہارے لباس کے نیچے صلیب کا نشان ہے۔ یہ سنتے ہی وہ شخص جنگ مار کر اٹھ کھڑا ہوا اور اسلام قبول کیا۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹا مجھے مختلف مشائخ نے دیکھا تھا۔ انہیں یہ معلوم ہو گیا تھا کہ تم صراحتی ہو اور صلیب باندھے ہوئے ہو۔ مگر انہیں یہ معلوم تھا کہ تم نے میرے پاس آ کر اسلام لانا ہے۔ اس لئے چپ رہے۔ اُسکی وفات ولیٰ ہی ہوئی جیسے شیخ نے تایا تھا۔ اس میں ذرہ بھر

بھی تقدیم و تاخیر نہ ہوئی۔ عراقی ایک ماہ بیمار رہا۔ اور وہاں ہی شیخ کی ایک خانقاہ کے ایک کونے میں مر گیا۔ میں نے خود اس کا جنازہ پڑھا تھا۔ شای میرے پاس حرمیں میں مر۔ وہ میرے دروازے پر گر پڑا اس نے مجھے آواز دی۔ میں باہر آیا۔ میں نے دیکھا کہ وہی شای تھا۔ اسکی موت جس طرح شیخ نے کہی تھی۔ سات برس تین ماہ سات دن کے بعد ہوئی۔

یہ ایک واقعہ ہے۔ جسے کوئی عکنداں ان جھلناہیں سکتا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حضور کے غلام ان غلام ہیں۔ خادمِ خادمان خدام حضور ہیں۔ انہوں نے ایک شخص کے متعلق ۲۷ بہتر غبیوں کا انعام کیا۔ جن میں رازدار ان سینہ، مرنے کی جگہ، موت کا وقت، موت کے اسباب، کل کیا کرے گا، اور اس کے علاوہ کئی غبی چیزوں سے پرده اٹھایا۔ یہ بات بلا شک و شبہ ہے۔

ابوالجہد کے دلی خطرہ سے مطلع ہونا، پھر ان لوگوں کی خبر دینا جو آنے والے تھے۔ پانچ آدمی، ایک بھائی، دوسرا عراقی، تیسرا مصری، چوتھا شامی، پانچوں سینی۔ یہ آنحضرت فیب تھے جس سے مطلع کیا۔ بھائی کے متعلق گیارہ فیب ظاہر کیے۔ وہ گورا ہو گا، اسکے چہرہ میں سرفی ہو گی، اس کے گل ہو گا، اس کے رخسار پر ہو گا، یہ رخسار دایاں ہو گا، گوشت کی خواہش کرے گا، گوشت بنتا ہوا کھائے گا، تو ماہ بعد مر جائے گا، اس کی موت شیر کے پھاڑنے سے ہو گی اور مقام بٹائیں ہو گی۔ اور وہیں فن ہو گا وہاں سے خلیل نہ ہو گا اور سینی سے اس کا حشر ہو گا۔ اسی طرح عراقی کے بارے میں گیارہ فیب ظاہر کر دیئے۔ گورا ہو گا، سرفی جملتی ہو گی، آنکھ میں داش ہو گا، پاؤں میں لٹک ہو گا، بیٹھ چاہے گا، چاولوں کے ساتھ کھائے گا، بیمار ہو گا، ایک ماہ بیماری میں رہے گا، اسی بیماری میں مر جائے گا، یہاں مرے گا، ایک ماہ بعد مرے گا۔

مصری کے متعلق پندرہ غیبیوں سے پرداہ اٹھایا۔ گندی رنگ ہو گا، جھینکا ہو گا، چھپنی انگلی اٹھے ہاتھ میں ہو گی، زخم پورانہ ہو گا، تمیں برس کا پرانا زخم خورده ہو گا، شہد کی خواہش کرے گا، صرف شہد ہی نہیں کھی سے ملا ہوا شہد مانگے گا، وہ تجارت کرے گا، اس کا کاروبار ہندوستان میں ہو گا، بیس سال تک تجارت کرتا رہے گا، ہندوستان میں مرے گا، اس کی موت بیس سال بعد ہو گی۔

شای کے متعلق بھی نوغیب انشاء کے۔ گندی رنگ ہو گا، سیب کی خواہش کرے گا، الکلیوں میں موٹے موٹے گئے پڑے ہوں گے، شای سیب مانگے گا۔ زمین حرم میں مرے گا، اس کی موت ابوالمسجد کے گھر کے دروازے پر واقع ہو گی، وہ سات برس تین ماہ اور سات دن جنے گا۔

یمنی کے بارے میں آٹھ غیب بتائے۔ گورا ہو گا، گندم گوں ہو گا، نصرانی ہو گا، اس کے کپڑوں کے نیچے صلیب ہو گی، اپنے ملک سے مسلمانوں کے امتحان کے لیے نکلا تھا، اسے اس کام میں تمیں سال گزر پچھے تھے، اس نے اپنی نیت چھپا کری تھی، نہ گھروالوں کو خبر نہ شہر والوں کو، اس کی خواہش اٹھا ہو گی، وہ اٹھا بھی نہیں بریاں مانگے گا۔

یہ باسٹھ غیب ہیں۔ جنہیں جناب غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے آنے سے پہلے مطلع کر دیا تھا۔ ان غیبیوں کے علاوہ پانچ مزید غیب بتائے۔ ان میں سے کوئی ایک اپنی خواہش اور مقاصد کے متعلق دوسرے کو مطلع نہ کر سکا۔ پانچ مزید غیب تھے کہ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ ہمیں یہ یہ چیز ملے۔ یہ بہتر ۲۷ غیب جناب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے ظاہر ہوئے۔ فَسَعَانَ الَّذِي أَعْظَمُ، مَا شاءَ مِنْ شَاءَ وَلَهُ الْحَمْدُ۔

کس زمین پر انتقال ہوگا؟

یہ حدیث ابن سکن، ابن مندہ اور ابن عساکر رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ میں بیمار پڑ گیا۔ حضور رحمۃ اللعائیں ﷺ میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ میں نے حضور ﷺ کو دیکھ کر عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ مجھے ذرہ ہے میں اس بیماری سے مر جاؤں گا۔“

آپ نے فرمایا: ”نہیں ایسا نہیں تم زندہ رہو گے۔ شام کی طرف بھرت کر دے اور فلسطین میں ایک نیلے پرموت آئے گی۔“

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے دور خلافت میں ان کا انتقال ہوا تھا اور مrtle میں دفن ہوئے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے مصریوں کو فیب سے مطلع کر دیا

اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے مصریوں سے فرمادیا تھا کہ جب تم سات برس تک حسب دستور بھتی باڑی کرتے رہو گے۔ سات سال کے بعد ایک وقت آئے گا کہ لوگ بارش سے مالا مال ہو کر فصلیں اگا میں گے۔ پھر سات سال تک بارش بند رہے گی اور فقط پڑے گا۔ پندرہ سال بعد اتنی بارش ہو گی کہ انگور کی بیتلیں زمین سے پھوٹ پھوٹ جائیں گی۔ انگوروں کے شیرے سے لوگ سیراب ہوں گے۔

میں ان واقعات کی جزئیات سناتا جا رہا ہوں، حالانکہ ایسے واقعات کا تو قطار دشمار ہی نہیں ہے۔ ایسے واقعات قیامت تک رونما ہوتے رہیں گے۔ خصوصاً پانچ چیزوں کا علم اللہ نے اپنے بندوں کو ایسا عطا فرمایا ہے کہ ثبوت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اہل عقل و دانش کسی تک کا انہما نہیں کرتے۔ یہ سارے غیوب تلوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور لوح محفوظ

سے ملائکہ اور اولیاء بھی واقف ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام اور خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام کا تو مقام ہی ارفع و اعلیٰ ہے۔ آپ کے ان کمالات کا انکار وہی کرتا ہے جو عقل و ایمان سے محروم و محبوب ہو۔

لوح بنین ہے

اللہ تعالیٰ نے لوح کی تعریف بنین کے لفظ سے فرمائی ہے وَكُل شَيْءٌ فِي إِيمَانِ
بَنِينَ (بیت: ۲)۔ بنین وہ چیز ہوتی ہے جو واضح ہو، ظاہر ہو، کوئیابہام نہ پایا جائے۔ اگر لوح محفوظ مخلوق خداوندی سے غائب ہو تو کیا بات لوح بنین ہے۔ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ لوح محفوظ ایسی چیز ہے جس میں آسمان و زمین کے تمام غیوب محفوظ ہیں۔ تو کوئی ایسا غیب نہیں جو کتاب بنین میں نہیں ہے۔ امام بغوی نے ”معالم التنزیل“ میں لکھا ہے کہ لوح محفوظ میں ہر غیب موجود ہے۔ امام نسقی نے ”مدارک التنزیل“ میں لوح بنین لکھا ہے اور ملائکہ لوح محفوظ کو دیکھتے ہیں جو روشن ہے، ظاہر ہے، واضح ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ مرقات شریف میں لکھتے ہیں ”ما کان و ما یکون“ کے تمام علوم لوح محفوظ میں ثبت ہیں۔ دوسرے لفظوں میں تمام اشیائے عالم لوح محفوظ میں تحریر ہیں۔ قرآن پاک کی آیات کے نزول کے وقت یہ تمام نقوش لوح محفوظ پر جیب کرم ﷺ پر وارد ہوئے لوح ایک متناہی علوم پر مشتمل ہے۔ اور ایک متناہی غیر متناہی کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ لوح میں وہی چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔ جو روز اول سے قائم قیامت تک ہونے والی ہیں۔ لہذا میرے نزدیک ایسی کوئی دلیل نہیں کہ مغیبات ما کان و ما یکون اس میں داخل نہ ہوں۔ اگر واقعی تعین وقت کا علم لوح محفوظ میں ہے تو یقیناً ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے واقف ہیں

لـ لوح محفوظ است پیش اولیاء۔ روی

اور اگر یہ بات مان لی جائے کہ ان علوم کو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے علیحدہ رکھا ہے۔ تو پھر قرآن کی آیات سے استدلال نہیں بنتا اور دونوں طرح کا احتمال رہے گا۔ یہ بات یقینی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم صرف لوح محفوظ تک ہی محدود نہیں۔ لوح محفوظ تو حضور ﷺ کے علم کے سندروں کی ایک موج ہے۔ آپ کے بھر بے کنار کی ایک نہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرا ایمان ہے کہ سوی الساغۃ علی خلاف فیہا۔ جس طرح میں علم کا یقین نہیں کرتا۔ علم کی نئی پر یقین نہیں رکھتا میں تو وہی کہتا ہوں جو علامہ امام افتازانی نے اپنی شرح عقائد میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض برگزیدہ انبیاء کرام کو علوم غیبیہ پر آگاہی فرمادی ہے اور یہ عقیدہ یقینی ہے، لیکن علوم عطاء اور علوم غیبیہ کا عقیدہ یقینی ہے۔

امام قسطلانی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور اولیاء کو اپنے غیوب سے مطلع فرمایا تھا۔ غیوب خسے سے اپنے حبیب کرم ﷺ کو واقف فرمادیا تھا۔ ہم عنقریب اس موضوع پر علامہ شبوری، علامہ شتوانی اور حضرت عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کی روشن آراء پیش کریں گے۔ پھر اس موضوع پر علامہ مدفنی اور علامہ فاضل عارف عثمانی جیسے حلیل القدر حضرات کے خیالات کی تصریح پیش کر دیں گا اور ان کے دلائل قاطع کی روشنی میں ٹابت کر دیں گا کہ مولا تعالیٰ نے اپنے حبیب کرم ﷺ کو علوم غیبیہ عطا فرمادیے تھے۔ پھر یہ بھی بتاؤں گا کہ ملاجک کو لئے صور کا علم و قوع قیامت سے پہلے ہی عطا فرمادیا گیا تھا اور اس مقدمہ پر امام فخر الدین رازی کے دلائل پیش کر دیں گا۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ تمام مخلوقات کو حضور ﷺ کے دیلے سے علوم عطا ہوئے ہیں اور ہر حیم کے علم کا سرچشمہ حضور ﷺ کی ذات کریمہ ہے۔ یہ بات بھی ملے شدہ ہے کہ جو علم دناتا ہے اسے خود عالم اور انہم ہوتا ضروری ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم کو قبل قیامت

کا علم ہونا اور ازال وابدک کے علوم کا ماہر ہونا آیات اللہ کے منافی نہیں ہے۔ پھر ان علوم سے جو حضور ﷺ نے تقسیم فرمائے ہیں۔ بڑھ کر حضور ﷺ کا عالم ہونا بھی آیات کے منافی نہیں ہے تو ہم اس تجھ پر پہنچ کر حضور ﷺ کے تمام علوم اعلام الہی سے ہیں تو اب یہ بات خود بخود ذہن میں چکٹ اٹھتی ہے کہ حضور کو ان پانچ چیزوں کا علم تو دیا گیا مگر انہیں چھپانے کا حکم دیا گیا تھا۔

بلاشبہ یہ دونوں اقوال اور نظریات علماء کرام کے ہاں پائے جاتے ہیں اور جلیل القدر آئندہ نے ان اقوال اور نظریات کو روشنیں کیا بلکہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم مصطفیٰ پر ایک پورا باب اپنی شہرہ آفاق کتاب 'خاصائص کبریٰ' میں پر دلکم کیا ہے اور اس میں علمائے کرام کے ان نظریات پر تبصرہ فرمایا ہے کہ آیا حضور ﷺ کو علم خوبی عطا فرمایا گیا علم ساعتہ علم روح بھی دیا گیا تھا۔ حضور ﷺ کو اس کے چھپانے کا حکم دیا گیا۔

حضرت علامہ محمد ابن سید علامہ عبدالرسول برزنی مدفن رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الاشاعة لاشراط الساعۃ میں دونوں نظریات کا ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا کہ چونکہ امر ساعۃ سخت تھا اور اس کے علم کو اپنے لیے خاص کر لیا اور مخلوق میں سے کسی کو نہ بتایا۔ صرف نبی اکرم ﷺ کو تعلیم فرمایا اور ساتھ ہی دوسروں کو خبر دینے سے منع فرمایا تاکہ قیامت کا ذر اور بزرگی قائم رہ سکے۔ فرمایا: زَعْلَنَهَا النَّبِيُّ۔ اور اسے حضور کو تعلیم دی گئی، لیکن اگر اس کو اور پڑھا جائے تو علامہ فرماتے ہیں کہ اسے یقیناً حضور کو سکھا دیا گیا تھا۔ انہوں نے اسی قول کو پسند فرمایا۔

اس سلسلہ میں وہابیہ نے ایک رسالہ لکھ کر حضرت موصوف کے نام شائع کر دیا اور اس میں حضور ﷺ کے علوم پر بحث کر کے لوگوں کو دھوکا دیا۔ مگر جب نظریات سامنے آئے تو وہابیہ لا جواب رہ گئے۔ وہابیہ کی عادت ہے کہ جب انہیں دلائل دیئے بغیر انہیں پڑتے تو

جملی کتابیں شائع کر کے عام کر دیا کرتے ہیں اور مجاهدین فی الکذب بن کر سامنے آتے ہیں۔ ایک وقت کے لیے یہ لوگ عادیین صادقین اور مصدقین کے قول کے برابر لے آتے ہیں مگر ایک وقت آتا ہے ان کے جھوٹ کی قلعی کھل جاتی ہے۔ یہ لوگ اپنے خیالات فاسدہ کی نسبت کبھی تو مطاعلی قاری کی طرف کر دیتے ہیں۔ کبھی ابن کثیر کی طرف کبھی علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اور کبھی علامہ سیوطی کے رسالہ السکھف عن مجاوزۃ هذه الامة الاسف کے صفحہ ۲۲ کو نقل کر کے بڑھاتے ہیں۔ حالانکہ یہ افتراء ہے امام احمد بن حنبل پر اور جھوٹ ہے امام جلال الدین سیوطی پر۔ اس طرح یہ علامہ مطاعلی قاری پر افتراء باندھتے ہیں۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ کے اقوال کا خلاصہ کر دیا گیا ہے۔ پانچ سو کے اور ہزار کے پھر علامہ قاری کے خلاف بھی کھلکھل جھوٹ بولتے ہیں۔

لوح محفوظ کی باتوں کی تعلیم قبل از وقت اور واقیت میں حکمت یہ ہے کہ ایمان اور تصدیق میں اضافہ ہو گیا اور ملائکہ جان لیں کہ مدد کا مستحق کون ہے اور نہ مدت کا ذمہ دار کون ہے اور ہر ایک کا مقام پہلے ہی معلوم ہو جائے۔

شah عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں ذکر کیا ہے کہ لوح محفوظ کے علوم پر واقف ہونے سے یہ مراد ہے کہ جو باتیں واقعہ میں ظاہر ہونے والی ہیں۔ ان کا علم پہلے ہی عطا فرمادیا جائے خواہ لوح کی تحریر دیکھ کر ہو یا فضل خداوندی سے مطلع کر دیا جائے۔ اس کے نقوش کا مطالعہ کریں اور اکثر اولیاء اللہ کے احوال سے ثابت ہے کہ وہ نقش لوح کا مطالعہ کرتے تھے۔

عینی فی اللوح المحفوظ

امام فاطمی اور در برے آئندہ کرام نے رسول اکرم ﷺ کے بیٹے غوث الحنفی
غیاث الحنفی سیدنا غوث عظیم ابی محمد عبد القادر الحنفی والحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ سے یہ سند
صحیح روایت ہے کہ حضور غوث پاک فرمایا کرتے تھے کہ "عینی فی اللوح المحفوظ" میری
آنکھ ہمیشہ لوح محفوظ پر گلی رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر کو اپنے حکم سے حکمت والے کام تقدیم کر دیتا ہے۔ اس سے ثابت
ہوا۔ قیامت کے علم کے علاوہ چار علوم قیامت سے پہلے ہی فرشتوں میں باہت دیئے گئے ہیں
کیونکہ فرشتوں نے مدابیر کرنا ہوتی ہیں۔ اسی طرز اسرافل عیہ السلام قیامت سے قبل ہی
اپنے فرانض لغت صور سے آگاہ کر دیئے جاتے ہیں تاکہ حکم ملت ہی صور پھونک سکیں۔ اسرافل
نے ایک پر اس وقت سرگمیوں کردیا تھا جب حضور نبی کریم ﷺ دنیا پر تشریف لائے۔ وہ راپ
اس وقت گرامیں گے جب صور پھونکنے کا حکم ہوا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں مجھے جنکی کیے
آئتا ہے جب صور پھونکنے والے نے صور اپنے منہ میں لے لیا ہے۔ اب وہ ارشاد خداوندی
پر کان لگائے بیٹھا ہے اور حکم کے نازل ہونے پر ما تھا جھکائے بیٹھا ہے۔ یہ حدیث ترمذی
شریف میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھی گئی ہے۔ وہ فرشتہ اپنے دلوں
زانوں پر کھڑا ہے۔ اسرافل اس کے پر پنگاہ جھائے کھڑے ہیں جو ابھی پھیلا ہوا ہے۔
جب وہ اس لذت کو گرامیں گے تو یہ صور پھونک دے گا۔ صور پھونکنے کی اجازت اور قیام قیامت
میں ان کے پر گرانے کا فاصلہ ہے۔ یہ ایک جنبش ہے تو جنمش تو زمانے میں ہوتی ہے تو بات
ضروری ہے کہ قیامت کے واقع ہونے سے پہلے انہیں علم ہو۔ خواہ یہ علم ایک لوہ پہلے ہو یا
بزاروں سال۔ جب یہ بات ایک مقرب فرشتہ کے لیے واجب ہے تو اپنے بیارے جیب
بلڈر پر کے لیے کون سی محال چیز ہے۔ ان کے لیے یہاں ممکن بات نہیں کہ قیامت کے قیام سے

دو ہزار سال پہلے آپ کو علم دیا جائے اور حضور کو حکم ہو کر دوسروں کو نہ بتایا جائے۔

معزلہ انہیں آیات کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے اولیاء اللہ کی کرامات سے انکار کرتے ہیں۔ علامہ نے "شرح مقاصد میں" معزلہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہاں غیب عام نہیں ہے بلکہ مطلق ہے۔ یا ایک معین ہے یعنی قیامت کا وقت اور اس پر آیت مبارکہ عالم الغیب قلا نظہر علی غیبہ۔ میں قریبہ موجود ہے۔ اس میں قیامت کا ذکر ہے اور یہ ہامکن نہیں کہ بعض ملائکہ، بعض انسانوں خصوصاً بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو اس کا علم دیا گیا

۔۶۸

یہ بات طے شدہ ہے کہ رسولوں کو علم غیب دیا گیا ہے۔ مگر اولیاء اللہ کے بارے میں حقائق آراء ہو سکتی ہیں۔ امام قسطلانی نے "رشاد الباری شرح صحیح بغدادی" میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی۔ ہاں اس کے پسندیدہ رسول جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو غیب کے دروازے کھول دے گا۔ ولی اللہ رسول کا تابع ہوتا ہے اس سے علم حاصل ہوتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی کے والد محترم شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے تفہیمات الہیہ میں اپنا حال تحریر کیا ہے کہ انہیں خاص واردات میں وہ وقت دکھایا گیا تھا جب قیامت قائم ہو گی ۱۔ یہ دلیل کتاب لکھتے وقت ہر دو ہن میں آئی مگر کچھ لوں بعد تفسیر کیر کا مطالعہ کر رہا تھا۔ تو آئے کریم عالم النبی فلا نظہر علی غیبہ احمد (العن: ۲۹) کی تفسیر ہے ہے ہوئے دیکھا کہ وقت قیامت کسی پر صرف ۰ نہ کیا جائے کاگر الامن أرثضی من رسول (العن: ۳۷) "مگر اس پر ظاہر کرے گا جس رسول پر وہ راضی ہو گا۔" قرب قیامت کے واقعات قرآن پاک میں یہاں کہے گئے ہیں۔ جس دن آسمان پھٹ جائے گا۔ پھر اڑنے لگیں گے۔ ملائکہ اس وقت جان لیں کہ قیامت آجی ہے۔ مجھے انسان اڑنا زیادہ قوی ہو گیا۔ فنسا مبل نظہرہ۔ کافی ہے۔ (احمد رضا خان۔ مدینہ منورہ)

آسمان پھٹ جائیں گے، مگر جب عالم بیداری میں آئے تو آپ کو یہ واقعہ یوں محسوس ہونے لگا جیسے خواب تھا۔ جب ایسے اولیاء اللہ ایسے حالات سے واقف کر دیئے جاتے ہیں تو سماں اللہ نبی کریم کجا اور آپ کا علم کجا۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ 'شرح فتوحات البیہی' میں لکھتے ہیں اور پھر اپنی دوسری شرح 'فتح المکتب' کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ قیامت کا علم حضور سرور کائنات سیدینا مسیح کو ہے۔ پھر بات یہ ہے علماء کرام کے ایک طبق نے فرمایا ہمارے نبی کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنے پاس بلا یا جب پوشیدہ چیزیں آپ پر ظاہر کر دیں۔ ہاں حضور مسیح علیہ السلام کو بتانے یا نہ بتانے پر حکم بھی تھا اور اختیار بھی تھا۔

عثادی نے صلاۃ میں حضرت سیدی احمد کبیر بدرا نے اپنی شرح میں اس قول کو صحیح قرار دیا ہے۔ یہ تمام انوار ہیں اس ارشادِ اللہ کے کہم نے آپ پر قرآن ااتارا، ہر چیز روشن کر کے بیان کی۔ حق قرآن کے نور سے چک انہا جس طرح سورج کے چہرے سے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ اب ہمیں ضرورت نہیں کہ پانچویں غیوب کی جزئیات پر گفتگو کریں جو اولیائے کرام سے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ یہ دو سند رہے جس کان کنارہ معلوم ہے نہ گھرالی۔ اگر ہم آنے لگیں تو کسی کنارے پر نہ پہنچ سکیں گے جسے قرآن کی آیات شفاذہ بخش اسکی یاد ریاں کہاں ختم ہو سکتی ہیں۔

نَسَأَ اللَّهُ الْعَفْوَ وَالْعَافَةَ وَعَلَى الْعَيْبِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

دوسرا حصہ

اس حصہ میں مولانا سلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "اعلام الاذکیاء" میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے القابات الاول والآخر والظاهر والباطن پر اعتراضات کرنے والوں کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

هُوَ الْأَوَّلُ وَالآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالبَاطِنُ ط

الحمد لله! (سابقة صفحات سے) حق ظاہر ہو گیا۔ صحیح صورت حال واضح ہو گئی۔ آفتاب ہدایت، بے حجاب ہو کر درخشاں ہو گیا۔ یہ تمام ہم پراللہ کا فضل ہے۔ دوسرا ے لوگوں پر بھی اللہ کا احسان ہے مگر اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

جو شخص اس احرار العباد کی تحریروں کو بغور مطالعہ نظر کرے گا وہ ضرور فائدہ حاصل کرے گا۔ قلب و نگاہ سے ان تحریروں پر غور کرنے والا ان ہشت دھرموں کے تمام اعتراضات کا جواب سامنے پائے گا۔ تکریار کھواں موضوعات پر تصریح و بیان زیادہ نفع بخش ہوتا ہے۔ لہذا ہم ان اعتراضات کا علیحدہ علیحدہ جواب لکھنے کی کوشش کریں گے۔

ایک سوال۔ ایک جواب: معتبرین ایک عبارت پیش کرتے ہیں جو حضرت فاضل ابوالذکار مولا ناسلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "اعلام الاذ کباء" "مطبوعہ ہندستان" کے آخر حصے میں موجود ہے۔ آپ نے لکھا ہے:

وَصَلَى اللَّهُ عَلَى مَنْ هُوَ الْأَوَّلُ وَالآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ط
(سورہ نبی اسرائیل)

ترجمہ: اللہ درود بیجے اس پر جو اذل بھی ہیں آخر بھی ہیں ظاہر بھی ہیں اور باطن بھی اور وہ ہر چیز کے جانے والے ہیں۔

میں ان معتبرین کے جواب میں وضاحت کروں گا کہ مصنف علام نے یہ رسالہ میرے پاس بھیجا تھا اور استدعا کی تھی کہ میں اس پر تقریباً لکھوں۔ میں نے اس پر ال الفاظ

: میں تقریظ لکھی تھی:

"زید کا قول حق اور صحیح ہے۔ بکر کا زعم مردود و قطع ہے۔ بے شک اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام "اولین و آخرین" کا علم عطا فرمایا تھا۔ مشرق سے مغرب تک عرش سے فرش تک سب کا سب جہان آپ کو دکھادیا گیا۔ ملکوت السموات والارض کا شاہد بنا یا۔ روزِ اذل سے آخر تک کا تمام "ما کان و ما یکون" کا عالم بنا دیا۔ اس موضوع پر فاضل مجیب (سلی اللہ علیہ الرحمۃ الرحیم) نے ضروری تفصیل سے بیان فرمایا تھا۔ اگر کسی کو یقین نہ ہو تو قرآن عظیم شاہد و عدل اور حکم فصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
وَنَزَّلَنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ هُنْدَىٰ

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر وہ کتاب نازل فرمائی ہے جو ہر چیز کا روشن بیان کرتی ہے۔

اس دلیل کے آخر تک میں نے مفصل تقریظ تحریر کی۔ اس تحریر سے عام سے عام شخص ہو یا کوئی عالم فاضل وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ میں نے اپنی تقریظ میں صرف اتنی سی بات کا ذمہ لیا تھا کہ جو دلائل فاضل مصنف نے پیش کیے ہیں وہ بقدر ضرورت کافی ہیں اور اس میں رسالہ کے لفظ لفظ پر نظر نہیں ڈالی گئی تھی۔ جس طرح اس میں دعا ی کو اپنی عبارت میں علیحدہ ذکر کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص عقل و تمیز کے ساتھ علماء کی مجالس میں رسائی رکھتا ہے اسے معلوم ہے کہ تقریظ اور صحیح کرنے والے میں کیا فرق ہوتا ہے؟ تقریظ لکھنے والا اگر یوں لکھے کہ میں نے رسالہ یا فتوی اول سے آخر تک غور و تامل کے ساتھ دیکھا ہے۔ جیسے گنگوہی نے "براصین قاطعہ" کی تقریظ میں لکھا تھا تو وہ اس رسالہ یا فتوی کی صحت و نقص کا ذمہ دار ہوتا ہے اور اس طرح کتاب میں لکھے جانے والے تمام موضوعات و تصریحات کا تقریظ کرنے والا بھی ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کتاب کے تمام معانی و عبارات تقریظ کرنے والے کے مؤیدہ مصہد تھے۔

ہوتے ہیں لیکن اگر یوں لکھا جائے کہ ہم نے اس کتاب کو مختلف مقامات سے دیکھا اور ہم اسے مفید سمجھتے ہیں اور پھر اس کی تعریف و تحسین کردی مگر اس کے طرز ہزارش، اسلوب ہزارش، دلائل روشنی الفاظ و معانی کے بارے میں سکوت اختیار کی ہے اور کسی حکم کا اقرار یا انکار نہیں کیا اور فتویٰ پر صرف یہ لکھ دیا کہ "حکم صحیح ہے۔" اگرچہ بعض مقامات پر ناپسندیدہ الفاظ بھی ہوتے ہیں صرف حکم کو عیّن صحیح بتایا تھا اگر لفظ شخص زیادہ کر دیا تو یہ رائے کتاب کے شخص کی ذمہ دار ہو گی۔ ہاں اگر مُضطجع ہیں نے اپنے الفاظ میں دلائل کی صحیح کردی تو اس کے دلائل کی بھی اس کی ذمہ داری ہو گی۔ اگر ایسے تقریبیاً لکھنے والے اور سمجھنے والے بعض مقامات پر الفاظ و معنی کی صحت کردی۔ الفاظ میں کسی بیشی بھی کی اور ان الفاظ کی درستگی کا تذکرہ بھی کیا تو اس کو کتاب کے تمام مطالب اور معانی کی ذمہ داری قبول کرنا ہو گی۔

اگر کسی سمجھنے یہ لکھا کر آپ کا خارج اور زائد الفاظ پر کیا گمان ہے جنہیں کسی دلیل سے کوئی تعلق نہیں، نہ دعویٰ سے کوئی واسطہ ہے تو عامانہ طریقہ سے تو ہم تقاضا کریں گے کہ تقریبیاً لکھنے والے نے زائد باتوں کی طرف خاص توجیہ نہیں دی۔

یہی بات میرے ساتھ ہوئی۔ مجھے یاد نہیں کہ اس کتاب کے اصل مسودہ کا لفظ لفظ کیا تھا۔ مگر مؤلف کا عربی ترجمہ جو اس کے معروف خط میں لکھا ہوا تھا جس خط میں ان کے دوسرے رسالے یافتہ ہی آتے ہیں۔ اس میں یوں لکھا ہے:

"درود بھیجے جو اول و آخر، ظاہر و باطن اور ہر چیز کا دانا ہے ان پر جو اس آئیے کریں کے مظہر ہیں وہی اول و آخر وہی ظاہر و باطن اور وہی ہر چیز کا دانا ہے۔" اس بات پر کسی شخص کو وہم نہیں ہو سکتا۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ مطبع میں جا کر کتاب یا سمجھنے مظہر کا لفظ من سے بدل دیا ہو۔ اسی طرح کاتب نے میری تقریبیاً میں جہاں "محمد" کا لفظ تھا وہاں "مجموع" کا لفظ دیا ہوا رہا۔

ہو۔ اگر کوئی اسکی غلطی میں ہے تو بہتر۔ ورنہ ہم فرض کر لیں گے کہ اصل عبارت اسکی ہی ہے جیسی چیزی ہے۔

میں مجیب کو جانتا ہوں۔ پچھانتا ہوں۔ وہ عالم ہیں نئی العقیدہ ہیں۔ صحیح المسک ہیں۔ بد نہ ہوں، معاندوں کو زخم لگانے میں مشاق ہیں۔ وہ اپنے بھائیوں کا کلام حقی المقدور بہتر سے بہتر انداز میں بیان کرتے ہیں۔ مجھے اہل ایمان کی بھائیوں سے امید ہے کہ وہ اس معاملہ کو بہتر تاویل دو جیسے دیکھیں گے مگر جن لوگوں کے دل میں کھوٹ ہے۔ وہ محروم رہیں گے اور طرح طرح کی باتیں بنائیں گے۔

دوسرا جواب: بعض لوگوں کو اس آیتے کریمہ میں لفظ من اور من (سکون نون اور پتشدید نون) میں اشتبہا پیدا ہوا ہے۔ وہ من کو اسم موصول بنا کر پڑھتے ہیں۔ وہ آمن (پتشدید نون) آیتے کریمہ کی طرف مدافف کر کے نہیں پڑھتے۔ جس سے یہ معانی ظاہر ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان پر درود نصیحے جو اس آیتے کریمہ کی نعمت ہیں۔ وہ حضور نبی کریم محمد رسول اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو فرمایا: الَّذِينَ بَذَلُوا نَفْعَةً اللَّهِ أَنْهُوْنَ نَّتَوَلَّ اللَّهُ تَعَالَى كی نعمت کو بدلتے دیا۔

حضور نبی کریم نعمت اللہ ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس آیتے سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن کی مت ہیں۔ اس آیتے کریمہ کے اپنے خاص مقام پر خصوصی معانی یہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ صاحب کو رحمتیں آخڑیں۔ مگر تمام جہان سے اول ہیں۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات کو اپنی آنکھوں سے تخلیق ہوتے دیکھا۔ آپ تمام پیغمبروں سے بعثت میں آخر ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر جتنے علوم نازل فرمائے تھے حضور ﷺ ان تمام علوم کے جامع تھے اور حضور ﷺ کے معجزات سے ظاہر ہوتے رہتے اور پھر حضور ﷺ سے غیب کی خبروں کا ظاہر ہونا بھی

کمالات نبوت سے ہے۔ حضور ﷺ اپنی ذات گرامی سے باطن ہے اپنے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسکی صفات کے مظہر ہیں۔ حضور ﷺ روز اول سے آخر تک جو پچھے ہوا اور جو پچھے ہو گا اپنے اللہ تعالیٰ کے ہتھے سے ایک ایک چیز کو جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے جسیب پر ان پانچ سالے حصی کی جگلی فرمائی۔ اور حضور پر احسان فرمایا۔ جس طرح ہم پر حضور ﷺ کو مجموعت فرمائی جگلی فرمائی۔ اس لحاظ سے اس آئیہ کریمہ کے مفت ہے۔

حضور ﷺ کے اسماء مبارکہ: اس میں شک نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بعض اسماء مبارکہ سے موسم ہیں۔ ہمارے والد مکرم قدس سرہ المعنی نے اپنی کتاب سلطاب ”سرور القلوب فی ذکر الحبوب“ میں حضور ﷺ کے سرخھ اسماء مبارکہ لکھے ہیں۔ ہم نے اپنی تالیف ”کتاب الفردوس من الاسماء الحسنی“ میں بھی ایک معقول تعداد کا اضافہ کیا ہے۔ پھر جن محدثین نے حضور ﷺ کے ان اسماء مبارکہ کو روایت کیا ہے اور جہاں جہاں سے وہ نام اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کو عطا فرمائے ہیں اس کے حوالے دیے گئے ہیں۔ ”المواهب اللذینیة“ اور اس کی شرح از علماء زرقانی کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں یہ تمام اسماء مبارکہ ملتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک نقش حدیث بیان فرمائی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے خدمت القدس میں حاضر ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں یہ چار اسماء گرامی پیش کیے۔ پھر ہر ایک نام کی تشریع اور تفصیل بیان کی اور ہر ایک کی وجہ بھی بیان کی۔

”اسماء بھی“ سونی برکت علی صاحب سالار دہلی ۲۳ جوئی ۱۹۹۶ء نے چار حصیمہ اور خوبصورت جلد دوں پر مشتمل ایک کتاب شائع کی ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہزار اسماء گرامی جمع کیے ہیں۔ (فاروقی)

علام ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے "شرح شفاء شریف" میں لکھا ہے کہ تمسانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور سلام کرنے کے بعد کہا: "تم پر سلام ہو، اسے اول! تم پر سلام ہواے آخر! تم پر سلام ہواے ظاہر! اور تم پر سلام ہواے باطن"۔ میں نے ان خطابات کو سننے کے بعد کہا: یہ خطابات تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: بیٹک یہ اوصاف صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں مگر اس نے آپ کو اپنے یہ اوصاف عطا فرمائے۔ فضل سے نوازا ہے اور تمام انبیاء و مرسیین کے علاوہ آپ کو ان اوصاف سے مشفف فرمایا ہے۔

آپ کے لیے اس نے اپنے ناموں سے نام تجویز فرمائے اور اپنی صفات سے آپ کی صفت بیان فرمائی ہے۔ آپ کا نام "اول" رکھا کیونکہ آپ پیدائش کے لحاظ سے اول الانبیاء ہیں، آپ کا نام "آخر" رکھا کیونکہ آپ زمانے کے لحاظ سے آخر الزماں رسول ہیں۔ آپ کی اپنی امت اور سابقہ انبیاء کی اتنیں آپ کے بیچھے ہوں گی۔ آپ کا نام "باطن" رکھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ سرخ نور سے عرش کی پیشانی پر لکھا۔ آپ کے والد جناب آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ہی آپ کا ام گرایی عرش الہی پر گونج رہا تھا۔ مجھے ختم ہوا ہے کہ آپ پر درود وسلام پیش کروں۔ اور میں درود وسلام پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ہزار باریں بعد آپ کو معموث فرمایا۔ آپ بشیر بھی ہیں اور نذر بھی۔ آپ کو تمام ادیان عالم پر ظاہر اور غائب فرمایا۔ آپ کی شریعت تمام مذاہب عالم پر ظاہر کر دی گئی۔ آپ کو زمین و آسمان کی تلوقات پر فضیلت ہی گئی۔ آپ کا

اطاعت گزارو، ہی ہو گا جو آپ پر درود بھیجے گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمود و جل: آپ کارب مجدد ہے آپ محمد ہیں۔ آپ کارب اول ہے آخر ہے ظاہر اور باطن ہے۔ آپ بھی اول ہیں آخر ہیں۔ ظاہر ہیں اور باطن ہیں۔ یہ بات سن کر حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کی جس نے آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی۔ حتیٰ کہ اپنے اسماء و صفات سے متصف فرمایا۔

سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب "درة الغواص" اور "جوہر الدرر" میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی شان بے مثال اور بے نہایت ہے اور راز میں جامع اور مظہر میں لامع ہیں۔ آپ ہی اول ہیں آپ ہی آخر ہیں آپ ہی ظاہر ہیں آپ ہی باطن ہیں۔

ہم نے اس بحث کو اس جملہ پر روکا تھا کہ اللہ تعالیٰ درود بھیجے ان پر جواب ہیں، آخر ہیں، ظاہر ہیں اور باطن ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا دانا اور جانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **وَلِكُنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ الْبَيِّنَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ط** (سورۃ الاحزاب) اگر آپ ان آیات الہیہ کے حقائق پر بحث کریں تو میں واضح کروں گا کہ ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا۔ روشن قرینہ یہ ہے کہ یہ ضمیر حضور ﷺ کیلئے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس موضوع پر مزید وضاحت فرماتا ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِتَؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُغَرَّرُوهُ وَتُنَقَّرُوهُ وَتُسَبَّخُوهُ بُكْرَةً وَأَصْبَلَأَنْطَ (سورۃ الفتح)

ترجمہ: بیشک ہم نے آپ کو ایسا رسول بنا کر بھیجا جو حاضر بھی ہے، خوش خبری دیتا ہے اور ذرستا نکا عشق دستی میں وہی اذل وہی آخر وہی قرآن وہی فرقاں وہی یہسیں وہی ظاہر۔ (علامہ اقبال)

ہے۔ تاکہ اے لوگو! تم ایمان لا و اللہ پر اس کے رسول پر۔ رسول اللہ کی تعظیم کرو۔ تو قیر کرو اور اللہ کی تسبیح کرو صحیح و شام۔

تَعْزِيزُهُ وَتُؤْفِرُهُ کی خبریں رسول اللہ ﷺ کی طرف ہیں اور **نَسْخَوَةٌ** کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے یہی وجہ ہے۔ قاری حضرات **شُوَّافُرُوہ** پر پہنچ کر رک جاتے ہیں۔ وقف کرتے ہیں اور اس سے ضمائر پر کسی قسم کے انتشار کا شبہ نہیں ہوتا کیونکہ پا کی تو اللہ کی ذات کے لیے ہے اور تسبیح بھی اسی سے مختص ہے۔ اس صفت کو نبی کریم ﷺ سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اسے صرف اللہ ہی کی طرف منسوب کیا جائے گا۔

جواب چہارم: ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مصنف نے بقول آپ کے تمام ضمیریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے منسوب کر دی ہیں مگر ہم کسی کی نیت اور دل کے ارادوں پر حکم نہیں لگا سکتے۔ صرف اتنی بات پر معنی پہنانا کہ کسی کو کفر کا حکم لگانا اور مصنف کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا کمال انصاف ہے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور ﷺ کے علمیں ہونے پر کسی مسلمان تو کیا کسی کافر کو بھی اختلاف و انکار نہیں۔ جسے حضور ﷺ کے احوال سے معمولی واقفیت بھی ہو وہ حضور ﷺ کے علمیں ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ رہایہ مسئلہ کہ کل کا لفظ استعمال نہ کیا جائے تو میں اس ضمن میں عرض کروں گا کہ قرآن کریم نے متعدد مواقع پر کل کا لفظ استعمال کیا ہے۔

۱۔ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ترجمہ: اور اللہ کل شی، کام عالم ہے۔

یہ لفظ جملہ مفہومات پر حاوی ہے۔ واجب ممکن و ممکن نہ ہے۔ اسے تمام اصولیوں نے بھی متفقہ طور پر تسلیم کیا ہے کہ کوئی عام ایسا نہیں جس میں کوئی نکوئی تخصیص نہ پالی جاتی ہو۔

۲۔ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ترجمہ: بیشک اللہ کل شی پر قادر ہے۔

یہ قدرت ان ممکنات پر شامل ہے۔ خواہ وہ موجود ہوں خواہ معدوم ہوں۔ ہم نے اس موضوع پر اپنی کتاب سُبخانَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عنْ عَيْنِ كَذَبٍ مُفْبُوحٍ میں بڑی تفصیلی آفٹگوکی ہے۔ کیونکہ اگر واجب پر قادر ہو تو خدا نہیں رہے گا۔ اگر حال پر قادر ہو تو من جملہ حال اس کا فنا ہونا بھی ضروری ہے۔ اس پر قادر ہو گا تو اس کی فنا ممکن ہے تو اس کا وجود واجب نہ ہو گا تو خدا نہ رہے گا۔

۳۔ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ نَصِيرٌ۔ ترجمہ: میشک اللہ تعالیٰ کل شیء کو دیکھ رہا ہے۔

یہ جملہ صرف موجودات کو شامل ہے۔ جن میں ذات، صفات الٰہی اور ممکنات داخل ہیں۔ ان میں حالات و معدومات نہیں ہیں کیونکہ معدوم تو نظر آنے کے قابل نہیں۔ ہمارے علماء کرام نے عقائد کی کتابوں میں اس نکتے کی تشریع کی ہے۔ خصوصاً سیدی عبدالغنی نابلسی نے اپنی تصنیف "مطلوبہ دفیہ" میں بڑی تفصیل سے بحث کی ہے۔

میں وضاحت کروں گا کہ بہت سی ایسی چیزیں نظر آتی ہیں جو واقع میں موجود نہیں ہوتیں۔ شعلہ اللہ میں دائرہ، برستی ہوئی بارش کے قطروں میں لکھریں، سر کے چکرانے میں گھر کا چکرانا ایسے موقع پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نظر نے خطا کی ہے۔ اس کی نظر کو دھوکا ہوا ہے۔ جو چیزیں دکھائی دے رہی ہیں۔ وہ اسکی نگاہ کی غلطی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہ کسی غلطی اور دھوکے سے پاک ہے۔

۴۔ اللّٰهُ خالقُ كُلِّ شَيْءٍ ترجمہ: اللہ کل شیء کا خالق ہے۔

یہ بات ان ممکنات میں شامل ہے۔ جس کا کسی زمانے میں وجود ہو۔ واجب اور محال کو نہیں۔ پھر اس ممکن کو بھی نہیں۔ جونہ کبھی ہوا تھا۔ نہ ابد الآباد تک کبھی ہو گا۔

۵۔ وَكُلْ فَيْءَ أَخْصِنَاهُ فِي إِنَامٍ تَرْجِمَهُ هُرْجِزٌ هُمْ نَسْتَعْنُ كَرْدِيْ بِهِ اِيْک رُوشْ پِيشْوا
مُبِينٌ۔ اور امام میں۔

یہ آیات صرف ان چیزوں پر مشتمل ہیں۔ جواز لے سے آخر تک ہوئیں اور ہوں گی ان میں غیر تناہی علوم نہیں ہیں کیونکہ تناہی تو محدود ہوتا ہے۔ وہ بعض حدود میں گمراحتا ہے اور وہ غیر تناہی کو گھیرنے میں سکتا۔ مندرجہ بالا دلائل میں ہم نے قرآن کی پانچ آیات پیش کی ہیں۔ پانچوں جگہ ایک ہی لفظ کل کا استعمال ہوا ہے۔ لفظ ایک ہے ہر جگہ اس سے عموم ہی مراد ہے مگر ہر بات نے اتنی کثیر چیزوں کا احاطہ کیا ہے۔ جو اس کے دائرہ میں ہیں نہ وہ چیزیں جو اس سے باہر ہیں۔ اور اس کی قابلیت نہیں رکھتا اس بات پر کوئی عقلمند اور دانشور شک نہیں کر سکتا چہ جائیکہ ایک فاضل اور قرآن کا عالم!

ہم سابقہ صفات پر یہ ثابت کر آئے ہیں کہ قرآن عظیم کی آیات اور صحاح کی احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم پر ناقص ہیں۔ روزاول سے آخر تک جمیع ما کان و مَا يَكُونُ یعنی تمام مکتوبات لوح محفوظ کا علم ہمارے نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے اور علماء کرام نے اس مسئلہ کی تصریح بھی فرمائی ہے۔

حضرت علام علاء الدین مفتی رحمۃ اللہ علیہ نے الد ر المختار لکھی ہے اور واضح کیا ہے کہ بعض اسماء جو خالق و خلوق میں مشترک ہیں ان کا بولنا جائز ہے۔ صرف ایک بات سامنے رکھی جائے گی کہ خلوق کے لیے اس کے معانی اور لیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے اور ہوں گے۔ یہ بات کہ کل شے کا عالم ہے۔ جب اللہ کی طرف منسوب ہوگی تو پہلے معانی یعنی ذاتی اور کلی ہوں گے لیکن جب تھی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہوگی

تو اس سے مراد عطائی اور انعامی معانی ہوں گے۔ ایسے نظریہ میں کوئی تباحث نہیں ہے۔ جواب چشم: ہمارے آقائ شیخ محقق عبد الحق محدث بخاری دہلوی قدس سرہ جواہت اف کے جمل علماء اور اکابر اولیاء میں شمار ہوتے ہیں ان کی شہرت علمی سے کافی اور مکان بھرے ہوئے ہیں۔ ان کی علمی خوشبوؤں کی مہک سے عالم اسلام کے شہر اور میدان مہک اٹھے ہیں۔ ہمارے علماء مکہ بھی ان کی جلالت شان اور رفتہ علمی سے آگاہ ہیں۔ حضرت شیخ محدث نی گراں قدرت صانیف عالم اسلام میں داد حسین حاصل کرچکی ہیں۔ لوگوں نے دینی معاملات میں ان کتابوں سے بے پناہ فائدہ اٹھایا ہے۔ ان میں "اللمعات التفیح شرح مشکوہ المصابیح" ، "أشعة اللمعات" چار جلدیں، جذب القلوب، شرح سفر المساعدة و در جلدیں، فتح المنان فی تائید مذهب العمان، شرح فتوح الغیب، حضور نبی کریم ﷺ کے احوال پر "دارج المقویات" دو جلدیں، اخبار الاخیار، آداب الصالحین، اصول حدیث پر ایک مختصر رسالہ ابل علم کے مطالعہ میں آچکی ہیں۔ حضرت شیخ کی وفات کو تقریباً تین سو سو سو گزر چکے ہیں۔ آپ کا مزار دہلی میں مرجع ظلائق ہے اور لوگ رو طالی برکات حاصل کرتے ہیں۔ اس امام جلیل القدر والغیر قدس سرہ نے اپنی کتاب "دارج المقویات" کا آغاز اسی آیہ کریمہ سے کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس طرح یہ کلمات اللہ کی حمد و شان بیان کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں اپنی حمد بیان فرمائی۔ اسی طرح اپنے محبوب مکرم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو بھی بڑے محمود اور مطلوب ناموں سے یاد فرمایا ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث قدسی میں ہزاروں امامے حسنی

1) ان تصنیفے علادو، "حدیث دہلوی" مونوچ جذب طیق احمد نقاشی ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں آپ کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصنیفی تفصیل دی گئی ہے۔ (فاروقی)

جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب فرمایا ہے۔ نور، حق، حلم، حکیم، مومن، بھین، ولی، ہادی، روف و رحیم کے علاوہ ہزاروں مشترکہ نام بیان فرمائے گری یہ چاروں نام خصوصیت سے حضور کو عطا فرمائے گئے۔ اول، آخر، ظاہر اور باطن ایسے ہی اسماء حسنی میں سے ہیں۔ ہر نام کی وجہ اور شرح بھی بیان فرمائی اور حضور ﷺ کو ہر شے کا عالم قرار دیا۔

حضور ﷺ کی علی رفت: منی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کئی شانوں اور مراتب سے نوازا ہے۔ ان میں صفات حق کے احکام، اسماء، افعال اور آثار غرضیکہ جمیع اشیاء کا علم عطا فرمایا۔ حضور ﷺ نے جمیع علوم اول و آخر ظاہر و باطن کا احاطہ فرمایا۔ آپ اس آیت کریمہ کے مصداقی کامل ہیں: فُوقَ الْخَلْقِ ذَنِي عَلِيمٌ غَلِيظٌ هُرْ عَلِمٌ وَالَّهُ أَعْلَمُ۔ علیہ من الصلوات الفضلها ومن التحيات اکملها۔

اگر حضور ﷺ کے ان اوصاف کریمہ کا اظہار شریعت میں جرم ہے تو میں کہوں گا حضرت محمدؐ دہلوی کا گناہ تو ہمارے مجیب سے بڑھ کر ہوگا، حالانکہ فاضل مجیب کے وہی امام ہیں اور وہی پیشوائیں۔ کیا حضرت محدث پر بھی آپ حضرات حکم رکانے کی جسارت کریں گے؟ کیا معاذ اللہ وہ بھی تمہارے تھوڑی کی زد میں آکر کافر کہلائیں گے؟ حاشا اللہ کیا وہ بھی مگر اہ تر کہلائیں گے؟ کیا وہ عالم اجل، دین کے ستون اور حضور ﷺ کے علم کے وارث نہیں ہیں؟ اس کا جواب اگر نہ ملا۔ تو ہم ان نقاب پوشوں کے منہ پر سے پڑتے اٹھا دیں گے۔

حریت تقریب: یاد رہے کہ ہر زمانہ میں اللہ کے خلفاء مقرر ہوتے رہے ہیں۔ یہ سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم ظاہری سے دنیا میں ظہور لانے تک جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آخرین خلیفہ حضور مکرم نور بجسم ﷺ تھے۔ آپ اس کائنات پر درخشاں آفتاب کی طرح ظاہر ہوئے۔

ہر نور آپ کے نور کے سامنے ماند پڑ گیا۔ ہر روشنی آپ کی ضیاؤں میں گم ہو گئی۔ ہر حکم آپ کے حکم کے سامنے بے اثر ہو گیا۔ تمام شریعتیں اور ادیان عالم آپ کے دین کے سامنے منسوخ ہو گئے۔ آپ کی امامت اور عظمت ظاہر ہو گئی۔ آپ ہی اول، آپ ہی آخر، آپ ہی ظاہر، آپ ہی باطن نہ ہے۔ وہی ہر چیز کا علم لے کر آئے۔ یہ آیہ کریمہ ”سورۃ الحجۃ“ میں آپ کے علوم کی شہادت لے کر جلوہ گر ہوئی ہے۔ حدیث (لوبا) میں بھی بھی ہے اور لوگوں کے لیے نفع بھی۔ حضور ﷺ کی بعوث ہوئے تو ایک تواریخ تھے۔ دنیا پر چھائے تو رحمت کی بارش تھے۔

آیہ کری حضور ﷺ کی نعمت ہے: علام نظام الدین نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ”غراہب البيان و غایت الغرقان“ میں آیہ انکری کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے اور بیغفلة ما بین ایندیہمہ کو حضور نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم میں دلیل کے طور پر بیان کیا ہے۔ من دا الذی یشفع عنده لا ياذنه کو حضور ﷺ سے ہی منسوب کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ وون ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کرے گا؟ وہ اللہ کا بندہ خدا کا محظوظ اسی اجازت یافتہ شفاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے مطابق آپ کو یہ بشارت اس وقت پریٰ رہے کھاٹی جائے گی جب آپ متا محبود پر جلوہ فرمابیوں گے۔ یعنی محمد رسول اللہ و تمام احوال جانتے ہیں۔ بین ایندیہمہ جو آپ کے سامنے ہیں۔ ابتدائی امور سے قبل اور مخلوق دی پیہا اش سے بھی پہنچے۔ وسا حلقوںہمہ جو آپ کے بعد قیمت تماز کے حالات ظاہر ہونے والے ہیں۔ وہ اپنے مظلہ پر خدا کا حکم سے ادوں کی سرزیوں، معالات اور دنیا یات و بذاتے ہیں۔ آپ سب انبیاء، رام کے حالات اور خبریں بیان فرمائیں گے۔ آپ ہی آخرت کے تمام امور کو جانتے ہیں۔ جنت و دوسری کے حالات ان کے سامنے ہیں۔ مامبوک ان حالات سے پچھنچیں جانتے باں صرف اتنا جانتے ہیں الہم اشاء جتنا بھی

کریم ﷺ چاہے ہیں جتنے علوم احوال آپ کے صدقے امت تک پہنچیں۔ وہ بعث نگزئیہ السُّمُوتُ وَالْأَرْضِ آپ کی کرنی وسیع ہے۔ زمین و آسمان عرش و فرش اپنی تمام وسعتوں کے باوجود دیوبندیوں ہیں جیسے آسمان کے نیچے ایک محلہ پڑا ہوا ہو۔ ولا یَشُودُه خفظهمَا۔ روح انسانی کے لیے آسمان و زمین کے اسرار کا تحفظ گرا نہیں ہے۔ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھا دیے تھے۔

اب ہم معاذین سے سوال کرتے ہیں کیا حضرت علامہ نیشاپوری کی تفسیر اور
وضاحت بھی کفری ہے۔^۱ (العیاز بالله)

میرے تلاذات: میں نے جب نیشاپوری قدس سرہ کی تفسیر میں یہ مقام اپڑھا تو یہ رے دل پر
القاء ہوا کہ ان کی تشریح کا مطلب یہ ہے کَاللَّهُ تَعَالَى نَعَنْ ذِلْكَ مَنْ يَشْفَعْ عَنْهُ إِلَّا بِذِنْهِ
میں حضور ﷺ کی ذات کریمہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور آپ ہی کو شفاعت کی اجازت
سے نوازا گیا ہے۔ آپ ہی کو باب شفاعت کی اجازت سے نوازا گیا ہے۔ آپ ہی باب
شفاعت کھولیں گے۔ آپ کے سوا کوئی دوسرا الابادنہ کا مستحق نہیں۔ سوال کرنے والا یہ
بات معلوم کرنے میں کوئی وقت محسوس نہیں کرتا کہ بارگاہ الہی میں شفیع کے لیے اس بات کے
بغیر چارہ کا رہنیں کہ وہ پہلے اس شخص کے حالات سے پوری طرح واقف ہو جسکی شفاعت کرنا
مقصود ہو۔ جس جس کی شفاعت کرتا ہوگی۔ اس کے ایمانی مراتب، اعمال باطن و ظاہرہ کے
بارے میں پورا پورا علم ہو گا۔ جو شخص شفاعت رسول کا اہل ہے، کہ آپ ہی کی شفاعت فرمائیں
گے۔ پھر حضور ﷺ کو یہ بھی ملم ہو گا کہ اسے اس لغوش پر شفاعت دراز ہے۔ اس لیے اس
تم کی شفاعت ضروری ہے اور وہ کس حد تک شفاعت کا رہا رہے۔ اس لیے اس کی تحریک شفاعت
لیجیے۔ اہل حضرت امام بیہد مصنف علامہ زینۃ اللہ طیبہ نے قیام مینونوے۔ ان تمامی حیں۔

کا حقدار ہے۔ پھر کوئی شفاعت بارگاہی میں اسکی نجات کا باعث ہن سکے گی کیونکہ شفاعت کی بزاروں فسمیں ہیں۔ اس کے موقع اور مقامات ہیں۔ اگر شفاعت کرنے والے کو علمی نہ ہو تو وہ کیا شفاعت کرے گا؟

لَا يَكْلُمُونَ أَدْنَى لِهِ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا—(سُورَةُ الْأَلْفَاظِ: ٣٥)

ترجمہ: ”کوئی بات نہ کرے گا مگر جس اللہ حسن نے اذان دیا اور وہ نھیک شک بولا“۔ یہ اب ازت حضرت محمد رسول اللہ کوئی ملی۔

سارے جہانوں کے علوم پر حاوی: نبی کریم ﷺ ہی سارے جہانوں کے علوم پر حاوی ہیں۔ آپ ہی باشبہ تمام جہانوں کو جانتے ہیں۔ آپ ہی یہ چیز کو ہر آن میں پہچانتے ہیں یعنی علم ما بین اندیہم آپ ان تمام چیزوں کو جو آپ کے سامنے ہیں جانتے ہیں۔ ما کان جو آپ سے پہلے تھاماً یکون جو آخر زمانے تک ہوگا۔ یہ تمام علم عطا کرنے والے رب نے آپ کو بتا دیا تھا۔ ہم سابقہ صفات پر اس بات کو نویسے یہ بات ثابت کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہی چیز روشن کر دی۔ جو روشنِ رُنَا ضروری تھی جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے سابقہ انبیاء، کرام پر وہ روشنی تھیں۔

حضرور سید نبوی نے سب چھ جان لیا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے جان لیا اور حضور سید نبوی کو ان تمام چیزوں کا وہ ادراہ بھولیا بھروسہ کروں کوئی بوا تھا۔

لَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمٍ هُوَ أَكْلُ عِلْمٍ إِذَا دَرَى
اُئُلُو اَهْرَامٍ نَدَرَ آتٍ چاہیں گے۔

يا أيها الشمس العصي هم كوراكبيها يظهرون انوار و مال للناس في الظلم.

آپ صدھر کی بزرگی کا آفتاب ہیں۔ دوسرے تمام ستارے ہیں جو لوگوں پر اپنے

انوار پھیلاتے رہتے ہیں مگر یہ سارا نور حضور ﷺ کے چشمہ نور سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی شفاعت کی دعائیں: حضور ﷺ کے مشفوع لئے میں اذلین و آخرین کی اتنی کثرت ہے کہ ان کا حصر اور شمار کیا ہی نہیں جاتا۔ ان تمام کے آپ ایک ہی شفیع ہیں۔ ایک شخصیت ہیں آپ کا سینہ نہ کبھی بُنگ ہوتا ہے۔ آپ شفاعت کرنے سے اکتاتے ہیں۔ حضور ﷺ کا سینہ کیسے بُنگ ہو سکتا ہے؟ یہ وہ نَزِيْبَةُ الشَّمُوْتِ وَالْأَرْضِ کی بشارت آپ کوٹی ہے۔ آپ کے سامنے تو آسانی سے اور زمینوں کی دعائیں یقین ہیں۔ کیا کوئی بد بخت سے بد بخت انسان بھی یہ تصور رسماء ہے کہ حضور ﷺ کے قلب کریم جس کے سامنے عرش کی دعائیں یوں مددود ہیں جیسے آسانوں کے سامنے ایک پھر۔ کیا آپ شافعِ محشر نہیں ہو سکتے۔ ہم لوگ محشوس کر سکتے ہیں کہ اتنی کثرت مخلوق میں سے شاید کوئی آپ کو بھول جائے مگر قرآن نے جواب دیا یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ان دونوں آسان و زمین کی حفاظت اور ان کے درمیان تمام ہنسنے والی مخلوق کی مگر ان آپ کے ذمہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو شفاعت کی قوت عطا فرمائی۔ آپ کی شفاعت کی دعست کا اندازہ اللہ کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔

مندرجہ بالا کلام کتاب "از لة الا وہام" سے ملخھا پیش کیا گیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہر دفعہ جو حضور ﷺ کے دامن علم سے وابستہ ہے اسے اس تحریر سے خوشی ہو گی اور اسے قلبی اور روحی فرحت حاصل ہو گی۔ وَصَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ أَٰٰلِهِ وَسَلَّمَ۔

وضاحت:

میں اس مقام پر وضاحت کر دیا نہ ہے ورنہ وہی سمجھتا ہوں کہ مجھے ان آیات کے ان معانی اور تفسیر سے مکمل اتفاق نہیں ہے اور نہ ہی علامہ مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا دعویٰ کیا ہے لیکن

یہ گنتگواں تاویلات حسنہ اور اشارہ پر مشتمل ہے جو اہل حق اہل باطل کے لیے پیش کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةَ بِئْنًا فِيهِ كَلْبٌ۔ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دل (قلب) ملاجکہ اور تجلیات النبی کا گھر ہے اور کتا تو شہوات و نجاست کی جگہ ہے۔ اہل بصیرت نے ان معانی اور تاویل سے کبھی انکار نہیں کیا۔ البتہ حضرات باطن اپنے کمال ایمان و عرفان کی بنیاد پر ایسے معانی کو پسند کرتے ہیں۔ علامہ سعد الدین نقشبازی نے ”شرح عقائد“ میں بسا اوقات ایسے نکتے بیان فرمائے ہیں جو اگرچہ بعید اور غریب ہوتے ہیں مگر لطیف ہوتے ہیں۔ ظاہر میں علماء تو ان پر تنقید کرتے ہیں اور ان کی غلطیاں بیان کرتے ہیں۔ مگر کٹڑی، کھیرا، بوض و دوامگ کی صورت میں قبول کیا جاتا ہے۔ ایک چیز دوسری چیز کے ساتھ خود بخوبی بیان ہو جاتی ہے۔ قلب بھی ایک مقام ہے جو نصیحت قبول کرتا ہے۔ بسا اوقات دل کی گہرا ایماں لیلی و سلمی جیسی مشوش قان خیالی کی مرح میں رنگ تغزل سے بھی محظوظ حقیقی خصوصاً سید الانبیاء کی نسبت سے لطف اندوڑ اور سبق آموز ہوتی ہیں۔

تفسیروں میں ایسا لکھا گیا ہے کہ أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَانَكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاهُ ترجمہ: تم اللہ کی عبادت ایسے کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو یوں محسوس کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ بعض عارفین امت دوسرے تراہ پر رک گئے۔ انہوں نے سوچا انک اَنْ لَمْ تَكُنْ۔ اگر تم ایسا نہ کرو۔ یعنی تو اپنے نفس سے فنا ہو جائے تو اب اسے دیکھے۔ پھر تو مقام مشاہدہ پر پہنچ جائے گا کیونکہ تیرا نفس ہی تیرا حجاب ہے جسکی وجہ سے تو مشاہدہ حق سے محروم رہتا ہے۔

اس مقام پر علامہ ابن حجر عسقلانی نے اعتراض کیا ہے کہ اگر ان بزرگان دین کی

تاویل اور معانی کو درست مان لیا جائے تو تراہ میں الف نہ ہوتا۔ اور اس طرح ہوتا۔ فانہ
بڑاک۔ کیونکہ اس کا ماقبل سے کوئی ربط نہیں۔ پھر حدیث کے الفاظ کی روایات پر درپے
لائے جو اس تاویل کی محمل نہیں ہیں کہ اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے۔

اس بحث پر حضرت محمدؐ دہلوی علامہ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے "معات شرح
محلکوۃ" میں یوں جواب دیا ہے کہ الف کامفارع مجروم میں باقی رہنا ایک مرجب لغت میں
ہے اور اسی بنا پر برداشت ابن کثیر قول اللہ میں آذیلۃ معنا غذا یزتع و ینتع اور قول اللہ
ذممن یتع و ینضر بھی ایسے ہی ہیں۔ ایک شاعر کا یہ شعر بھی اسی امر کا اظہار کرتا ہے۔ الہم
یا تیک و الابناء تُعنی:

خوبی حضرات جانتے ہیں کہ جب ماضی کی شرط ہو۔ تو جزم و جبر۔ بہب نہیں۔
اگرچہ معنی جیسا کہ یہاں ہے۔ فانہ بڑاک امکان زندگی پر دلالت کرتا ہے مگر دیدارِ اللہ کا
امکان بھی پایا جاتا ہے۔ یعنی ہمارا اللہ تعالیٰ کو جہت و مکان خروج شعاع وغیرہ کے بغیر دیکھنا تو
ثابت ہے۔ مگر علماء عربی نے ان معانی کو مختلف زاویوں سے دیکھا ہے یہ ایک ایسی چیز ہے جو
ان کے بواطن پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ کیفیت غلبہ حال محیت و فناں کے دلوں پر وارد ہوتی
ہے۔

ہم اس بحث کو اختصار کے ساتھ بیان کیساختے ہوئے یوں کہ سکتے ہیں جس طرح
علامہ طالعی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے اپنی مشہور کتاب "مرقات شرح محلکوۃ" میں رد کیا
ہے مگر انہوں نے ابواب اول اور ہالٹ میں مفصل مفکتوں کی ہے۔ اور آپ نے جواب ہالی پر
بحث نہیں کی۔ صرف اتنا کیا کہ جو کہا گیا ہے اس کے موافق نہیں ہے۔ فانہ بڑاک تو سابق
کلام سے تعلق رکھتا ہے اگرچہ اس کا تعلق لاحق سے بھی ہے۔ میں اس مقام پر بعض شار میں

سے اتفاق نہیں کر سکتا۔

بعض روایات میں یوں ہے کہ فائدہ ان لا نہ راہ فائدہ نہ راک تو اگر اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے فان لم تُمْ سَرِه فَإِنَّهُ نَهْرًا كَمْ وَجَوَهْ بھی سامنے آتی ہیں۔ فائدہ نہ راک مجھے امید ہے کہ یہ کوٹ لطیف تر اور نفیس ترین ہے۔ جس طرح ہم یہ کہتے ہیں۔ فان لم تَمْكُنْ أَكْرَقَنَهُ هُوَ الْوَرْقَةُ هُوَ جَاءَ۔ اس کی شہود کی خواہش میں تراہ تو اسے دیکھے گا اور مراد کو ہٹانی جائے گا۔ فائدہ نہ راک بیک وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور تجوہ سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں۔ توجب اس نے تجھے دیکھا تو تو نے اپنی جان اس کے لیے فنا کر دی۔ وہ کسی کو تا امید نہیں کرتا کیونکہ تو مقام احسان تک ہٹانی گیا ہے اور اللہ تعالیٰ حسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

ایک دوسرا نکتہ یوں سامنے رکھیے۔ فَإِنَّ لَمْ تَمْكُنْ تَأْكِيرَنَهُ هُوَ تَوْيقِيَنَا تَوَسِّعَ دِيْكَهُرَهَا ہے۔ کیونکہ توفا ہو گیا وہی باقی ہے۔ اب وہی اپنی ذات کا دیدار کرنے والا ہے۔ اور کیونکہ دیکھے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور تو یقیناً توفا ہو چکا ہے۔ جب تو یقیناً توفا ہو جائے پھر ہی اسے دیکھے سکے گا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اس کی آنکھ کا کوئی پرده نہیں ہے۔ فائدہ نہ راک تو وہ بیک تجھے دیکھ رہا ہے اور تو ایک صورت خیالی خواب میں آنے والی پرتو جملی عکسی وظیلی میں سے ہے۔ تو کیسے صحن حیقی کو اور جمال اصلی کو نہ دیکھ سکے گا۔

امام قثیری رضی اللہ عنہ نے اپنے رسالہ میں حضرت سید بن رضی علی کی سند سے لکھا ہے کہ حضرت ابو سليمان دمشقی نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے "سحر بری" کی آواز سنی تو غش کھا کر زمین پر گرمے۔ جب ہوش میں آئے۔ دوستوں نے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آواز آرہی ہے۔ سحر بری یعنی کسرہ برداور وہ نیکی اور احسان ہے۔ اگرچہ

طواف کرنے والے اسے بفتح با پڑھتے ہیں۔ ”کتاب مرقی فی مناقب سید محمد شرقی“ میں
فاضل مصنف عبد القالق ابن محمد ابن احمد ابن عبد القادر (جو سید محمد شرقی کے نواسہ تھے) نے تاحا
کہ ایک شخص مصر کی گلیوں میں نوکرا بھرا پر رکھے آواز لگاتا تھا ”حضرت بری“ اس صد اکواں
تعالیٰ کے تین بندوں نے سن اور اس کا علیحدہ علیحدہ مطلب لایا۔ ایک جواب بداشت میں سے
تحانے حضرت بری کا مطلب یہ لیا کہ تو کوشش کرو اور میری اطاعت نہ تاجا۔ تمہیں میری ارمانت
کی عطا میں دکھائی دیں گی۔ دوسرا متوسط آدمی تھا اس نے سمجھا یہ شخص حضرت بری کہہ رہا ہے جس
کا مطلب یہ ہے کہ میری بھلانی کس قدر وسیع ہے جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اور میری
اطاعت کرتا ہے وہ مجھے پالے گا۔ تیسرا اہل نہایت سے تھا۔ اس نے سمجھا کہ یہ کہہ رہا ہے۔
الساعة تری بری یہ تینوں بزرگ اس ایک جملے سے اپنے اپنے ذوق کے مطابق وجد میں
آگئے۔

”احیاء العلوم“ میں حضرت امام غزالی نے لکھا ہے کہ بعض اوقات ایک بھی بھی عربی
شعر پر جھوم لھتا ہے اور اسے بھی وجد آ جاتا ہے کیونکہ عربی کے بعض حروف بھی طرز اور وزن
پر ہوتے ہیں۔ اگرچہ انکا مفہوم کچھ اور ہوتا ہے مگر بھی اس مترنم آواز سے ہی اطف اندوز ہو
جاتا ہے ایک شعر ملاحظہ فرمائیں:

ما زارني في النوم الا خياله
لقللت له اهلاؤ سهلاؤ مرحا

میں نے اسے خواب میں خیالی حورت میں، یعنی آہ میں نے اسے بنا احتا جا۔ بنا
مرحا! اس شعر پر ایک ایسا شخص جو عربی سے نا اتفق تھا۔ وجد میں آگئی۔ اُوں نے اسے
پوچھا: تم کیا سمجھے؟ اس نے بتایا: اس کا مطلب یہ ہے ما زار ام رَمْ نے لے قیب ہوں۔

(زار بذیان فارسی بلاکت کے ہوتے ہیں) اسے خیال آیا کہ ہم سارے موت کے کنارے پہنچ چکے ہیں تو اس نے اسے اپنے معانی پہنا کر مطلب حاصل کر لیا۔ ہم مندرجہ بالا صفات میں آیے کریم کی تشریع نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ بات واضح کر رہے ہیں کہ مفسرین اور شارحین بسا اوقات اپنے طور پر مختلف معانی بیان کرتے ہیں۔ درحقیقت ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جو لوگ ذات مصطفیٰ ﷺ سے محبوب اور نادا افت ہیں۔ انہیں آپ کے علم و اور ذات سے اتنی بھی واقفیت نہیں جتنی ایک عام پڑھالکا انسان رکھتا ہے تو وہ مقام مصطفیٰ کو کیسے پاسخیں گے۔ علمائے ظاہر تو اپنی جگہ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیاء کرام کو جو اسرار عطا ہوتے ہیں اس کا ادراک ایسے ظاہر میں ملا، کوئی طرح ہوگا؟ یہ لوگ مسلمانوں کی تکفیر سے نہیں ذرتے اور اپنی جہالت سے ان کے ایمان سے انکار کرتے چلتے جاتے ہیں اور پھر اس انکار پر اصرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو راہِ ہدایت پر نہیں لاتا۔ ان لوگوں کا مختلف علم کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نور۔ یہ محروم ہیں۔ وہ نور بصیرت نہیں پا سکتے۔ نسال اللہ الغفران والغافلۃ

دوسرے اسوال: محبیب کا یہ جملہ کہ حضور نبی رَمَضَنْ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہْ وَسَلَّمَ ازدِل سے ابد تک جو کچھ ہووا اور ہو گا سب کچھ جانتے ہیں مخالفین کے لیے حیران کن اور قابل اعتراض ہے۔ میرے خیال میں ان لوگوں نے محبیب کے کلام کا ترجمہ کرتے وقت خطا بحث سے کام لیا ہے۔ ان کے باہم ازدِل سے آپ کا تعلق نہیں ہے۔ ازدِل کی اصطلاح کو جب علم کلام کی روشنی میں دیکھا جائے گا تو یہ معنی ہوں گے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہْ وَسَلَّمَ کا علم ازدِل سے موجود ہے۔ جس کی ابتداء نہیں اور یہ کھلا کنہ ہے۔ یونہ اس سے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہْ وَسَلَّمَ کا قدر یہ ہو نازم آتا ہے۔ حالانکہ محبیب کے آقا اس میں ایسا نہیں۔ انکی عبارت یوں ہے کہ بے شک جملہ صالح نئگر نعلمہ شامل ہے ان تمام معیارات و محتوى سے بوجزریں اور ابد تک جو ہوں گی۔

اُذل سے ابد تک پہاپاک نظر: اس عبارت میں حضور کا قدیم ہوتا اور ابتداء کا نہ ہوتا ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ حضور ﷺ کا علم اذل سے ابد تک کے تمام کائنات کو شامل ہوتا ثابت ہے۔ ہم اسی کے بارے میں کلام کریں گے۔ یاد رہے جب اذل سے ابد تک الفاظ بولے جاتے ہیں۔ تو اس سے متعلق نہیں وہ چیز مراد لیتے ہیں جس کے وجود کی ابتداء معلوم نہیں اور وہ جس کے باقی کی انتہاء نہیں۔ اس معنی میں جمیع اشیاء کا علم ہوتا کوئی حال چیز نہیں اور ہم سابقہ صفات میں اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ایسے علم کا مالک ہے۔ کسی مخلوق یا بندے کو یہ قوت حاصل نہیں ہو سکتی اور کسی بندے کے لیے ایسا علم ماننا عقل و نقل کی رو سے حال ہے مگر بارہا ابد و اذل بولنے والوں کا مطلب صرف اتنا ہوتا ہے کہ گزشتہ اور آئندہ کا طویل زمانہ ہے۔

ابد کے معانی: ابد کے معنی حضرت قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمائے ہیں:
”قدم ہے جس کی ابتداء نہیں“۔

اس معنی کا اطلاق مجاز اس پر بھی آتا ہے جس کی عمر طویل ہو۔

ای طرح عارف باللہ امام علامہ سیدی عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”جوہر الدرر“ میں اپنے شیخ عارف باللہ سید علی خواص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ”میں نے اپنے استاد سے دریافت کیا کہ حضرت اس سے کیا مراد ہے جب ہم کہتے ہیں کہ اللہ نے لکھ لیا اذل میں۔ باوجود یہ کہ اذل کا تعقل نہیں ہے مگر صرف اتنا ہے کہ وہ زمانہ ہے اور زمانہ مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کا لکھنا قدیم ہے؟“

تو آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ کائنات از لیے سے مراد وہ صرف علم الہی ہے۔ جس نے تمام اشیاء کو گھیر لیا ہے مگر اذل و زمانہ بت جو اللہ تعالیٰ کے وجهہ اور ان موجودات کے درمیان معقول ہے۔ اسی زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے تمام

انسانوں کو اپنے رب ہونے کا اقرار کرایا تھا اور یہی وہ زمانہ ہے جب انبیاء کرام نے میثاق کو پورا کرنے کا عہد کیا تھا۔

اس بحث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنے والے نے ازل بھتی زمانہ نہیں لیا۔ بلکہ وہ ایک خلوق ہے، حادث ہے اور غیر قدیم ہے۔ عارف باللہ مجیب نے یہ نکتہ واضح کر دیا ہے کہ ازل وہ زمانہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے میثاق لیا تھا۔ اب ازل کے معانی میں کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا۔

امام احمد بن خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مواہب لدنی، جلد دوم“ میں فرمایا ہے کہ علامہ ابو محمد مشترق طاطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور قصیدہ میں کیا خوب فرمایا ہے کہ تمام ملک اللہ کے یہیں ہیں۔ یہ اعزاز بنت کوازل کے روز ہی عطا فرمادیا گیا تھا اگر کوازل سے مراد قدم ہے تو اس وقت عرش کہاں تھا؟

میرے سردار عارف باللہ حضرت مولینا نظامی گنجوی قدس سرہ السامی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک نقیبی شعر کہا ہے:

محمد کا زل تا ابد ہر چہست بآرائش نام او قش بست

ازل سے ابد تک جو چیز بھی پیدا کی گئی وہ تو حضور ﷺ کے اسم گرامی سے ہی ظاہر ہوئی تھی۔ یعنی تمام چیزیں حضور ﷺ کے خدام اور حشم سے ہیں اور حضور ﷺ کی عزت و ناموس کے ہی یہ سارے جلوے ہیں۔ میں مفترض ہوں کہ یہاں حضرت نظامی نے ازل سے کیا مراد ہے؟ اگر اسے کلامی اصطلاح پر لیا جائے تو معاذ اللہ صرخ کفر ہے لہذا اسے سید عارف باللہ کے کلام پر حمل کرنا ہو گا۔ میرے نزدیک یہی معانی درست اور صحیح ہیں۔ ازل سے ابد تک کی جگہ روز اول سے روز قیامت تک لکھا گیا مگر اعتراض کرنے والوں کی

عادت ہوتی ہے کہ وہ بس اعتراف ہی کرتے جاتے ہیں۔

جواب دوم: اگر اصل کتاب کے صفحہ ۱۶ کی عبارت سامنے رکھی جائے اور اسے غور سے پڑھ لی جاتا تو مجیب کی عبارت کا مطلب صاف واضح ہو جاتا اور ہماری طرح صحیح مطلب پر پہنچ جاتے۔ وہ فرماتے ہیں کہ لوح محفوظ میں تمام گزری ہوئی چیزیں لوح محفوظ کا حصہ ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اول و آخر کے زمانے کو ان لوگوں میں لوح محفوظ میں محدود دماتا ہے۔ تمام تینی علوم لوح محفوظ کی زینت نہیں تو پھر انہیں روز از ل سے ابد تک کے علوم و اسامی کے مانے میں کیا تردید ہے؟

صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابد سے تمام چیزیں لوح میں موجود ہیں۔ اس موجود در قوم سے وہی مراد ہے جو ہم لے رہے ہیں۔

جواب سوم: کاش یہ حضرات اصل کتاب کا صفحہ ۱۶ پڑھ لیتے۔ "تفیر روح البیان" سے یہ صادرات نقل کی گئی ہے: "آے نبی تم اپنے رب کے فضل سے پوشیدہ یا محبوب نہیں ہو۔ جو کچھ ازال سے ہوا اور جو کچھ ابد تک ہو گا۔ تم پر کچھ چھپا کر نہیں رکھا گیا۔ لفظ جن کے معانی پوشیدگی ہے بلکہ تم تو جو کچھ گزر آہے یا ہونے والا ہے ہر چیز سے خبر رکھتے ہو۔"

اس فاضل مفسر نے ہمارے علامہ مجیب کے مطالب کو واضح طور پر بیان فرمادیا ہے اگر یہ بات گناہ ہے تو صاحب "تفیر روح البیان" پر اعتراف کیا جائے جو مجیب کے پیش رو کی حیثیت سے قرآن کی تفسیر فرمار ہے ہیں۔ کیونکہ مجیب نے تو اپنے لفظوں میں حضور ﷺ کے علوم کی وضاحت کی۔ جبکہ مفسر علام اللہ تعالیٰ الفاظ کی تفسیر کرتے ہوئے وہی علوم مصطفیٰ بیان کر رہا ہے بھر مفسر پر کفر اور کمر اتی کافتوہی کیوں نہیں اغا جاتا؟ پہلے صاحب تفسیر روح البیان پر قتوہی لگائی گئی میں بھر مجیب کو ہدف تغییر نہیں۔

سوال سوم: مجیب کا یہ دعویٰ بھی مفترضین کو اچھا نہیں لگا کہ حضور کا علم تمام غیوب کوشامل ہے کہ اگر جمیع سے مراد تمام علوم الہیہ اور معلومات خداوندی کو تفصیل و احاطہ کرتا ہے تو ہم پہلے لکھے چکے ہیں کہ ایسا نظریہ کسی بھی مخلوق کے لیے عقلنا اور شرعاً دونوں طرح سے محال ہے، لیکن اگر یہ کہا جائے جو کچھ ازال سے ہوا اور ابد نہیں ہوگا۔ ان تمام پڑھوں حضور ﷺ کے علوم صحیط ہیں تو اس میں کسی قسم کا شبہ یا شک نہیں رہتا۔ حضور ﷺ کے علوم تمام ازال و ابد کے معاملات کو صحیط ہیں۔ یہ بات حق اور حق ہے۔ یہ اللہ اور رسول کے کلام سے ثابت ہے۔ کاش یہ لوگ غور کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تبیاناً بلکل شیء، حضور ﷺ نے فرمایا: تجلیٰ فی بخل شیء میں نے ہر چیز کو روشن فرمادیا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر چیز بمحض پروشن ہو گئی۔

علماء کرام کی رائے ہے کہ حضور ﷺ کو تمام جزوی اور کلی علوم حاصل ہو گئے تھے اور آپ نے کائنات کے تمام علوم کا احاطہ کر لیا تھا تو پھر حضور سرور کائنات ﷺ کے علوم میں شک کرنے کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے ہر چیز بیان فرمادی۔ نبی کریم ﷺ کے علم نے تمام عالم کا احاطہ کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے جو کچھ گزر رہا اور جو کچھ ہو گا سب جان لیا۔ حضور ﷺ تمام کائنات کے واقعات کو ایسے دیکھتے ہیں جس طرح آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہوں۔ آپ تمام اشیاء مخلوق کے عالم ہیں۔ آپ نے تمام علوم اول و آخر طاہر و باطن کا احاطہ فرمایا ہے۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عارف پر ہر شے روشن ہوتی ہے۔ اب ان اقوال و عبارات کے بعد جمیع غیوب کے تسلیم کرنے میں کون سی رکاوٹ رہ جاتی ہے۔ کیا لوگ اپنے اقوال اپنی عقولوں کو کلمات اللہ، کلام رسول اللہ ﷺ اقوال کریں، فرموداں علماء کرام سے زیادہ اہم خیال کرتے ہیں؟ اگر ہمارے معاذین عقل کے ہاتھن لیں تو جس قدر علمی و سعتوں میں غور کریں گے حضور ﷺ کے علوم کی دعائیں کھلتی نظر آئیں گی اگر یہ نظریہ کفر

نادانی یا جہالت ہے۔ تو پہلے اللہ رسول کا کلام بدلو۔ علماء و ائمہ کو کافر اور گمراہ قرار دو۔ اس کے بعد حضرت علام مجیب پر فتویٰ بازی کرو۔

سوال چہارم: مفترضین کو ایک یا اعتراض بھی ہے کہ آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں اتنا یا انتہاء ہے؟ کیا اس علم کی کوئی حدی حساب ہے؟ میں کہتا ہوں۔ ابتدا تو ضرور ہے کیونکہ آپ مخلوق ہیں اور مخلوق کا علم حداث ہوتا ہے اور حداث ہی ہے، لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معلومات کی کتفتی اور حساب تو صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہی ہے کوئی دوسرا اسے حساب دشمن میں نہیں لاسکتا۔ کوئی آدمی یا فرشتہ حضور ﷺ کے معلومات کو شمار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور یہ بات بھی غلط ہے کہ حضور ﷺ کا علم کس مقام پر جا کر سمجھر جاتا ہے یا رک جاتا ہے اور اس کی ترقی میں رکاوٹ آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا علم مسلسل اضافہ پذیر کھا ہے۔ ہمارے آقا عبد الابد تک ذات و صفات الہی یعنی علم میں ترقی فرماتے رہیں گے۔ ہم اس موضوع پر سابقہ صفحات میں تفصیل سے لکھا آئے ہیں۔

سوال پنجم: اعتراض کرنے والے پوچھتے ہیں کہ جب میں یہ کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ذرہ بھر بھی کی نہیں آتی۔ اس سے کیا مراد ہے؟ کیا ازال سے ابدیت کی نہیں ﷺ کے علم سے کوئی شے کم نہیں ہوئی؟ یا کچھ اور مراد ہے میں کہتا ہوں کہ اُر کہیں؛ وہ حضور ﷺ کے علم سے خارج ہو گا تو یہ صاف حدوث کی طرف نظر ہو گا۔ زریں بھی نے فقط مشقال بڑھا کر سوال میں اشتبہا پیدا کر دیا یا ایسا ہے حالانکہ میں نے مشقال سے فقط ۱۰۰۰ قلع نہیں کیا تھا۔ مفترض میرے کلام میں خود یہ بعض چیزوں کا اضافہ ہے۔ ایک ۱۰۰۰ قلع، ۱۰۰۰ ہموار کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس طرح مفترض "مشقال، رقة" ہانفی پیش کر کے ازال سے ابہ تک کے درمیان ثابت کرنا چاہتا ہے۔ زر کا جو داشت میں جو دعا اور ازال سے ذریں کا

وجود تسلیم کرنا چاہتا ہے۔ یہ ایک گمراہ کن تخلیل ہے۔ وہ لفظ مثقال کو بڑھا کر باور کرنا چاہتا ہے۔ کہ ازل سے بھی کوئی چیز تو لی جاتی تھی۔ حالانکہ ازل میں کوئی ایسی چیز نہیں جو وحشا لوں میں تو لی جائے۔ وہاں تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسکے اوصاف کامل ہیں۔ تردد و احتمال کفر کی طرف ناظر رہ گیا یا اس میں ظاہر ہوا۔ یہ دراصل ان گمراہ کن نظریات کی بنیاد ہے۔ یہ حرکت ایسی ہے جو دوسروں کے لیے کنوں کھودے گھر خدا اس میں گر پڑے۔

تمن قسم کے انسان: ہم بار بار یہ بات ذہرا پکھے ہیں اور روز روشن کی طرح واضح کر پکھے ہیں کہ ازل کا لفظ نہ میرے کلام میں ہے نہ وہ معنی اور مطلب جو مفترض لیتا چاہتا ہے، نہ میری مراد ہے۔ میں جواب دوں میں تمن مرتبہ اس کو ذہرا پکھا ہوں۔ انسان کے تمن مراتب ہوتے ہیں۔ پہلا رتبہ صالح مسلمان کا ہے جو سلامتی کے ساتھ زندگی بر کرتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کے متعلق بدگمانی نہیں کرتا۔ اگر خدا خواستہ شعور سے کوئی ایسا لفظ سنائی دیتا ہے۔ جس کے دو معنی لیے جائیں تو وہ اچھی تاویل کرتا ہے اور برائی اور نقصان سے پھر دیتا ہے۔ دوسرا وہ رتبہ ہے جسے توفیق تو نہیں ہوتی گردوہ اپنی دیانت سے اپنے آپ کو ایسی شرح سے محفوظ رکھتا ہے جس سے فرار پیدا ہو۔ ایسا انسان اپنے دین کو بھی محفوظ کر لیتا ہے اور اپنے بھائیوں کے لیے بھی ایسی بے معنی چیزیں نہیں سوچتا جس سے کسی قسم کی بدنایی اور تہمت آئے۔ تیسرا وہ شخص ہے جو مندرجہ بالاغتوں سے یکسر محروم ہو کر آخری حد تک پہنچ جاتا ہے مگر اسکی آنکھ میں کچھ حیا باتی ہوتی ہے۔ وہ اگر کوئی بری چیز محسوس کر پاتا ہے۔ تو اس کے افشاء کی جرات نہیں کرتا کیونکہ افتراء سے اس کی آنکھ کی حیا سے روک دیتی ہے اور وہ اپنی زبان سے دوسروں کو ایذا نہیں پہنچاتا۔ باں معاشرے میں بعض ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں جو حسد کا عکار ہیں وہ تباہ ہو کر حد سے گزر جاتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں اور حق سے من پھر لیتے ہیں۔ وہ

معمولی بات سن کر اعتراف کرتے چلے جاتے ہیں۔ میں ایسے حملہ آور حضرات کو منزہ کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ تھمان میں رہیں گے۔ ان کے لیے بھی بہتر ہے کہ وہ میرے بیان کردہ مسائل اور گزارشات سے فائدہ اٹھائیں۔ وہ میرے الفاظ کو موزوڑ کرایے معانی نہ پہنائیں جن کا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ لفظ ازل کی عظیم تصریح موجود ہے۔ میری مراد اسی تصریح اور تاویل سے ہے۔ آخر اور روز اول کے واضح معانی ہیں پھر تاویل و تصریح کے دروازے بند نہیں ہوئے۔ مگر حسد کی پیاری تو انسان کوتباہ و بر با در دیتی ہے۔

اے میرے دوستو! ان تمام نقائص سے بچو۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری ہدایت کا

ذمہ دار ہے۔ الحمد لله تم الجواب و ظهر الصواب

حرف آخر: سابقہ صفحات کی تحریر ایک کتاب کی شکل میں جمع ہو گئی ہے۔ اس کا نام **الدولة المکتیۃ بالعاصدة الغیبیۃ رکھا گیا۔** یہ نام تاریخی اور خوبصورت ہے۔ پھر ان مقاصد پر بھی روشنی ڈالتا ہے جنہیں میں بیان کر چکا ہوں۔ یہ ابجد کے حروف سے سال تالیف و تصنیف کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

الحمد للہ۔ اس بندہ ضعیف نے اس کتاب کا پہلا حصہ سات گھنٹوں میں مکمل کر لیا تھا۔ پھر اسے مزید مفیدہ بنانے کے لیے نظر ششم کا اضافہ کیا اور بے پناہ مصر و فیتوں کے باوجود آج ٹپہر کے بعد دوسرا حصہ بھی مکمل ہو گیا۔ اس حصہ پر مجھے ایک تھنڈہ مزید صرف کرنا پڑا۔ بحث **لہٗ یے ۷۲ ذی الحجه بروز بدھ بوقت عمر مکمل ہو گیا۔**

**وَأَكْمَلَ الصلوة وَأَكْمَلَ السَّلَامُ عَلَى الْمَوْلَى الْمَحْصُوصِ لِطَبِّ الشَّرِيفِ صَاحِبِهِ
نَوْمُ الْخَشْرُ وَعَلَى آلِهِ الْكَرَامِ وَصَاحِبِهِ الْعَطَامِ مَادَارِ الْفَحْرَ وَلَالِي عَنْرُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَلَمِينَ.**

نت بالحر

تلمیص و ترجمہ تقاریب

از

مولانا عبد الرحمن تھوی

مفتی مالکیہ، مکہ معظّر

احمد الجزائری بن السيد احمد المدنی

علامہ زمان، یکتا نے روزگار، مخطوط انتشار، سید عدوان، شیخ عرفان، حضرت مولانا شیخ احمد رضا خاں کا رسالہ "الدولۃ المکیۃ بالمعادۃ الغیبیۃ" کا مطالعہ کیا۔ یہ ایسی تالیف ہے جس سے ہر صاحب توفیق بحمدہ رہا انسان نفع حاصل کرے گا۔ مصنف پر یہ الزام کہ علم الٹی اور علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مساوات کے قائل ہیں، اس رسالے کے مطالعے سے غلط ثابت ہوتا ہے۔ رسالے میں ایسی کوئی بات نہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف کو اپنے افضل سے نوازے اور مسلمانوں میں ان جیسے بہت سے علماء پیدا کرے۔ آمین! ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۲ء



حافظ کتب الحرم، مکہ معظّر

شیخ اسماعیل ابن خلیل

حضرت جناب سیدی خاتمة العقباۃ والحمد ثین، اطآل اللہ بقاء کم
الستا معلیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو آفات سے محفوظ رکھے، آمین! آپ سے جدا ہو گیا مگر دل نہ چاہتا تھا۔ کیا کریں دستور زمانہ بھی ہے۔ کئی بار سوچ کر بچھوڑنے پر خدمت ہوں لیکن ماں اور بھائی ضعیف ہو گئے ہیں جن کی خدمت کے ہے

محبوب اجاتا پڑ رہا ہے ورنہ دل تو یہ چاہتا ہے کہرتے دم تک آپ کی چونکھت پر پڑا رہوں اور آپ کے حضور حاضر رہوں۔

میں جمعہ کے روز نماز کے وقت سمجھی پہنچا، حاجی محمد قاسم صاحب میرے نیلی گرام کے مطابق اسٹین پر انتقال میں تھے، وہ اپنے گمر لے گئے۔ میں نے خیال کیا شاید ان کے بال پرچے بیہیں ہوں گے لیکن رات کو معلوم ہوا کہ میری وجہ سے پورا گمراخالی کر دیا گیا ہے۔ اس پر مجھے خوشی تو ہوئی مگر ساتھ ہی اپنے نفس پر ملامت کرتے ہوئے میں نے کہا کہ تو لوگوں پر کیسا بوجہ ہے، کیا ہر جگہ ایسا ہی کریں گا؟ حاجی صاحب اپنے لڑکوں کے ساتھ ہمارے پاس رہتے ہیں اور بے حد خدمت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صدق عطا فرمائے، آمین!

حضور! حاجی صاحب نہایت ہی عبادت گزار ہیں۔ رات کو صرف دو گھنٹے سوتے ہیں، باقی رات نماز اور تلاوت قرآن میں گزار دیتے ہیں۔ کاروباری انہاک کے باوجود اتنی محنت و ریاست کرتے ہیں۔

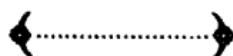
میری طرف سے حضرت مولانا حامد رضا صاحب، حضرت مولانا مصطفیٰ رضا صاحب اور حاجی کفایت اللہ صاحب کو تھنہ سلام قبول ہو۔ ان حضرات نے میرے ساتھ خود احسان کیا ہے! اس کا بدلہ میں نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کا صدق عطا فرمائے۔ میری جانب سے مکاہلی والدہ یعنی مولانا حامد رضا خاں اور مولانا مصطفیٰ رضا صاحب کی والدہ میرا سلام قبول فرمائیں۔ ان کا ذکر آدبا مناسب تو نہیں لیکن میں اپنے آپ کو آپ کا تیرہ افزونہ شمار کرتا ہوں۔ ان سے فرمائیں کہ سعادت دعاء تجھے نوازیں۔ میں آپ کے احسانات کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتا۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کو خوب نوب نواز۔ اور روزِ محشر میرا عجیب بنائے۔ آمین!

آپ کا بیٹا، حافظ کتب، استعیل ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء

مدرس حرم نبوی، مکہ معظّر،

حسین بن محمد

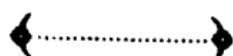
عالم و عامل، سنبھال شیخ احمد رضا خاں بریلوی کی تالیف "الدولۃ المکیۃ بالمالۃ الغیبیۃ" میں نے مطالعہ کی، اس میں ایسی قوی دلیلیں ہیں جو مخالفین کو خاموش کر دیتی ہیں۔ جو شخص بھی اس کتاب کے مقابلے پر کوئی نظریہ پیش کرے گا، مغلوب ہو گا۔ (صفر ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء)



مدینہ منورہ

محمد سعید

حضرت استاذ مکرم شیخ محمد کریم اللہ صاحب کی طرف سے سلام پیش خدمت ہے۔ گذارش ہے کہ "الدولۃ المکیۃ" سے متعلق پہلا اور دوسرا ٹیکر ام موصول ہوا۔ اس سلسلے میں حضرت استاد شیخ عبدالحمید آنڈی عطاء نے فرمایا ہے کہ میں نے مفتی آنڈی صاحب کو تقریظ کے لیے مذکورہ کتاب روانہ کر دی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ وہ تقریظ جلد کر مجھے بھیج دیں گے پھر میں آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا۔ (۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء)



مدینہ منورہ

احمد بن محمد بن محمد خیر الساری

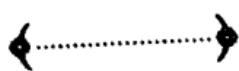
حقیقت محمد یہ کو پر کئنے سے ساری کائنات عاجز ہے، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

”ابو بکر! اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، میری حقیقت کو میرے
مالک کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء و اولیاء، صلحاء اور علماء نے اپنے اپنے ادراک کے
مطابق جانا پہچانا ہے۔ مقام قرب میں تفاوت ہے اس لیے مرکین کے مقامات بھی مختلف
ہیں۔ سب ہی نے روح مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض پایا ہے، آپ ابوالارواح
ہیں۔

خالقین جاہل قوم ہیں۔ وہ حق سے اس قدر غافل ہو گئے جس کی مثال نہیں ملتی۔
حضرت علامہ استاذ فاضل شیخ احمد رضا خاں بریلوی کی تالیف ”الله ولۃ الملکیہ“ میں نے مطالعہ
کی۔ اس میں مؤلف نے مسکرین کا خوب روکیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزاً خیر عطا فرمائے،
آئیں! ۵ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء



مدینہ منورہ

سید عمر بن سید مصطفیٰ غیطہ

سعادت ابدیہ کا امیدوار سید عمر بن مصطفیٰ غیطہ، خادم حدیث حرم نبوی عرض کرتا ہے

کہ حضرت علامہ عارف ربانی، استاد بزرگ، عالم بے نقطہ حضرت شیخ احمد رضا خاں کی تالیف "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" "مسجد نبوی میں مجھے بنائی گئی۔ میں نے اس کوختصر مگر جامع و صحیح پایا۔ یہ وہم کی تاریکی سے نکال کر فہم کی روشنی کی طرف لے جاتی ہے، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو مفید بنائے، آمین ۲۲ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ / ۱۹۱۳ء



مدینہ منورہ

عبد القادر حلمی الحسنی الخطیب

جب میں مدینہ منورہ میں زیارت روضہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا تو بعض احباب نے علامۃ البندو علامۃ الدہر حضرت مولانا شیخ احمد رضا خاں صاحب کی تالیف "الدولۃ المکیۃ" کو دیکھنے کے لیے اصرار کیا، چونکہ وطن واپسی کا وقت قریب آچکا تھا اسے لیے جلدی جلدی رسالہ مذکورہ کو پڑھا، میں نے اسے سرچشمہ تحقیق پایا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ مؤلف علام کے بارے میں جو یہ مشہور کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے برابر سمجھتے ہیں؛ سراسر جھوٹ و بہتان ہے، اس الزام کے خلاف یہ کتاب ایک روشن ثبوت ہے۔ (۲۲ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ / ۱۹۱۳ء)



مدرس حرم نبوی، مدینہ منورہ

عبدالکریم ابن التارزی بن عزوز التونسي

استاذ کامل، فرید عصر، یگانہ دہر حضرت علامہ شیخ احمد رضا خاں کی تالیف "الله و لة المکیہ" دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی، اس کے مضمین قابل اتباع ہیں جو حقیقت میں الہامات ربانیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف علام کو جزاۓ خیر عطا فرمائے اور ان جیسے افراد بکثرت پہیدا فرمائے، آمین!



مدینہ منورہ

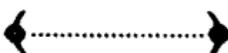
عبداللہ احمد سعد گیلانی الحسینی الحموی

اس رسالہ معبرہ کو کسی تعریف و توصیف کی حاجت نہیں۔ اس لیے میں نے اس طرف سے پہلو تبی کیا۔ اس کے علاوہ ہر سے ہر سے علماء و فضلاء، اس پر اپنے تاثرات اور تعریفیں لکھے ہیں۔ ہمیں صرف مؤلف سدر اللہ تعالیٰ کے بارے میں لکھنا ہے۔

آپ کی ذات گرامی مشہور و معروف ہے، مدینہ پاک میں سید احمد غلی اور شیخ اکرمیہ اللہ سے ملاقات ہوئی۔ دونوں نے آپ کی تعریف و توصیف کی۔ جب ان حضرات سے معلوم ہوا کہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نماں عشق اور حضرت غوث اعظم سے نماں محبت ہے تو اللہ کے لیے مجھے ان سے محبت ہوئی اس لیے کہ مجہوب کا نہ است بھی مجہوب ہوا زردا ہے۔ ہر چیز کو آثار سے پرکھا جاتا ہے۔ آپ سے آثار ان حضرات نی کوئی نہیں ملی تحدیق کرتے ہیں۔ کاش کہ آپ کے اندرا، انساف سے ہمیت اور آپ نے محبت، مولیٰ فدر کرنے تاہمہ بھکارے بغیر رہتے۔

حضرت! آپ اس قوم ہی ملامت سے نسلکن نہ ہوں۔ انہا تجھے اس وقت ظاہر

ہو اجنب وہ اپنے زعم میں آپ کو آزمانے لگے بھر آپ کو بے داغ پا کر مایوس ہوئے، آپ کو اجر عظیم ملا اور آپ کی رفتہ اور قدروں منزالت میں اضافہ ہوا گویا کہ دشمنوں نے آپ کی عزت و حرمت بڑھانے میں سر توڑ کوششیں کی چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا چاہتا ہے تو اس کے دشمنوں کو اس کے لیے مددگار بنا دیتا ہے، ایسا کیوں نہ ہو، آپ اس قول کے مصدقہ ہیں کہ ”جَرِيَّلٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا خُصُّ كَمَنْهُ“ کے ساتھ ہوتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا عہد کرتا ہے، اور یقیناً اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعہ آپ کی مدد فرماتا ہے، آپ غالب ہیں اور علم کا علم آپ کے سر پر لہرا رہا ہے میں اس مقامِ رفیع پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

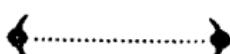


درس حرم نبوی، مدینہ منورہ

علی بن علی الرحمانی

یہ رسالہ عالم علامہ، بحیرہ مادہ، معدن فصاحت و بلاغت، اجل علماء اہل السنۃ والجماعۃ، مولانا و استاذنا شیخ احمد رضا خاں کی تالیف ہے، میں نے اس رسالے کو شافی و کافی اور جامع و دوائی پایا جو مؤلف بزرگ کے کمال علم پر دلالت کرتا ہے، پیشک وہ اکابر علماء اہل سنت میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی ذات اور ان کی تصانیف سے نفع پہنچائے اور ان کے برکات و نعمات ہم پر اور تمام مسلمانوں پر لوٹانا تھا ہے، آمین!

میں نے اس بزرگ اور بلند مرتبہ تالیف کے مطالعہ کی تاریخ کی ہے۔

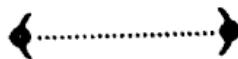


مدینہ منورہ

محمد بن سید الواسع حسینی الادرسی

۱۳۲۰ھ میں جبکہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوں، فخر ہند علامہ شیخ احمد رضا خاں کی تصنیف "الدولۃ المکیۃ بالمادة الغیبیۃ" کی خبری۔ مجھے یہ رسالہ بہت پسند آیا۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ مبارکہ کے مصنف کو جو صاحب نقد و نظر ہیں، بہترین جزاً عطا فرمائے۔ اس مبارک تصنیف سے انہوں نے اہل سنت کے دلوں کو سرور کیا۔

بعض غیب تو بعض اولیاء امت بھی جانتے ہیں چنانچہ میرے والد ماجد سید واسع سے زندگی میں اور انتقال کے بعد بہت سی ایسی کراتیں ظہور میں آئیں جو علوم غیبیہ کی خبر دیتی ہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کی کیا بات، جو اولین و آخرین کے سردار ہیں۔ (۱۳ جمادی الثانیہ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء)



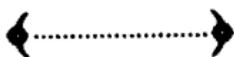
مدینہ منورہ

محمد توفیق الایوبی الانصاری

رسالہ "الدولۃ المکیۃ بالمادة الغیبیۃ" جو جنم میں چھوٹا ہے، مگر معلومات کے لحاظ سے بڑا ہے۔ فاضل مصنف سے میری التجاہ ہے کہ اپنی دعاوں میں مجھے شامل رکھیں۔ ان کی دعائیں قبولیت کے شایان شان ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاصاً مجت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ مصنف کو بہتر بدله عطا فرمائے اور آخرت میں اپنی کامل نعمتوں سے

سرفراز فرمائے، آمین!

بیک مصنف پاکیزہ بیان دالے ہیں، انہوں نے اپنے پاکیزہ دلائل بیان کر کے خلوق و خالق کے علم میں فرق کر دیا ہے اور اپنے بے خطا تیر سے حقیقت کے جگر کو ٹکار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جیسی ہستیاں زیادہ سے زیادہ پیدا فرمائے اور اپنے جود و سما کی بارشیں کرے، آمین!



درس حرم نبوی، مدینہ منورہ

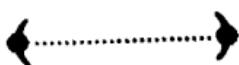
یعقوب بن رجب

درس حرم نبوی یعقوب بن رجب ایک خواب عرض کرتا ہے جو اس رات دیکھا جس رات کتاب "الذ دلۃ الملکیہ" حاصل کی۔ ہوا یہ کہ میں دولت مکیہ کا خطبہ پڑھ کر سو گیا، خواب میں دیکھتا ہوں کہ آسمان کھل گیا ہے جس پر لکھا ہوا ہے:

”کتاب نور سے ہے اور کتاب کے حروف انتہائی تعظیم کے لاائق ہیں“

اس سے مجھے انتراح صدر حاصل ہوا اور میں نے یقین کیا کہ یہ خواب کتاب کے مطالعہ کی برکت سے نصیب ہوا، پھر جب اس کتاب کو پورا پڑھ چکا تو حضرت مؤلف کی مدح میں چند کلمات لکھے اور سو گیا، خواب میں دیکھا کہ مجرہ مقدسہ کا دروازہ طبوہ کی خادم نے کھولا اور کچھ لوگ داخل ہوئے ہیں اور میں بھی حضرت حمزہ کی زیارت کے ارادہ سے داخل ہوا ہوں۔ دیوار پر میں نے ایک پیالہ دیکھا، میں سمجھا کہ اس میں پانی ہے، مجھے پینے کا اشتیاق ہوا لیکن اجازت لینے کے لیے توقف کیا پھر مجھے معراج سے واپسی پر حضور علیہ الصلوٰۃ و

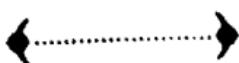
السلام کا یہ قصہ یاد آگیا کہ آپ جب صراغ سے واپس تشریف لارہے تھے کسی اونٹ پر آپ نے پانی کا پیالہ دیکھا اور بلا اذن نوش فرمایا تو میں نے بھی اس پیالے کو اٹھایا، اس میں خالص دودھ تھا، اس کو میں نے سیر ہو کر پیا، پھر بھی باقی نمی گیا، دیکھتا ہوں کہ میں باب طبوبہ کے پاس کھڑا ہوں اور کتاب (الله ولت الحکیم) میرے سینے پر ہے جس کو ہاتھوں سے سیئے ہوئے ہوں، پھر آنکھ کھل گئی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کتاب بڑی شان والی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں مرغوب و محبوب ہے۔ (ذی القعدہ ۱۴۲۹ھ / ۱۹۱۱ء)



مدینہ منورہ

محمد تیمین بن سعید

ادیب لبیب شیخ احمد رضا خاں کی تالیف "الدولۃ المکیۃ بالمدادۃ الغیبیۃ" مطالعہ کی اور اس کو قابل قبول پایا کیونکہ یہ ان باتوں سے پاک ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں اور اس میں ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مصنف کو آپ کے طفیل مقبولیت و سعادت عطا فرمائے اور ان کی تمام امیدیں و آرزویں برلائے، آمین! (رمضان السبارک ۱۴۲۹ھ / ۱۹۱۱ء)



مدینہ منورہ

محمود بن صہبۃ اللہ

یگانہ روزگار، یکتا نے زمانہ، علامہ دہرمولانا احمد رضا خاں کی تالیف "الدولۃ

المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ”مطالعہ کی۔ پیشک اس رسالے میں ایسی باتیں ہیں جو یہاں کو صحت عطا کریں اور تشنہ کاموں کو سیراب کریں، اس رسالے میں مسئلہ علم غیب کی پوری پوری تحقیق کی ہے اور ان امور کی حقیقت واضح کر دی ہے جن میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو دونوں جہان میں اچھا بدلہ عطا فرمائے اور دونوں جہان میں ان کے درجات بلند فرمائے، آئین! (۵ اربعہ الثانی ۱۴۳۱ھ / ۱۹۱۳ء)



مدرس حرم نبوی، مدینہ منورہ

مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الشَّوْبَلِ

بندہ حقیر، مدرس حرم نبوی محمود بن شیخ علی عبد الرحمن شوبل عرض کرتا ہے کہ حضرت عالم الخیر، دراکتہ الشہیر، امام، مرشد شیخ احمد رضا خاں ہندی کی تالیف (الدولۃ الالکیۃ) میں نے مطالعہ کی، اس کے مضاف میں امام الانبیاء سید الاصفیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر عجیب انداز سے لکھے گئے ہیں، اس کو آنکھوں کے پانی سے دلوں پر لکھتا چاہیے۔ (کیم ریچ الادول ۱۴۳۱ھ / ۱۹۱۳ء)



مدرس حرم نبوی، مدینہ منورہ

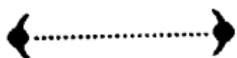
مُصطفَىٰ بْنُ التَّارِزِيِّ بْنُ عَزْوَزِ التُّونِيِّ

میں نے رسالہ ”الدّوّلۃ الالکیۃ“ کے مطالعہ کا شرف حاصل کیا۔ اس کے مؤلف رہبر و رہنماء، علامہ اکبر اور عمدۃ الفہماں ہیں، اپنے علم و کمال کی وجہ سے مشہور ہیں، عارف بالله ہیں

اور ہر حال و مقام میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں یعنی ہمارے سردار احمد رضا خاں صاحب، ان کی مسائی مقبول و محسود ہوں، ان کی عنایات بلند اور لطف و کرم ہمیشہ ہمیشہ جاری رہیں۔ میں نے اس رسالے کی اصولی باتوں کے لفظی جواہر کی طرف توجہ اور اس کے باعث معانی کے پھولوں میں فکر کو جولاں کیا تو میں نے اس کے بے مثال موتیوں کو خوش بیان اور خوب مضبوط پایا، اس کے روشن فائدوں سے ذہنوں کے باغوں میں روشنیاں پھیل گئیں۔ اس کی شانیں اور جزیں فیصلہ کن اور واضح قرآنی آیتوں صحیح و مشہور حدیثوں اور اعلیٰ قسم کی عقلی روشن دلیلوں سے لدی ہوئی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات علمیہ کی پاسبان ہے اور عقائد اہل سنت و جماعت کے عین مطابق، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کمال کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے جس نے آپ کو یہ علوم عطا فرمائے، اس سے انکار ایک جاہل ہی کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مولف کو خوب خوب نوازے۔ وہ استاد کامل اور جامع (معقول و منقول) ہیں، وہ ابر باراں کی طرح فیض رسائیں ہیں، انہوں نے بندگان خدا کو فائدے پہنچائے اور ان کو راہ دکھلائی، انہوں نے شہروں کو روشن کیا، یہاں کے شرف و بزرگی اور حسن سیرت کی دلیل ہے اور ان کے اخلاق، پاکیزگی، طبعی ذکاوت اور آگہی کا روشن ثبوت، وہ معقول و منقول اور اصول و فروع کے میدانوں میں گوئے سبقت لے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں ان جیسے اور بہت سے افراد پھیدا کرے، آمين!



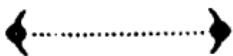
مذیعہ منورہ

موسیٰ علی الشامی الازھری الاحمدی الدردیری

میں نے رسالہ "اللہ و لہ المکیہ" کا مطالعہ کیا، اس کو شفاء پایا اور اہل حق یعنی اہل سنت و جماعت کے دلوں کی دوا اللہ تعالیٰ اس رسالے کے مصنف کو اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزئے خیر عطا فرمائے اور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں دونوں جہاں میں اپنی عنایات نازل فرمائے، اس لیے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مججزہ علم غیب کی تائید کے لیے کفرے ہو گئے ہیں جس سے کتاب اللہ اور حدیثین بھری ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ یہ مسئلہ آنکتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا۔

مصنف کتاب، اماموں کے امام، اس امت کے دین کے مجدد ہیں، یقین کے نور اور قلوب کے انوار کی تائید سے آراستے ہیں ون؟ شیخ احمد رضا خاں! اللہ تعالیٰ ان کو دونوں جہاں میں قبول و رضوان عطا فرمائے، آمین! (کیم ریچ الادول

(۱۰ شعبان ۱۴۳۰ھ / ۱۹۱۲ء)



مذیعہ منورہ

حدایۃ اللہ بن محمود بن محمد سعید السندي الکبری

بندہ ضعیف جب ۹ محرم ۱۴۳۰ھ کو چھٹی مرتبہ زیارت روضہ مبارکہ حضور علیہ الصلوٰۃ

السلام کے لئے حاضر ہوا تو زیارت کے بعد مواجهہ شریفہ میں جامع الفتاویں والمخاصل مولانا محمد کریم اللہ سے طاقتات ہوئی، انہوں نے مجده دماتہ حاضرہ حضرت علامہ عبد المصطفیٰ شیخ احمد رضا خاں ختنی قادری کی تالیف جملہ "اللہ ولہ الکریہ" کا ذکر کیا، میں عرصہ دراز سے اس رسائلے کا مشتاق تھا، یہ میری دیرینہ آرزو مولانا نے مذکور کی وساطت سے پوری ہوئی، میں نے کتاب مطالعہ کی اور محفوظ ہوا، اس قدر مسرور ہوا کہ جس کے بیان سے زبان و قلم دونوں عاجز ہیں۔ میں نے تحقیق و تدقیق میں اس رسائلے کو خوب سے خوب تپایا اور مجھے یقین ہو گیا کہ شنید، دید کی مانند نہیں ہوتی۔

جو کچھ حضرت مولف علامہ کے مخالفین نے پروپیگنڈہ کیا تھا کہ مولف علامہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر سمجھتے ہیں، یہ الزام سراسر جھوٹ ہے جو مخالفین کے حسد و بغاوت کی پیداوار ہے بلکہ ان کے جہل مرکب اور کندھنی کی دلیل ہے، کاش ان کو معلوم ہوتا کہ حسد صرف ہلاک کرتا ہے اور حسد کبھی رہبر نہیں بن سکتا، اللہ تعالیٰ کے حضور ایسی جمیلی قوم سے فکاہت ہے جو افتر و پر فخر کرتے ہوئے اس آئی کریمہ سے روگردال ہے: السما بیغیری الکذب الدین لا یؤمدون۔ ان لوگوں کی گھٹیا درجہ کی حرکتوں میں یہ ہے کہ اپنی گھری ہوئی باتوں کو مشہور کرنے میں کوئی سر نہیں انحراف کرتے، اس وقت اللہ تعالیٰ کی اس آئی کریمہ کو بھول جاتے ہیں: ان الدین بیذون المزا منہن والمؤمنات بغير ما اکتسبو القد احتملوا بھتنا و الشامیہ۔

کاش ان لوگوں کی آنکھوں پر حسد و بعض کے پردے نہ ہوتے تو مذکورہ رسائلے کے کئی مقامات پر مولف علام کی تحریر کی روشنی اپنے باطل دعویٰ کو پادر ہوا پاتے۔ مثلاً:

نظر اول میں مؤلف فرماتے ہیں: ”علم ذاتی اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے جو بھی علم ذاتی میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ بھی کسی کے لیے ثابت کرے تو وہ کافروں مشرک ہے۔“

اور فرماتے ہیں: ”علم غیر متأہل بھی اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔“

اور فرماتے ہیں: ”کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کے علم کو تفصیلاً، شرعاً اور عقلاً احاطہ نہیں کر سکتا بلکہ تمای جہانوں کے علوم جمع کیے جائیں تو ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے علوم کے سامنے ایک قطرے کے ہزاروں حصے میں سے کسی ایک حصہ کی ہزارہا سو سوں کی طرف نسبت کی ہاتھ ہے۔“

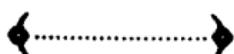
نظر ہانی میں فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ کائنات کے علم کی مساوات کا خیال بھی کسی مسلمان کے دل میں نہیں آ سکتا۔“

نظر ٹالث میں فرماتے ہیں: ”علم ذاتی مطلق محیط تفصیلی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، تخلوقات کو صرف علم عطائی حاصل ہے۔“

نظر خامس میں فرماتے ہیں: ”ہم کسی مخلوق کا علم اللہ کے علم کے برابر اور مستقل نہیں مانتے بلکہ بعض عطائی مانتے ہیں۔“

پس مخالفین، مساوات کا ڈھنڈوڑھ کیسے پہنچتے ہیں! — کیسے حق سے ہے

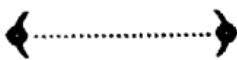
جاتے ہیں! (۱۳ اربع الحادی ۱۹۱۲ھ / ۱۳۳۰ء)



درس حرم نبوی، مدینہ منورہ

لیلین احمد الغیری

میں نے ایک موجز مندرجہ، ایک عظیم المرتبت کتاب مطالعہ کی (کوئی کتاب) "الدولۃ المکیۃ بالمعادۃ الغیبیۃ" مسائل شریفہ کی تحقیق کے لیے یہ ایک قاموس ہے اور بزرگ و بلند معارف کی توفیق کے لیے ایک حصار ہے۔ کیوں نہ ہو، وہ محدثین کے امام ہیں، یگانہ روزگار اور یکتاںے زمانہ ہیں کون؟ مولانا الكامل السيد احمد رضا خاں، اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ان کو لباس معرفت میں جلوہ گر رکھے، آمین! (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)

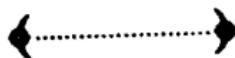


مدینہ منورہ

یوسف بن اسملعیل النہجی

اس سال ۱۳۳۱ھ میں مدینہ منورہ میں بعض فاضل علماء خصوصاً سید عبد الباری بن علامہ سید امین رضوان نے خواہش ظاہر کی کہ میں علامہ امام احمد رضا خاں کی تالیف "الدولۃ المکیۃ بالمعادۃ الغیبیۃ" پر تقریظ لکھوں، ان سے قبل عالم باعمل، شیخ کریم اللہ ہندی نے بیروت کے پر مجھ سے خط و کتابت کی تھی، جب اس دفعہ سید عبد الباری نے کتاب میرے پاس پہنچی تو میں نے اس کو شروع سے آخر تک پڑھا اور تمام دینی کتابوں میں زیادہ فرع بخش اور مفید پایا، اس کی دلیلیں بڑی مسحکم ہیں جو ایک امام کبیر، علامہ اجل ہی کی طرف سے ظاہر ہو سکتی ہیں، اللہ تعالیٰ اس کے مصنف سے راضی رہے اور اپنی عناۃتوں سے ان کو راضی کرے، آمین!

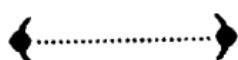
(۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء)



شام

احمد رمضان

۱۳۳۱ھ میں جب زیارت کے ارادے سے مدینہ منورہ حاضر ہوا تو بعض فضلاہ نے حضرت علامہ امام احمد رضا خاں ہندی کی تالیف "الدولۃ الکنیۃ" سے آگاہ کیا، میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور اس کو حسن بیان اور پختگی برہان میں آنکاب کی مانند چکتا پایا، یہ حقیقت صاحب بصیرت الہل اور الہل تقویٰ پر پوشیدہ نہیں۔ علامہ موصوف نے خالق اور خلوق کے علم کا عمدہ طریقے سے فرق بیان کر دیا ہے جو عین حق ہے — اللہ تبارک و تعالیٰ مؤلف علام کو جزائے خیر عطا فرمائے اور علماء الہل سنت و جماعت کی تائید فرمائے اور ہم کو ان لوگوں میں کردے جو سن کر اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں، آمين!



شام

عبد الحمید بکری الطارشافی

میں ماہ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ میں سید الموجودات، اشرف الخلوقات کے دربار میں بقصد زیارت حاضر ہوا تو مجھے حرم شریف کے خدمت مگر حضرت علامہ احمد الخطیب طرابلسی نے رسالہ (الدولۃ الکنیۃ) کا مطالعہ کرایا، اس رسالے میں مشاہیر علمائے ہند میں سے ایک

عالم حضرت علامہ، محقق و محقق مولیٰ الہمام احمد رضا خاں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض خصائص و فضائل واضح طور پر بیان فرمائے ہیں جن میں اہل سنت و جماعت کا کوئی اختلاف نہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اس کا صد عطا فرمائے اور اس کے نفع کو عام فرمائے، آمین!

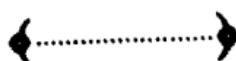


مشق

محمد آفندی الحکیم

بانگ و بہار، بے شل کتاب "الدولۃ المکیۃ" کے مطالعہ سے مخطوط ہوا۔ میری معرفت میں اضافہ اور میرے قلب میں پھیلی پیدا ہوئی، یہ کتاب مؤلف علام کے معارف نقلیہ و عقلیہ اور شریعت محمدیہ کے لئے ان کی غیرت پر گواہ ہے، اللہ تعالیٰ اسلام میں ان جیسے علماء بکثرت پیدا کرے جو ہدایت و ارشاد کیلئے آن قاب بن کرچکیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت علام احمد رضا خاں کو اپنی عنایت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل رہتی دنیا تک سچائی پر قائم رکھے اور یہ باطل کو مٹاتے رہیں اور حق کو ثابت کرتے رہیں، آمین!

(۲۳ مصفر ۱۹۱۲ھ / ۱۹۳۲ء)

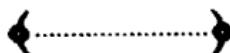


محمد امین سوید

علامہ کبیر، فہماہہ شہیر، محقق و مدقق کامل شیخ احمد رضا خاں کی تالیف "الدولۃ المکیۃ"

بالسادۃ الغیبیۃ“ کا مطالعہ کیا، میں نے اسے ایک ایسا عظیم الشان سایردار درخت پایا جو اپنے دامن میں مذہب اسلام کا جو ہر سینئے ہوئے ہے اور ایک چمن ہے جو عقائد اہل ایمان کا نجوذ ہے۔

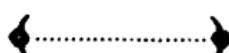
بیشک علم ذاتی محیط، اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا اپنے مخصوصین کو اپنے علم سے آگاہ کرتا جس سے وہ پہلے نا آشنا تھے، اسی بات ہے جس کے جائز اور واقع ہونے میں کوئی شک نہیں۔ یہ علم ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر موقوف ہے جو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے علم سے مطلع کیا جو آپ کے لیے خاص ہیں اور آپ کے سواتnam تخلوقات ان سے نا آشنا ہے۔ (۱۶ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ / ۱۹۱۳ء)



مشق

محمد امین السفر جلانی

میں نے اہم کتاب (الله دلہ المکیہ) مطالعہ کی، یہ اہل ایمان کے عقائد کا خلاصہ ہے اور اہل سنت و جماعت کے مذہب کی مowitzید ہے۔ رسالہ مذکورہ مولف علامہ، مرشد فہماں شیخ احمد رضا خاں ہندی کی عظمت شان پر گواہی دے رہا ہے، اللہ تعالیٰ آخرت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جہنڈے تلے ان کو اور ہم کو جمع فرمائے، آمین (۲۳ صفر ۱۴۳۲ھ / ۱۹۰۹ء)

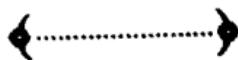


مشق

مُحَمَّد بْن سِيد الْحَطَّار

میں نے اس اہم رسالے کو مختصر وقت میں دیکھا، یہ مؤلف علام کی تحقیق و تدقیق کی شہادت کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی گواہ ہے کہ مؤلف اہل سنت و جماعت میں سے ہیں۔ آپ نے اپنے رسالے میں یہ ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علوم غیریہ عطا یہی حاصل ہیں، اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ علم غیر جس تک مخلوق کی رسائی ممکن نہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اس پر مطلع فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اہل سنت و جماعت کے مذہب کی تائید کے لیے آپ جیسے حضرات بکثرت پیدا کرے، آمین!



مشق

محمد تاج الدین بن محمد بدرا الدین

۱۳۲۴ھ میں جب دمشق سے مدینہ متوسطہ حاضر ہوا اور سید العالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھت کی زیارت سے شرف یاب ہوا تو مجھے "الدولۃ المکیہ" کے مطالعہ کے لیے کہا گیا چنانچہ میں نے اس کتاب کو اس طرح مضطربانہ دیکھا جس طرح دوست دوست کو جدا ہوتے وقت دیکھتا ہے، میں نے اسے بے مثل پایا، اس کی صداقت بیانی اور استقامت نشانی روشن ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کتاب کے مؤلف بڑے صاحب فضل مولانا شیخ احمد رضا خاں ہیں جو اپنے ہم مثلوں میں بہترین اور قدر و منزلت والے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا عطا

فرمائے اور ہم سب کو قیامت کے دن حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جہنڈے تلبے جع
فرمائے، آمین!

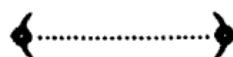
میں نے چند وجہات کی وجہ سے تقریباً میں اختصار کو پیش نظر رکھا، پہلی بات تو یہ کہ
مؤلف کے اوصاف تفصیل و تطویل سے بے نیاز ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ میں دیار حبیب
صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو رہا ہوں، آنکھیں ایکبار ہیں اور یہ تقریباً لکھ رہا ہوں (ربيع
الثانی ۱۴۳۲ھ ۱۹۱۳ء)



مشن

محمد عطا اللہ القسم

کتاب "الدّولۃ المکیّہ" مطالعہ کی، یہ سیدگی راہ دکھانے والی ہے اور قرآن و
حدیث و اقوال صحیح پر مشتمل ہے، مؤلف علام حضرت شیخ احمد رضا خاں کو اللہ تعالیٰ خوب خوب
نوازے اور ان کا فیض عوام و خواص پر ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے، انہوں نے اچھی تحقیق کر کے
عوام کو فائدہ پہنچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہماری اور ان کی مدد
فرمائے اور حسن خاتمه فرمائے، آمین! (ربيع الاول ۱۴۳۳ھ ۱۹۱۵ء)

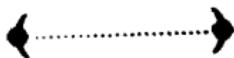


مشن

محمد القائم

عالم و عامل، فاضل و کامل حضرت شیخ احمد رضا خاں کی تالیف "الدّولۃ المکیّہ" بالمادة
الغیریہ" مطالعہ کی، یہ اپنے موضوع پر فیصلہ کرن کتاب ہے اور حکمت سے معمور ہے، مؤلف

قابل مبارک باد ہیں کہ ان مباحثت میں فور و غلر کے بعد گردہ باطل کے جمع کردہ دلائل کو پارہ پارہ کر دیا، یہ عین حق ہے کیونکہ مولف کتاب فعال و کمالات کے ایسے جامع ہیں جن کے سامنے بڑے سے بڑائیجھے ہے، وہ فضل کے باپ اور بیٹے ہیں، ان کی فضیلت کا یقین دشمن و دوست دونوں کو ہے، ان کا علمی مقام بہت بلند ہے، ان کی مثال لوگوں میں بہت کم ہے، اللہ تعالیٰ ان کی حیات سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور ہم کو ان کو ان کی برکات سے سرفراز فرمائے، آمین! (۲ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء)



دش

محمد بنی اللہ علی الحفیہ مدی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم عطا فرمائے اور تمام پیشیدہ راز دل سے آگاہ فرمائے، ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ساری تخلوقات تک اللہ تعالیٰ کا مطر پہنچانے کے لیے آپ واسطہ مطلقی ہیں، اس بات کو وہی تجویز کرتے ہیں جس کو معرفت حاصل ہو، جاہل کو کیا ہا! — اللہ تعالیٰ سے دعا بے انتہا افس کو جزاۓ خیر عطا فرمائے اور ہمیں ان کے ساتھ قیامت کے دن حضور علیہ اصلہ، السلام، جہنم، سکنی بخوبی دے دیں۔ آمین! (۲۱ مصفر ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء)



مشق

محمد بن حمی المکتبی الحسینی

جاور مدینۃ النبی، استاد محترم مولوی شیخ کریم اللہ کی وساطت سے علامہ محقق شیخ احمد رضا خاں کی تالیف "الدولۃ المکتبیہ" کے مطالعہ سے مشرف ہوا، میں نے اس رسالے کو عقائد سلف کے مطابق پایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غیوب کے متعلق خبر دینا آپ کی دوسری تمام نشانیوں اور مجرزات کی طرح ہے، ابن تیمیہ نے بھی ابواب الحجح میں ان کا ذکر کیا ہے، کوئی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ولیوں میں سے کسی کو غیب پر مطلع نہیں کیا کیونکہ قرآن کریم ایسے واقعات سے بھرا ہوا ہے، مثلاً حضرت موسیٰ و حضرت خضر کا واقعہ، اور تو اور حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کے واقعات اور ہمارے زمانے میں ہمارے استاد شیخ محمد برالدین محدث سے بھی ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں جو اخبار غنیمی سے متعلق ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اور مسلمانوں کے قلوب کو منور فرمائے اور ہم تمام لوگوں کو ان باتوں کی توفیق عطا فرمائے جن میں اس کی اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہو، آمین! (۱۹۰۹ھ/۱۳۲۷ء)



مشق

مصطفیٰ بن محمد آفندی الحنفی

بعض ایسے احباب نے رسالہ "الدولۃ المکتبیہ" پر تقریظ لکھنے کی فرماںش کی جن کی فرماںش کو

ٹالا نہیں جا سکتا، قبیل ارشاد میں یہ چند کلمات لکھے ہیں:

حضرت مولف علام نے جو کچھ لکھا ہے، حق و سعیج ہے، اس سے جناب مولف کی دعوت علمی اور فضل و کمال کا ثبوت ملتا ہے۔ فجز اہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ اس امت میں علام جیسے فرد کا پایا جانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس پر ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں۔



الدولۃ الامکنیۃ

پر تقاریب لکھنے والے علمائے کرام کے اسماء گرامی اور انکے مختصر حالات

حضرت مولانا عبد الحق صاحب انصاری مدظلہ

مؤلف

”تاریخ الدولۃ الامکنیۃ“

مقررظین کے اسماء گرامی

ان ۸۱ مقررظین کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔ اس فہرست میں ابتدائی ۵۹ نام ان علماء کے ہیں جن کی تقاریب کے کامل عربی متن و کامل اردو ترجمہ دولۃ کیہے کے مذکورہ پالا تین مختلف ایڈیشنز پر اسی ترتیب سے مطبوع ہیں، جیسے یہاں نام درج ہیں اور ۲۰ نمبر کی تقاریب کا فقط کامل اردو ترجمہ مطبوع اور اس کے عربی متن کا مخطوط محفوظ ہے۔ پھر نمبر ۶۱ سے ۷۳ تک ان مقررظین کے نام ہیں، جن کی تقاریب کا مختصر اردو ترجمہ مطبوع ہے جب کہ عربی متن مفع نہیں ہو سکا اور ان کے مخطوطات محفوظ ہیں۔ بعد ازاں نمبر ۷۴ سے ۷۹ تک کی تقاریب کا نہ تو عربی متن اور نہ ہی اردو ترجمہ شائع ہوا جب کہ ان کے مخطوطات محفوظ ہیں۔ آخر میں ان دو مقررظین کے نام ہیں کہ جن کی تقاریب کے بارے میں کوئی خبر نہیں۔

اور جملہ مقررظین میں سے جن کے سینیں وفات دست یاب ہیں، ان کا عیسوی سن وفات ہر نام کے آخر میں دے دیا گیا ہے تاکہ تقاریب کی کوہلات میسر رہے۔

| نمبر شمار | نام | سن وفات |
|-----------|---|---------|
| 1 | شیخ الحسین بن خلیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | ۱۹۱۴ء |
| 2 | شیخ محمد سعید بن محمد سالم پاچھیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | ۱۹۱۲ء |

| | | |
|--------|--|----|
| ١٩٣٩ م | شیخ عبدالله بن عبد الرحمن سراج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 3 |
| ١٩٢٣ م | شیخ محمد عابد بن حسین مأکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 4 |
| ١٩٢٨ م | شیخ عبدالله بن علی بن محمد خمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 5 |
| ١٩١٣ م | شیخ محمد صالح بن محدث کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 6 |
| ١٩١٦ م | شیخ احمد بن عبد الشاہ بوسنی مرداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 7 |
| ١٩١٧ م | شیخ محمد علی بن محدث کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 8 |
| ١٩٢١ م | شیخ عبدالله بن صادق ذہلان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 9 |
| ١٩٣٥ م | شیخ عمر بن الوبکر باجعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 10 |
| ١٩١٣ م | شیخ محمد صالح بن محمد بالفضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 11 |
| ١٩٣٦ م | شیخ محمد حمزہ ذوقی الحسین بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 12 |
| ١٩٣٨ م | شیخ محمد علی بن حسین مأکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 13 |
| ١٩٣٠ م | شیخ محمد جمال بن محمد امیر بن حسین مأکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 14 |
| ١٩١٩ م | شیخ اسد بن احمد حان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 15 |
| ١٩١٨ م | شیخ عبد الرحمن بن احمد حان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 16 |
| | شیخ محمد بن یوسف خیاط رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 17 |
| | شیخ محمد بن داوح ادریسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 18 |
| ١٩٣٠ م | شیخ محمد عمار بن خطار وجاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 19 |
| | شیخ احمد بن احمد الجزايري رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 20 |
| ١٩٢٧ م | شیخ ممتاز بن عبد السلام دامسحانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 21 |
| | شیخ محمد تاج الدین بن مصطفیٰ المیاس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 22 |
| | شیخ سید حسین بن عبد القادر طرابلی مسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 23 |

| | | |
|-------|---|----|
| | شیخ حسان دُبّی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 24 |
| | شیخ ملوی بن احمد باقیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 25 |
| ۱۹۱۲ء | شیخ محمد اللہ بن مودود صوفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 26 |
| ۱۹۳۰ء | شیخ محمد عبدالباری بن محمد امین رضوان رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 27 |
| ۱۹۱۸ء | شیخ مہاس بن محمد امین رضوان رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 28 |
| | شیخ محمد سعید بن محمد اورنگزی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 29 |
| | مولانا احمد علی بن بشیر الدین را پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 30 |
| | شیخ علی بن احمد محارم رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 31 |
| | شیخ احمد بن محمد احمد گلستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 32 |
| | مولانا ظفراں محمد برہان الدین بن نور الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 33 |
| ۱۹۶۹ء | شیخ عبدال قادر بن محمد امین مودود رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 34 |
| | شیخ محمد عبدالوہاب بن محمد سفیان زنجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 35 |
| | شیخ مسیحہ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 36 |
| | شیخ مصطفیٰ بن تارڑی هزوہ رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 37 |
| | شیخ احمد بن محمد بن محمد خیر سنواری جہاں رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 38 |
| ۱۹۱۵ء | مولانا محمد عبدالحق بن شاہ محمد ال آہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 39 |
| | شیخ سویں بن علی شای رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 40 |
| | شیخ محمد یعقوب بن رجب رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 41 |
| ۱۹۷۵ء | شیخ نیشن بن احمد خیاری رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 42 |
| | شیخ محمد نیشن بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 43 |
| | شیخ محمد الرحمن دریجہ اور رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ | 44 |

| | | |
|------|--|----|
| ١٩٣٢ | شیخ یوسف بن اسحاق مجاهد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 45 |
| | شیخ حسین بن محمد علی بن علی حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 46 |
| | مولانا محمود بن صبیح اللہ قادری راسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 47 |
| ١٩٢٠ | شیخ محمد سید بن عبدالقدور قشیرندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 48 |
| ١٩٣٢ | شیخ محمد قاسم بن محمد ابوبی انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 49 |
| | شیخ علی بن علی رحمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 50 |
| ١٩١٧ | شیخ عبدالحید بن محمد ادیب حطاط رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 51 |
| ١٩٥٨ | شیخ محمد سعید بن احمد زمیحہ کتبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 52 |
| ١٩٢٦ | شیخ عبدالواہب ناکب بن عبدالقدور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 53 |
| ١٩٥١ | شیخ یوسف بن محمد نجیب حطاط رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 54 |
| | مولانا سید محمد حسنان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 55 |
| ١٩٣٦ | شیخ محمد امین بن محمد سوید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 56 |
| | شیخ ابراہیم بن عبدالحی سقار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 57 |
| | شیخ مہدا الرحمن بن احمد ظفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 58 |
| | شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 59 |
| | مولانا ناباہت اللہ بن محمود منڈی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 60 |
| ١٩٢٢ | شیخ محمد سعید فتحی بن رشید فتحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 61 |
| ١٩٣١ | شیخ عمر بن مسلم خیطر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 62 |
| ١٩٣٢ | شیخ عبدالقدور بن ابی الفرج الخطیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 63 |
| | شیخ مہدا کریم بن نادری هزاری هزاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 64 |

| | | |
|-------|---|----|
| ۱۹۵۳ء | شیخ محمود بن علی بن عبدالرحمن خویل | 65 |
| | شیخ محمد بن احمد رمضان شاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 66 |
| ۱۹۷۴ء | شیخ محمد بن علی بحکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 67 |
| ۱۹۷۶ء | شیخ محمد بن علی سعید خلائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 68 |
| ۱۹۷۷ء | شیخ محمد بن رشید حطاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 69 |
| ۱۹۷۸ء | شیخ محمد تاج الدین بن محمد بدرا الدین حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 70 |
| ۱۹۷۸ء | شیخ محمد حطام اللہ بن ابراهیم گرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 71 |
| ۱۹۷۸ء | شیخ محمد بن قاسم السروف بچھڑا کی حلاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 72 |
| ۱۹۷۹ء | شیخ مصطفیٰ بن احمد فکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 73 |
| ۱۹۷۹ء | شیخ حسن بن مصطفیٰ اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 74 |
| ۱۹۸۱ء | شیخ محمد بن اورلس قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 75 |
| ۱۹۸۲ء | شیخ محمد جبیر اللہ بن عبد اللہ مایا بی شکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 76 |
| ۱۹۸۰ء | شیخ محمد زاہد بن محمد زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 77 |
| ۱۹۸۱ء | شیخ محمد عارف بن علی الدین تھا محمل مجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 78 |
| ۱۹۸۱ء | شیخ عمار بن احمد موتید عظیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 79 |
| | مولانا احمد بن محمد ضیاء الدین بن گانجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 80 |
| ۱۹۸۲ء | شیخ محمد بن جعفر بن اورلس کتابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | 81 |

مقررظین کی اہمیت

دولتہ کیسے کے ۸۱ مقررظین کی بنیادی اہمیت تو یہ ہے کہ سب اپنے دور کی اسلامی دنیا کے جید علماء دین کا تعلق رہا اور بعد سے تھا، پھر یہ کوئی مختلف طبی اوصاف سے متصف تھے۔ مثلاً مفسر، محدث، مندو، فقیر، اصولی، صوفی، مرشد الالکین، شیخ الدلائل، مبلغین اسلام، مبلغین اسلام،

اسلامی دنیا کی اہم مساجد کے امام و خطیب و مدرس، مصنف، فحودی، لغوی، ادیب و شاعر، صحافی، اسلامی مدارس کے بانی و مدرس پرست، قاری، خطاط، فلکی، مورخ اور فقاد وغیرہ۔ ہر یہ یہ کہ ان میں سے اکثر مختلف اعلیٰ سرکاری مناصب پر حاصل رہے، خلا صدر مملکت، وزیر اعظم، نائب وزیر تعلیم، چیف جسٹس، جسٹس، قاضی، شیخ العلماء، شیخ الخطباء والاہمہ، مفتی اعظم، مفتی احاف، مفتی الکبر، مفتی شائعیہ، مفتی حابلہ، مسجد حرم کی و مسجد نبوی کے امام و خطیب و مدرس، شیخ السادۃ، مجلس شوریٰ کے رکن اور اسلامی علوم کے پروفیسر وغیرہ۔

علاوہ ازیں یہ آج کی اسلامی دنیا کے متعدد ممالک کے باشندے تھے، جن کے نام یہ ہیں، الجزایر، افغانستان، پاکستان، چین، سعودی عرب، شام، عراق، فلسطین، مرکش، مصر، سوریہ، ہندوستان اور سینگاپور۔ ان معلومات کی بنابر کجا جاسکتا ہے کہ دولتِ مکہ پر قلم بند کردہ ان کی تقاریب، مسلم انجیں لهم اللہ یا جامع امت کی طلاق اور سوا اعظم ملک کا واضح اظہار ہیں۔

مقررین کے حالات

دولتِ مسکیہ پر تقاریب لکھنے والے یہ علماء کرام اپنے دور کے اکابر علماء عرب تھے۔ لہذا ان میں سے اکثر کے حالات و خدمات مختلف مرتبی رسائل و کتب میں درج ہیں، ہلکا ان میں سے چند کے حالات اردو میں بھی لٹھی ہو چکے ہیں۔ آخر دہ سطور میں ان سب کا مختصر تعارف یک جا تاریخیں کی تذکرہ کیا جا رہا ہے، جس میں ترتیب اندراج وہی رکھی گئی ہے جیسے مقررین کے اسماء گرامی گزشتہ سطور میں درج کیے گئے ہیں اور ہر مقرر کے تعارف و حالات کے علاوہ متعلقہ حاشیہ میں ان اردو و مرتبی رسائل و کتب کی تذکرہ دیکھ نشان دہی کرو گئی کہ جہاں پر یا تو ان کے حالات کسی تدریجی تفصیل سے ذکور ہیں اور یا ہم ان سے متعلق کوئی اہم بات موجود ہے۔

آخر دہ صفحات پر بعض مقررین کا نقطہ نام کی تذکرہ ذکر کیا گیا ہے، کیوں کہ ان کے حالات پیش نظر کتب میں موجود ہیں۔ لیکن اس صورت میں بھی ان سے متعلق حاشیہ میں ان رسائل و کتب کا حوالہ دے دیا گیا ہے جن میں ان مقررین کا مختصر ذکر ملتا ہے۔

* شیخ سید اسحاق بن فضل رحمۃ اللہ علیہ جبہ
(وقات ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء)

مکہ کرمہ میں پیدا ہوئے، استنبول میں وفات پائی۔ خنیٰ حالم، مسجد حرم میں واقع کتبہ حرم کی کے گران و مدیر اعلیٰ۔ مخطوطات اعلیٰ حضرت میں محدود مقامات پر آپ کی فاضل بریلوی سے طلاقتوں کا ذکر ہے [۲۵۷] علاوه ازیں دلوں کے درمیان مراسلات رہی۔ فاضل بریلوی کے نام آپ کے دو مخطوطہ کا مرتبی تمن [۲۵۸] نیزان کے ارد و تراجم [۲۵۹] مطبوع ہیں۔ آپ ۱۳۲۸ھ میں طلاقات کے لیے بریلوی آئے [۲۶۰] قبیل ازیں مکہ کرمہ میں فاضل بریلوی سے خلافت پائی [۲۶۱] السویلۃ المکیۃ کے علاوہ حامی الحرمین اور فتاویٰ الحرمین کے مقررات و مؤید۔

* شیخ محمد سعید بن محمد سالم بافضل رحمۃ اللہ علیہ جبہ
(وقات ۱۳۳۰ھ / ۱۸۲۹ء)

مکہ کرمہ میں پیدا ہوئے، دہیں پر وفات پائی۔ پہلے مسجد حرم میں درس ہوئے پھر ہٹانی حکومت نے ”مفتق شافعیہ“ نامی اہم منصب آپ کے پروردگاری۔ بعد ازاں پورے مکہ کرمہ میں مختلف سرکاری مناصب پر خدمات انجام دیئے والے جملہ علماء کرام کے گران منصب شیخ العلماء پر آپ کو تیکات کیا گیا جس پر اپنی وفات تک خدمات انجام دیں اور ”شیخ الاسلام“ کے لقب سے جانے گئے۔ چھ تصنیفات ہیں، ان میں ردوداہیت پر ”القول المحمدی فی الرد علی عبد الله بن عبد الرحمن السندي“ ہے، جو حکارت سے شائع ہوئی اور یہ ہندستان کے فیر مقلد علامہ محمد بیرونی (وقات ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۵ء) وغیرہ کی تصنیف ”صیانة الانسان“ کے تھا قب میں لکھی گئی۔ وگر تصنیف میں تصوف پر ”اسعاد الرطیق“ مطبیوم بولاقي قاهرہ، رسالۃ فی اذکار الحجج المأثورة و آداب السفر و الزیارة“ مطبیوم مکہ کرمہ، رسالۃ فی البُحث و الشور فی احوال الموتی و

ال فهو مطبوعة ازهراً البرة النقيه فى فضائل فربة خبر البرية وفيه كتب هن [۲۶۳]۔ آپ نے دولت کی کے طاواہ قاضل بریلوی کی ترییروں کتب حسام الحرمین علی منحر الكفر و العین اور لکواری الحرمین بر جف ندوۃ الصین پر نیز مولانا غلام دھنگیر تصوری کی تقدیس الوکیل عن توہین الرہید و الخلیل پر بھی تائیدی تاوی و تقاریبہ قلم بند کیں، جو ان کتب کے ساتھ مطبوع ہیں۔ بعض اردو تذکرہ لکاروں نے آپ کو قاضل بریلوی کے خلیفہ کر دیا ہے [۲۶۴] لیکن یہ درست نہیں۔

* شیخ عبداللہ بن عبد الرحمن سراج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۳۹۳ھ - ۱۸۷۶ھ / ۱۹۳۹ء - ۱۹۲۸ء)

مکہ کرمہ میں پیدا ہوئے اور اسلام کے فارا حکومت ہمان میں وفات پائی، وہیں کے شاہی قبرستان میں قبر واقع ہے۔ قاضل بریلوی وغیرہ متعدد اکابر علماء ہند نے آپ کے والد گرامی کی شاگردی اختیار کی۔ آپ نے جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی، پھر ہندوستان آئے اور حیدر آباد کن وغیرہ شہروں کا دورہ کیا اور داسال گلافتانیوں میں ذیروں پر برس سکھ مقیر رہے۔ ٹھلی مہد کے آخری الام کے کے کرمہ میں مستقیماً احاف اور پھر ہائی مہد میں ملک کے چیف جنگیں رہے۔ سعدی انقلاب کے بعد ان اربعین ہجرت کی، جہاں ملک کے وزیر اعظم ہاتھے گئے، جس دوران مسئلہ فلسطین پر توجہ دی۔ اور جملہ استعادہ کی شرعی حیثیت جس کا ذکر آگئے ہے۔ اس پر آپ کی تصریح سب سے اول درج ہے۔ [۲۶۵]

۱۳۲۸ھ میں مولانا امیر ملکی مکہ کرمہ حاضر ہوئے تو آپ چیف جنگ ملکت چار تھے، اس دوران مولانا امیر ملکی نے آپ کے فائز تھے کرلا اوت آئی۔ [۲۶۶] آپ کے بیٹے شیخ حسین سراج (ولادت ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء) رابط عالم اسلامی کے سکریٹری ہیں۔

*** شیخ محمد عابد بن حسین مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ**

مکہ کر مرد میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ مدرس مسجد حرم نیز آپ کی رہائش گاہ بھی کسی بڑے درس سے کم نہ تھی۔ آپ کے والد "مفتی مالکیہ" تھے، بعد ازاں اسی گمراہانے کے تحد و علامہ مختلف اوقات میں اس منصب سے وابستہ رہے۔ چنانچہ آپ بھی حنفی اور میرزا حنفی محدث مفتی مالکیہ تھیں رہے۔ گورنر کے کر مرد سید گون رفق پاشا بن محمد حنفی (وقات ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۵ء) جو ۱۲۹۹ھ سے وفات تک گورنر رہے، مورخین نے رعایا پر ان کے قلم و انتظام کا بطور خاص ذکر کیا ہے [۲۶۷] [۱۳۱۳ھ] کو اعلانہ کفرتہ الحق کی پاداش میں مذکور گورنر نے چند اکابر علماء کو کر مرد سے لکل جانے کا حکم دیا تب شیخ محمد عبدالبان جلا ولن کیے گئے علماء میں سے ایک تھے، تا آں کہ آپ کی رس بعده اس شہر مقدس میں وامیں آئے۔ چدقینیفات کے نام معلوم ہوئے جویہ ہیں، اپنے والد کی تصنیف "توضیح المناک" کی شرح "هدایۃ الناسک" مطبوع کر مرد، القول الفصل فی تائید سنۃ السدل علی منہج الامام مالک بن انس "مطبوع کر مرد، فقہ ماکی پر اعدب المقال فی دلیل الارسال" مخطوط غردونہ مکتبہ کر مرد، تصوف پر فرع البدع و الفساد عن حدیقة الذکر و الاوراد، مخطوط مکتبہ کر مرد، رسالۃ فی اثبات التوصل" [۲۶۸]

مولانا امجد علی اعلیٰ نے مذکور سفر جاہز کے دوران مکہ مکرمہ میں آپ سے ملاقات کی [۳۶۹] الدوّلۃ الْمُکَبّۃ کے علاوہ حسام العرمین 'اور تقدیس الوکیل' کے مقرزاً نیز قاضل بریلوی سے خلافت پائی۔

شیخ عبد اللہ بن علی بن محمد حمید رحمۃ اللہ فی عالمی جبہ
(۱۹۲۸ء-۱۳۴۲ھ/۱۹۲۸ء-۱۸۴۳ھ)

خطہ نجد کے علاقہ قشم کے مرکزی شہر صیرہ میں پیدا ہوئے، پھر طویل عرصہ تک کمرہ میم

رہے اور طائف میں وقات پائی۔ مسجد حرم میں امام و مدرس اور پھر منقیٰ حاتمۃ کے منصب پر
تعینات رہے اور ہنالی حکومت کے خاتمہ پر مستعفی ہو گئے، پھر سودی جہد میں آپ کو قاضی کا
منصب پیش کیا گیا جسے آپ نے قبول نہیں کیا۔ آپ کی تصنیفات یہ ہیں، *تحفة الناسك*
لاداء المناسك، *مطبوعہ کمرہ*، *شرح مختصر علی عقیدۃ السفارینی*، *مخطوط*،
الدر المنضد فی اسماء کتب مذهب الامام احمد، *مطبوع*، *النعت الاکمل فی*
تراجم اصحاب الامام احمد بن حنبل۔ [۲۷۰]

۱۲۹۳ھ میں مولانا عبدالحی لکھنؤی فرگی محلی حج و زیارت کے لیے گئے تو آپ کے دادا
سے سند روایت و اجازت حاصل کی۔

* شیخ محمد صالح بن صدیق کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۲۶۳ھ / ۱۳۳۲ھ - ۱۸۸۵ھ / ۱۹۱۳ء)

کہ کمرہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ مسجد حرم کے امام و خطیب و مدرس، پھر
۱۲۹۷ھ کو جدہ شہر کے قاضی بنائے گئے لیکن دیوار کعبہ کا شوق غالب آیا تو درس بعد مستعفی
ہو کر کہ کمرہ آگئے، جہاں شہر کے نائب قاضی تعینات کر دیے گئے۔ آپ گورنر کہ کمرہ
سید مجدد المطلب بن غالب حنفی (وقات ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ھ) جو ۱۲۹۹ھ تک مختلف اوقات میں
تمن پار اور کل آٹھ برس تک گورنر ہے [۲۷۱] ان کے مشیر و مقرب خاص تھے۔ آئندہ دلوں میں
منقیٰ احتجاف کا منصب جلیل آپ کے پردہ اور آخر عمر میں شیخ العلماء بنائے گئے۔
آپ مسجد حرم میں نقیٰ کی طفیل کتاب "الہدایہ" کا درس دینے میں مشہر رکھتے تھے۔ آپ
کی تصنیفات کے نام یہ ہیں، *القول المختصر المفید لاهل الانصاف فی بیان*
الدلیل لعمل اسقاط الصلوۃ و الصوم المشہور عند الاحتجاف، جو کہ کمرہ والا ہو
سے شائع ہوئی اور اب خانقاہ نقشبندیہ، مرشد آبار پشاور کے چادہ نشین حضرت خواجہ یوسف الخیر
محمد عبداللہ جان حظہ اللہ تعالیٰ کی تحریک و خواہش پر مولانا سید محمد ذاکر حسین شاہ جنتی سیالوی

خطول اللہ تعالیٰ نے اس کا اردو ترجمہ کیا جو حیلہ استغاثہ کی شرعی حیثیت کے نام سے مرتبی تھی و ترجمہ کے ساتھ مکجا ۱۹۹۵ء میں مرشد آباد پشاور سے شائع ہوئی۔ اس پر مکہ کرمہ کے پانچ اکابر علماء حاضر کی تقاریب درج ہیں۔ اور مگر تصنیف میں زیارت و خدمت رسول اللہ ﷺ کی فہم پر فوج الخصم بن صاحب الصارم و صاحب شفاء السقام، خطلوط الفروض کیتھے کہ کرمہ نقش خلیل پر نصرۃ الصیان، اور سانحہ کر بلایہ کب ہیں۔ [۲۷۲]

شیخ صالح کمال کا دو لئے کیہ کی تصنیف سے گھرے تعلق کا ذکر گزشتہ صفات پر آچکا دریہ بھی کہ آپ نے حسام الحرمن اور فناوی الحرمن نے تقدیس الوکیل پر تقاریب میں اور قاضل بر طی سے مختلف اسلامی علوم میں اجازت و خلافت پائی۔

شیخ احمد بن عبد اللہ ابو الحیر مزاد رحمۃ اللہ علیہ *

(۱۳۳۵ھ/۱۸۳۳ء - ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۷ء)

مکہ کرمہ میں پیدا ہوئے وہیں پر وفات پائی۔ مسجد حرم میں امام و خطیب و مدرس رہے، نیز منقی احافی کے نائب رہے، جب کہ منقی کا منصب بارہا آپ کو ہمیں کیا گیا تھا مگر آپ مhydrat خواہ ہوئے۔ ہمیں حکومت نے مسجد حرم میں تجهیزات لاتعداد اس خطبائی کی گرفتاری اور ان کے امور کی دیکھ بھال کے لیے ایک سربراہ منصب شیخ الانسمہ و الخطباء، مکمل دستے رکھا تھا اور مزاد خادمان کے طلاق تقریباً پانی دو صد یوں تک اس پر قائز رہے۔ شیخ عبدالرحمن مزاد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۷/۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء تقریباً) اس خادمان کے اولین فرد ہیں جو ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء کو شیخ الانسمہ و الخطباء مٹائے گئے اور جب ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء میں قاضل بر طی سے مکہ کرمہ وارد ہوئے تو ہمیں شیخ احمد ابو الحیر مزاد اس مددہ پر حسکن تھے [۲۷۳] بعد ازاں آپ کے فرزند عطیل و نشر النور، مجیہ عظیم کتاب کے صفت شیخ عبدالشامل ابو الحیر مزاد شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۷/۱۴۳۳ھ/۱۹۱۳ء)، اس منصب سے وابستہ رہنے والے اس خادمان کے آخری فرد تھے۔ [۲۷۴]

شیخ احمد مرداد کے شاگردوں میں حاجی المانا اللہ بھائی جمکی چیخے اکابر بن شال ہیں۔
 قاضل رہنما نے انجی شیخ احمد مرداد کی خواہ پر دولت مسکیہ میں علم فس کی بحث کا
 اضافہ کیا، آپ نے دولت مسکیہ کے علاوہ حسام العزمین پر تقاریب لکھیں، جب کہ مولانا
 محمد الاصدیق علیؑ سخت رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ نے اس موقع پر آپ سے مندرجات و اجازات مل
 کی۔ ہر دو ماں خلیل استاد کی شریحتیں ہی آپ کی تقریب موجود ہیں۔

* شیخ محمد بن حمدان کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ جب

(۱۳۲۵ھ / ۱۸۴۷ء - ۱۳۲۷ھ / ۱۸۴۸ء)

کہ کرمہ میں بھا اورے، دھیں پر وفات پائی۔ درس سہر درم، اہم خلی عالم، جہد کی
 شریعت میں اخلاقی تھیات دے۔ واضح و ثابت پندی میں مشورہ، حسام العزمین
 پر ہی آپ کی تقریب موجود ہے۔ [۲۶۵]

* شیخ سید محمد الدین صادق دھلان رحمۃ اللہ تعالیٰ جب

(۱۳۲۶ھ / ۱۸۴۸ء - ۱۳۲۷ھ / ۱۸۴۹ء)

کہ کرمہ میں بھا اورے، الودیخیا میں وفات پائی۔ حافظ قرآن مجید، اہر تکالیفات،
 نام سہر درم، شافعی عالم، سراج مسلم اسلام بھر رہیہ کہ کرمہ کے گران ادارہ کے سربراہ۔
 آپ کے احتجاجوں پر امام سہا امام اکونڈی دھلان رحمۃ اللہ تعالیٰ طبیہ (وفات ۱۳۲۳ھ / ۱۸۴۶ء)
 سے قاضل رہنما دیپرو اکابر طاهرا ہے۔ اقت کیا۔ شیخ محمد الدین دھلان نے الودیخیا بھری لکا،
 سلطانہناد طایبیاد فیرہ مالک میں حدمداری و مساجد کی بنیاد رکی۔ آپ ۱۳۲۳ھ ادارہ پر
 تقریباً ۱۳۲۶ھ میں ہندستان تشریف لائے۔ تل ازیں کہ کرمہ میں قاضل رہنما سے
 لکا تھا اور کہیے تھا ۱۳۲۶ھ اکابری اکابری اکابری کو، تلی بھنیا درآپ سماجات و خلافات
 مل کر کے نامیں ہوئے۔ بعض اندوختہ کہ ٹاروں نے آپ کا سن وصال ۱۳۲۶ھ اور
 والدکا ۱۳۲۷ھ احمد مرد رکھا ہے (۲۶۶) مور سعیں آپ کی تصنیفات ہیں: انسار

الطلاب بفرائد قواعد الاعراب، مطبوعہ سمجھی، ارشاد ذری الاحکام الی واجب
القضاء و الحکام، خلاصۃ التربیاق من سعوم الشفاق، زبدۃ السیرۃ النبویة،
مفتاح القراءۃ و دلیله۔ [۲۷۶]

آپ کے پتا پروفیسر ڈاکٹر سید عبد اللہ دحلان ۱۹۸۸ء اور ۱۹۹۵ء میں جیسا کہ آپ کا مرس
ایڈٹ افسر زوجہ کے جزئی مکمل فرمی تھے۔

* شیخ عمر بن ابو بکر باجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۲۷۳ھ / ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۵ء - ۱۸۵۷ھ / ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء)

جنوبی سین کے علاقہ حضورت کے گاؤں الماء میں پیدا ہوئے، پھر کہ کرمہ محبت کی
اور وہیں پر وفات پائی۔ حافظ قرآن کریم، صوفیہ کے سلسلہ طویلی کے مرشد، مسجد، مسجد و میں
کتب حدیث و تفسیر و فقہ شافعی کے مدرس، ہاشمی عہد میں مسنجی شافعیہ کے منصب پر تحصیات
رہے۔ اہل بیت النبی ﷺ سے محبت میں مشہر ہوئی۔ ملکت ہاشمیہ جاز کے بانی شاہ سین
بن علی کے محل میں آپ کا خصوصی خطاب ہوتا اور بادشاہ متعدد امور و معاملات میں آپ پر
اعتماد کرتا۔ [۲۷۸]

حسام الحرمين اور فتاویٰ الحرمين پر بھی آپ کی تقریبہ و فتویٰ مطبوع ہیں۔

* شیخ محمد صالح بن محمد بافضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۲۷۴ھ / ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۳ء - ۱۸۲۰ھ / ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۱ء)

کہ کرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ شافعی عالم، مسجد و میں تفسیر و غیرہ علوم کے
درس، صاحب نشر التور نے آپ سے مختلف علوم کی متعدد کتب پڑھیں۔ آپ کی تصانیف
میں سے چند کے نام یہ ہیں، فقہ شافعی پر علامہ ابن حجر لجمی کی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی
تحفة المحتاج لشرح المنهاج، پچار جلدیں پر مشتمل حاشیہ، تحریریم نوع من
اللباس المسمی باللأس۔ [۲۷۹]

حسام الحرمین پر بھی تقریبی لکھی جو مطبوع ہے۔

* شیخ سید محمد رزقی ابو حسین بن عبد الرحمن حسینی رحمۃ اللہ علیہ نماہی جدہ

(۱۳۶۵ھ/۱۸۲۷ء - ۱۳۶۷ھ/۱۸۲۹ء)

کہ کرمہ میں یہاں اورے، دہیں پر وقات پائی۔ حافظ قرآن کریم، حنفی عالم، مجدد حرم
میں مدرس و نماز تراویح کے امام، ھنفی محدث میں کہ کرمہ کے نائب قاضی، نیز مخدوس کاری و
غیرہ رکاری الہی مناصب پر تھیات رہے۔ ہنفی محدث میں حکیم تیم کے اعلیٰ ادارہ نیز خلافت کانفرنس
کے کرکن رہے۔ سعودی محدث میں مقامی عمالت کے صدر رجع اور مومنہ اسلامی کے رکن و دیگر اعلیٰ
مناقب پر فائز رہے۔ بھائیان آپ کے بیچے شیخ سید محمد رزقی ابو حسین رحمۃ اللہ علیہ
(وقات ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) سعودی بھلیں ہوئی کے رکن رہے، جب کہ آپ کے پاؤں اکثر
سید محمد بن عزیز رزقی، سعودی وزیر تیم کے دفتر میں مشیر ہوئے۔ [۲۸۰]

الدولۃ المکہۃ کے طلاوہ حسام الحرمین پر تقریبی لکھی، نیز فاضل برلنی سے
خلافت پائی اور بدیگر تحریروں میں آپ کا ذکر خیر کیا۔

* شیخ محمد علی بن حسین نماہی رحمۃ اللہ علیہ نماہی جدہ

(۱۳۶۷ھ/۱۸۲۷ء - ۱۳۶۸ھ/۱۸۲۸ء)

کہ کرمہ میں یہاں اورے، طائف میں وقات پائی اور دہیں پر قبرنی۔ درس مجدد حرم،
دارالعلوم دیوبیہ کہ کرمہ کے صدر مدرس، ھنفی و ہنفی محدث میں ملٹی مالکیہ رہے۔ ھنفی محدث
میں علی ھنفی انصاف کے ایک اہم فیہد کے سربراہ و غیرہ مناصب جب کہ ہنفی محدث میں
صلحتی قائم کی اہل کشمیل کے کرکن رہے۔ علم نو کے خصوصی ماہر تھے، اسی باعث امام ابو ہمین کہلائے۔
پھر وہی صدی بھری کے طلاوہ کمیں کوت تسانیف میں آپ کا ای مرثہ نہ سرت
ہے، ان کی تعداد ۶۵ سے زائد ہے، جن میں سے بعض چند نامیں ہوئیں۔ آپ کی چند
تسانیف کے نام ہیں، جسم ناپاک ہونے کی صورت میں قرآن مجید کو چھوڑ کے ستد ہے

اظهار الحق المبين بتأثیر اجماع الائمة الاربعة على تحریم من وحمل القرآن لغير المنظھرین، مطبوع دریاں، علم حدیث پھر سالہ فی حکم روایۃ السنۃ۔

بالمعنى، میلاد و قیام کے جواز پر الہدی الشام فی موارد المولد النبوی و ما اعتد
لیه من القیام، الحج و الدین مصلحتی ﷺ پر سعادۃ الدارین بنجاة الانبوین، الحج و زیارت و تمکات کے موضوع پر بوارق انواع الحج و فضائلہ و آدابہ و مافیہ من حکم و اسرار و فضائل مکہ و المدینہ و ما جاء فی فضل زیارة النبی ﷺ و صاحبیہ و اهل بیتہ و التبرک بالآثار، مقام مصلحتی ﷺ کے بیان پر حیاء الاحلاک بحدیث لولاک لما خلقت الافلاک، تقدیم کے باعے میں الصارم المبد لمنکر حکمة التقليد، مدح اجتہاد شیخ عمر بن علی شوكانی (وقات ۱۱۵۰ھ / ۱۸۳۲ء)

کے تھاقب میں المقصود السیدید فی بیان خطأ الشوکانی فیما نصح به رسالته القول المغاید، بقدر اگلی پر ایضاً مناسک علی منصب الامام مالک، جو قول، بیت لماز پڑھنے کے بعد جواز پر فتح المتعال فی بیان ضعف القول بستبة الصلة بالعال، تصوف کے موضوعات پر عین الحقيقة فی بیان المقصود بالطريقة اور طویل الامصار العطائية، اور ادرو و ظائف پر مشتمل الورد العلوی، و روتاد بیت پر "القراطع البرهانیہ فی بیان افک غلام احمد و اتباعه القادیانیہ"، ولادت مصلحتی ﷺ کے مقام پر حکومت سعودی عرب کے قائم کردہ کتب خانہ مکتبہ مکہ مکرمہ، میں آپ کی تینیں تصانیف کے مخطوطات محفوظ ہیں اور اس کا ایک ہال آپ کے نام سے منسوب ہے۔ آپ کی اسناد و حالات پر آپ کے اہم شاگرد صاحب تصانیف کثیرہ شیخ محمد یاسین بن عیسیٰ قادری کی شافعی نے کتاب "السلک الجلی فی اسناد فضیلۃ الشیخ محمد علی" تصنیف کی چو مطبوع ہے۔ [۱۸۱]

الدولۃ المکیۃ کے طلاوہ حسام الحرمنی کے مقرۃ، نیز قاضل بریلوی سے خلاف

پائی اور آپ کی درج میں تینین اشعار موزوں کیے جو حسام الحرمین میں مطبوع ہیں۔

* شیخ محمد حال بن محمد امیر بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۲۸ھ/۱۴۳۹ء-۱۸۲۵ھ/۱۴۳۹ء)

کہ کرس میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ مدرس مسجد حرم، مکتب تعلیم کی مجلس منتظر کے رکن، مکتب انصاف میں یا یک شبکے کے صدر ہے۔ آپ نے علم خوب پر کتاب "السمرات الجنبیة فی الائسلة النحویة" ۱۴۲۹ھ میں تصنیف کی، جو آج تک بعض دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔ ان طوں کا پیغم سے اس کے دو اگر ایڈیشن شائع ہو کر دست یاب ہیں۔ آپ کے دادا اور بھر تین پچھے مختلف ادوات میں "مفتی ما الکبیر" تھیات دے ہے۔ [۲۸۲] الدولۃ المکہیۃ کے ملاودہ حسام الحرمین کے مقرر ذیز قاضل بر جلوی سے ظافت پائی۔

* شیخ احمد بن احمد دحان رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۲۸ھ/۱۴۳۹ء-۱۸۲۳ھ/۱۴۳۸ء)

کہ کرس میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ مدرس مسجد حرم، امام ختنی عالم، کہ کرس کی اہلی صالت کے سچے دو مکر مناصب عالیہ پر خدمات انجام دیں [۲۸۳] "حیله استغاطہ کی شریٰ حشیثت" ہا آپ کی تقریبہ موجود ہے۔

الدولۃ المکہیۃ کے ملاودہ حسام الحرمین کے مقرر ذیز قاضل بر جلوی کے خلیف۔

* شیخ عبدالرحمن بن احمد دحان رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۲۳ھ/۱۴۳۷ء-۱۸۲۶ھ/۱۴۳۸ء)

کہ کرس میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ حافظ قرآن مجید، مسجد حرم میں نماز تراویع کے امام و قریب و مدد بیٹ و فیرہ طوم کے مدرس، مدرس صولتیہ کہ کرس میں مدرس دینہ اول، استاذ الحلماء، مفتی کے خصوصی مابر۔ [۲۸۴]

شیعہ فرقہ کے اہل و انصار تحریک سہن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسید کوئی وغیرہ

کے بارے میں مدرسہ صولیٰ کے چھ علماء نے پانچ سوالات کے جواب میں مشترک فتویٰ جاری کیا، جس میں ان اعمال کو تاجراً، بدعت، حرام قرار دیا اور خلفاء ارباب سے محبت کرنا، اہل سنت و جماعت کے عقائد و خصوصیات میں سے تباہی۔ یہ فتویٰ سوال و جواب کے عربی متن وار و ترجمہ کے ساتھ نہیں الاسلام میں شائع ہوا تھا، جس میں فتویٰ جاری کرنے والے علماء کمک معظمه میں شیخ عبدالرحمن دuhan کا نام سب سے اول درج ہے۔ [۲۸۵]

الدولة المکۃ کے علاوہ حسام الحرمنین پر بھی تقریب لکھی، نیز قاضل برلنی سے اجازت و خلافت پائی۔

* شیخ محمد بن یوسف خیاط رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں زمده)

کہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اغذیہ نیشیا میں وفات پائی۔ مدرسہ خیاط کہ مکرمہ کے بانی، شافعی عالم، ماہر فلکیات، ادیب و شاعر، اغذیہ نیشیا میں تدریسی و تبلیغی خدمات ہیں۔ تصنیفات یہ ہیں، ثصرة العلم بام القری، مطبوعہ مکرمہ، علم فلکیات پر پہلے الباکورة الجبیة فی عمل الآلة الجبیة کے نام سے منقول کتاب لکھی، جس کا مخطوط ریاض یونیورسٹی میں ہے، پھر خود ہی اس کی شرح لائلی الطل الندیۃ علی الباکورة الجبیة لکھی، جو کہ مکرمہ سے شائع ہوئی اور مدرسہ صولیٰ کے نصاب میں شامل کی گئی۔ [۲۸۶]

الدولة المکۃ کے علاوہ حسام الحرمنین و فتاویٰ الحرمنین کے مقروض و مؤید۔

* شیخ سید محمد بن واسع حسینی اور رسمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

* شیخ محمد مختار بن عطار دجاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۳۳۹ھ/۱۸۶۲ھ میں زمده)

اغذیہ نیشیا میں پیدا ہوئے، ۱۳۲۱ھ کو کہ مکرمہ نبھرت کی، وہیں پر وفات پائی۔ عارف بالله، مسن، شافعی عالم، ماہر فلکیات، مدرس مسجد حرم، آپ کا گھر بھی مدرسہ کی حیثیت رکھتا تھا۔

عرب وعمّم کے اکابرین نے آپ سے اخذ کیا۔ چند تصنیفات کے نام یہ ہیں، علم روایت
حدیث و اسانید پر اتحاف السادة المحدثین بمسلسلات الاحادیث الاربعین،
”جمع الشوارد من مرویات ابن عطارد“، ”الموارد فی شیوخ ابن عطارد“، فلکیات
پر تقریب المقصد فی العمل بالربيع المجیب“، ”وسیلة الطلاقب“ [۲۸۷] ۱۳۳۰ھ میں کہ کرم سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو وہیں پر الدوّلۃ المکّۃ
پر تقریب لکھی۔

* شیخ سید احمد بن احمد الجزايري رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۱۴۱۲ھ / ۱۳۳۰ء میں زندہ)

مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، شیخ سید محمد القادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسل
میں سے نیز انہی کے سلسلہ طریقت سے وابستہ، مفتی ماکہہ مدینہ منورہ۔ شیخ محمود عطارد مشقی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قول گنگوہ و انہلوی کے روشن اس تحباب القیام، لکھی تو آپ نے
اس پر تقریب قلم بند کی [۲۸۸] جو اس کے استبول ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۹۵ء پر موجود ہے۔

فاضل بریلوی سے آپ کی ملاقات کا ذکر ملفوظات میں ملتا ہے [۲۸۹] اسی دوران
آپ نے حسام الحرمین پر تقریب لکھی، جو مطبوع ہے اور ۱۳۲۹ھ میں آپ نے دولۃ مکہہ
کے مندرجات پر چند سطور کی تصدیق لکھ کر اسے مہر سے مزین کیا [۲۹۰] ان دونوں آپ
نوٹی لوکی کرتے تھے مگر حکومت سے کچھ تعلق نہ تھا۔ بعد ازاں آپ مستقل مفتی ماکہہ
از طرف حکومت ہو گئے، سرکار سے معاش محتول بھی مقرر ہو گئی اور حکام میں شمار ہوئے،
تب آپ نے ۱۳۳۰ھ میں دولۃ مکہہ پر مفصل تقریب لکھی [۲۹۱] آپ کی تصدیق اور تقریبا
دوسری اس کتاب پر الگ الگ صفحات پر مطبوع ہیں۔

* شیخ حمّان بن عبد السلام والخطّاطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۱۴۱۲ھ / ۱۳۲۵ء - ۱۸۵۳ھ / ۱۹۰۷ء)

مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ اس مقدس شہر میں آباد احباب کے

ایک ایسے گرانہ کے اہم فرد جو دو صد بیوں تک وہاں کی علمی دینی میں نہیاں رہا۔ آپ کے جدا علیٰ محدث و فقیہ، صاحب تصنیف شیخ عبدالسلام بن محمد امین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۰۲ھ / ۱۷۸۸ء) داخلستان کے مقام شریوان سے بھرت کرتے ۱۱۳۰ھ کو مدینہ منورہ آئے۔ شیخ عثمان نے مولانا عبد الحقی مجددی دہلوی مهاجر مدینی وغیرہ سے تعلیم پائی۔ مسجد نبوی میں مدرس و امام و خطیب، ادیب و نسٹ کوش شاعر، نیز ۱۳۰۳ھ سے ۱۳۱۹ھ تک مفتی احافیٰ تعینات رہے۔ آپ کی تصنیفات یہ ہیں:

‘مجموعہ فتاویٰ’، دو جلد، ‘سر الحرف’، ‘شرح مسند الامام احمد بن حنبل’، نیز آپ نے اجداد کی تصنیف کو مرتب کیا، ان سب کے تخلیقات مدینہ منورہ میں آپ کی نسل کے پاس محفوظ ہیں۔ آپ کے فرزند شیخ محمد بن عثمان داخلستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی علماء میں سے ہوئے۔ [۲۹۲]

الدولة المکیۃ کے علاوہ حسام الحر مین و فتاویٰ الحر مین نیز تقدیس الوکیل کے مقرظ۔

* شیخ محمد تاج الدین بن مصطفیٰ الیاس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء سے قتل وہیں پر وفات پائی [۲۹۳]۔ مفتی احافیٰ تعینات رہے، مولانا شاہ عبد الحقی مجددی دہلوی مهاجر مدینی کے شاگرد ہیں [۲۹۴]۔ ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۶ء کو علی پاشا مکہ میں مدینہ منورہ کے گورنر بنائے گئے [۲۹۵]۔ جنہوں نے شہر بیوں سے خوارت اور توہین و تذلیل کا روایہ اختیار کیا تو بغاوت کا جذبہ بچوٹ پڑا، جس نے بیوے مسلم تصادم و فتنہ کی صورت اختیار کر لی۔ اس موقع پر شیخ تاج الدین الیاس نے فریقین کے درمیان مصالحت کی بھرپور کوشش کی [۲۹۶]۔ ملغوٹات اعلیٰ حضرت میں آپ کا ذکر ملتا ہے [۲۹۷]۔ الدولة المکیۃ کے علاوہ حسام الحر مین کے مقرظ۔

شیخ سید حسین بن عبد القادر طرابلسي رحمۃ اللہ علیہ جدید *

محلوم رہے کہ چودھویں صدی ہجری کے ابتدائی عشروں میں مدینہ منورہ میں عبد القادر طرابلسي نام کے دو اہم علماء ہوئے۔ ایک شیخ سید عبد القادر ادھمی حسین طرابلسي اور درسرے شیخ عبد القادر بن توفیق ہلی طرابلسي رحمہما اللہ تعالیٰ اور دونوں ہی طرابلس کے باشندہ، خلی المذہب، صاحب تصنیف اور ادیب و شاعر تھے اور ان میں تمیز کے لیے پہلے شیخ سید عبد القادر طرابلسي کبیر جب کو درسرے شیخ عبد القادر طرابلسي صنیر کہلاتے۔

ان میں سے آخر الذکر کی فاضل بریلوی سے ملاقات ہوئی، حام المحرمن پر تقریباً مطبوع ہے، سمجھا علامہ سید احمد بر زنجی کے مقرب تھے اور گزشت صفات پر ان کا تعارف آچکا۔

جب کاظل الذکر یعنی شیخ عبد القادر طرابلسي کبیر نے ۱۸۹۸ھ / ۱۳۱۶ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ روضۃ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص تھے، متعدد تصنیف ہیں، جن میں سے چند بھتی سے شائع ہوئیں۔ آپ کی فاضل بریلوی سے ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ آپ فاضل بریلوی کی درسی باری مدینہ منورہ حاضری سے سات برس قبل وفات پاچے تھے [۲۹۸] آپ کے چار فرزمان کے نام محلوم ہو سکے، جو یہ ہیں: سید حسین، سید ابراہیم، سید محمد، سید احمد خطیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان میں سے آخر الذکر کا تعارف گزشت صفات پر آچکا اور یہ بھی کاظل الذکر تین بھائی مختلف اوقات میں بریلوی آئے۔

شیخ سید عبد القادر طرابلسي کبیر کے فرزند سید حسین مدینی، مسجد نبوی میں درس تھے اور معلوم جفر و فلکیات سے اپنے والد کی طرح گھر الگا درکھتے تھے۔ آپ نے دولہ مکہ پر تقریباً لکھی، بعد ازاں بریلوی حاضر ہوتے اور ذکورہ علوم میں فاضل بریلوی کی شاگردی اختیار کی، لیکن آپ سے اجازت و خلافت پائی۔ اسی موقع پر فاضل بریلوی نے آپ کے لیے عربی کتاب 'اطائب الاکسر' فی علم النکسر' تصنیف کی [۲۹۹] آپ کے ہارے میں فاضل بریلوی کا قول یہ ہے:

”سید حسین مدفنی صاحب ساکوئی سیرچشم و بے طبع عربی میں نے ان عرب سے آنے والوں میں نہ دیکھا، ان کی خوبیاں دل پر قش ہیں“۔۔۔۔۔ [۳۰۰]

* شیخ حمدان و شیخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں زندہ)

الجزائر کے شہر قسطنطینیہ سے باشندہ پھر ۱۹۰۸ء میں مدینہ منورہ ہجرت کی اور وہیں پر وفات پائی۔ مدرس مسجد نبوی، الجزائر میں اسلامی اقدار کی حفاظت اور فرانسی استعمار سے ملک کی آزادی کے لیے فعال رہے۔ آپ کے شاگردوں میں تحریک آزادی الجزائر کے مشہور رہنماؤ جیعت علماء المسلمين الجزائر کے صدر شیخ عبدالحید بن محمد باریس (وفات ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء) بھی مسٹر شاہیر شامل ہیں۔ [۳۰۱]

* علامہ سید علوی بن احمد بافقیہ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں زندہ)

مدینہ منورہ میں آباد سادات خاندان سے متخلص جملہ امور کے گران سرکاری منصب ”شیخ السادة“ پر تھیں رہے۔ علاوہ ازیں شیخ سید احمد برزنی کے بعد ”مفتی شافعیہ“ تھے۔ آپ علماء مدینہ منورہ کی مجلس منعقد کر کے اس میں علامہ ظیل الرحمن بن شہوی کی تھاڑع تحریروں پر غور و بحث کے بعد ان کے رد میں مستقل کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ [۳۰۲]

* شیخ عبداللہ بن عودہ صوفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۳۳۱ھ/۱۸۳۰ء-۱۹۱۲ء)

فلسطین کے شہر نابلس کے قریب گاؤں کفر قدوم میں پیدا ہوئے اور وہیں پر سجده کی حالت میں وفات پائی۔ آپ نے دمشق میں تعلیم پائی پھر ۱۳۱۸ھ کو مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور وہاں کئی برس قیام کیا۔ فقیہ حبیل، محدث، سفر، سیاح، عارف بالله، متعدد تصانیف میں سے چند یہیں، الرحلۃ الحججازیۃ و الریاض الانسیۃ فی الحوادث و المسائل

العلمية، مطبوعة ۱۳۲۲ھ، المنهج الأحمدى فى درء المثالب التى تسمى لمنذهب الإمام احمد، مخطوط مخونه كتبه مكرمة غالباً بخط مصنف۔ [۳۰۳]

* شیخ سید محمد عبدالباری بن محمد امین رضوان رحمۃ اللہ علیہ جدید

(۱۳۵۸-۱۸۷۸ھ/ ۱۹۳۰-۱۹۲۸ء)

مذینة منورہ میں پیدا ہوئے اور پہلی جگہ عظیم کے دوران ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء میں مکہ مکرمہ بھرت کی تا آں کر دیں پر وفات پائی۔ حافظ قرآن کریم، شافعی عالم، مدرس مسجد نبوی، شیخ الدلائل۔ آپ تین بارے ۱۳۲۷ھ، ۱۳۳۰ھ اور ۱۳۳۶ھ میں ہندوستان آئے۔ سعودی حکومت نے آپ کو قاضی کا منصب پیش کیا لیکن آپ نے قبول نہیں کیا۔ آپ کے تین فرزندان سید محمد علی، سید عبدالقار و سید عبدالجلیل نے مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ میں تعلیم پائی پھر تجارت کا پیشہ اتنا لایا۔ [۳۰۴]

* شیخ سید عباس بن محمد امین رضوان رحمۃ اللہ علیہ جدید

(۱۳۳۲-۱۸۷۸ھ/ ۱۹۳۰-۱۹۲۸ء)

مذینة منورہ میں پیدا ہوئے، دیہیں پر وفات پائی۔ مدرس مسجد نبوی، شیخ الدلائل، شاعر، شافعی عالم، علم حدیث کے ماہر، تفہیقات یہ ہیں، علم مصطلحات حدیث پر فتح البر لشرح بلوغ الوطر، مطبوع مصقاہرہ، علم روایت پر اعلام الناس باسانید السيد عباس، اور نیل الهدایة الی فہم اتمام الروایة لقراء النقاۃ، مخطوط ریاض یونی و رشی، واسطة العقد الفرید المنظوم مماثنائر من فراند الاسانید، مطبوع مصقاہرہ، علم اصول فقہ پر عمدة الطلاق، مخطوط، نیز اس لی شرح نخبۃ فتح المنعم الوہاب لشرح عمدة الطلاق، مطبوع مذینة منورہ، علم فرقائض پر کفاية الطلاق، مخطوط اور اس کی شرح ارشاد الاحباب الی اسرار کفاية الطلاق، مطبوع مصقاہرہ، عروض کے موضوع پر اتحاف الاخوان بشرح قصیدہ الصبان، مطبوع مصقاہرہ، انساب کے بارے میں فتح رب الارباب بما

اہم لیب الائیاب، مطبوع، مدینہ منورہ کے قبرستان عجی میں واقع تکبید سہنا ہوا۔
کاندرہ فون شخصیات کے حالات پر فرانڈ العقود المربیہ۔ [۳۰۵]

الدولۃ المکتبۃ کے طلاوہ حسام الحرمین کے مقر ہے۔

* شیخ سید محمد سعید بن محمد ادریسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۰ھ / ۱۹۱۲ء میں زمیر)

مدینہ منورہ میں شیخ الدلائل، مراثی الاصل، صوفیہ کے سلسلہ قادریہ سے وابستہ، مدرس۔
طبیہ و ذکریات الاحبہ کے مصنف کے دادا کے بھائی شیخ احمد بن محمد شذرورۃ الش تعالیٰ طبیہ
(وقات ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء) آپ کے اہم شاگردوں میں سے ہیں [۳۰۶] آپ نے پہلے
۱۳۲۹ء میں دولۃ مکتبہ طلاحت فرمائیں مہر جمعت کی [۳۰۷] پھر کہ کرسی سے
شیخ الدلائل مولانا عبد الحق الاًبادی نے آپ کو بذریعہ خدا اس پر مفصل تقریب لکھنے کو کہا [۳۰۸]
لیکن آپ شیخ سید احمد بر زنجی و فیروز چشتی کے ذر سے تقریب لکھنے سے متعدد ہوئے [۳۰۹]
بالآخر قلم بند کی۔ آپ کی تصدیق تقریب دلوں مطبوع ہیں۔

* مولانا سید احمد علی بن بشیر الدین را پوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۱ھ / ۱۹۱۳ء میں زمیر)

آپ ۱۳۲۰ء کے لگ بھگ ہندستان سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا بیئے، اسپر اور
سلسلہ طریقت دلوں طرح سے قادری ہیں، آپ کے اکتوبر ۱۹۴۷ء واکارب شہزادہ جہاں پور
نژد دہلی کے طبلہ جنڈہ میں رہنے تھے تھے [۳۱۰] دارالکتب مصریہ قاہرہ میں آپ کی مرتبی تصنیف
رسالۃ فی الاشراف الکیلاتینیں الحموین القاطینین بالهند کا گئی تجویز ہوئے۔
جس کے ہمارے میں خیال ہے کہ یہ بخط مصنف ہے۔ اس میں آپ نے شاہ جہاں آباد مک
 موجود گیلانی سادات کے حالات و کرامات و مناقب درج کیے ہیں [۳۱۱] اور کہتے
شاہ عبد العزیز مدینہ منورہ میں آپ کی تالیف مختصر مسلسلات ابن عقبۃ کا مخطوط

محفوظ ہے، جو خود آپ کا قلم بند کر دے ہے۔ [۳۱۲]
 نیز آپ نے شاہ اصلیل دہلوی کی تفسیریۃ الایمان، اور علامہ اشرف علی تھانوی
 (وقات ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کی حفظۃ الایمان کے علاوہ براہین قاطعہ، کی تمازج عبارات
 کا عربی ترجمہ کر کے ان کے تعاقب میں مستقل کتاب تصنیف کی۔ [۳۱۳]

* شیخ سید علی بن احمد محفار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

مدینہ منورہ مسجد نبوی میں مدرس، شافعی عالم، آپ کا خاندان جنوبی یمن کے علاقہ
 حضرموت میں آباد گئی سادات کے اہم گمراہوں میں سے ہے۔

* شیخ سید احمد بن محمد اسعد گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

۱۳۳۱ھ میں زمہ اور دارالخلافہ استنبول میں مقیم تھے [۳۱۴] ملک شام کے شہر حماہ کے
 جید عالم و قادری مرشد، مولانا احمد علی را پیوری سے ملاقات و مراسلت تھی، جنہوں نے آپ کا
 ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

”من علماء الشام السيد الشريف والحسيب النسيب سيدنا مولانا
 السيد احمد آفندي العموري الكيلاني دام فضله ابن السيد الشريف
 اسعد آفندي بن السيد الشريف نعمان آفندي بن السيد الشريف عبد
 الرزاق شيخ السادة الاشراف في حماة الشام“ --- [۳۱۵]
 آپ نے قول گنگوہ کے درمیں فتویٰ جاری کیا جو ۱۹۹۵ء میں استنبول سے شائع ہوا۔
 مدینہ منورہ قیام کے دوران دولت یکم پر تقریباً گئی۔

* مولانا سید غلام محمد بر عان الدین بن نور الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

حیدر آباد کن کے عالم جلیل، قادری سلسلہ سے وابستہ، عربی میں دو تصنیف کے نام یہ
 ہیں، ”العروبة الرونقی لی الدين و العقی“، مطبوع حیدر آباد کن۔ ۱۳۳۰ھ کو مدینہ منورہ
 پا پڑھوئے تو بعض احباب کی تحریک پر مسلاط و قیام کے اثاثات پر الوسیلة العظمی فی

الدارين الى من له شفاعة الكبرى في الكونين، وجئ تصنيف كى، جس عر قول الحكوق
کا بھر پور دکیا، یہ کتاب حیدر آباد اور پھراستبول سے شائع ہوئی۔ [۳۶]

مذینه منورہ قیام کے دوران تھی شیخ محمود طارہ مشقی کے مالہ انسحاب القہمی
تقریب لکھی [۳۷] جو اس کے استبول ایڈیشن، مطبوعہ ۱۹۹۵ء ہے موجود ہے۔

* شیخ سید عبدالقارب بن محمد ابن سودہ رحمۃ اللہ علیہ حجہ

(۱۴۰۱ھ/۱۸۸۳ء - ۱۴۲۹ھ/۱۳۸۹ء)

مراٹش کے شہر قاس کے ماکنی عالم، حدیث، درس، سیاح، سفر، شاہر، قردوں میں بھی درمی
فاس میں فقہ و حدیث و فیرہ علوم کے استاذ، شاہی مسجد سلطان محمد غیم کے خلیف، فتح و ترمی
دس سے زائد تصنیفات میں سے بعض کے نام یہ ہیں بتوحید و فقہ پر النسبۃ الکمالیۃ
لجمعیع اخواننا المسلمين "مطبوعہ قاس"، روایت حدیث و فیرہ علوم پر نفع العاد فی
نظم الروایۃ و الاستاد "مطبوعہ قاس"، سفر نامہ حجاز مقدس و فیرہ مقامات الرحلۃ الکبری
لی احسان هذا العالم برا و بحرا "جلد اول، مطبوعہ قاس"، جشن میلاد امامی ہبہ فہریہ
العبورات الوہیۃ فی مولد خیر البریۃ "مطبوعہ قاس"۔ آپ نے سینیگال مفرائی،
تونس، لیبیا، الجزائر، مصر کے دورے کیے۔ ہمیں بھی غیم کے دوران ۱۴۲۲ھ/۱۳۴۵ء میں
استعماری حکومت کے موقوف کی خالفت کی پاداش میں قید کیے گئے۔ صاحب سُل الصال
کے والد ماجد۔ [۳۸]

۱۴۲۸ھ میں حج و زیارت کے لیے گئے تو ۱۴۲۹ھ کو مدینہ منورہ میں دولۃ مکہ پر تقریب
لکھی، جس نظر معلومات کے مطابق آپ نے مقررین میں سب سے آخر میں وفات پائی۔

* شیخ سید محمد عبدالواہب بن محمد یوسف ارجمنجی رحمۃ اللہ علیہ حجہ

(۱۴۲۱ھ/۱۹۱۳ء میں زندہ)

ترکی الاصل، درس مسجد نبوی مدینہ منورہ، حنفی عالم، صوفیہ کے سلسلہ تکہنندیہ مجددیہ خالدیہ

سے دایستہ۔ آپ نے مذکورہ بالامقدمات کے دوران صلح کے عمل کو آگئے بڑھایا۔ [۳۱۹]

* شیخ عطیہ محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

درس مسجد بنجودی۔

* شیخ سید مصطفیٰ بن تارزی عزوز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

تیونس کے ماکلی عالم جوطن سے مدینہ منورہ ہجرت کر آئے۔ ۱۳۲۰ھ میں مویتزا
سید احمد علی را پوری و مولا نا محمد کریم اللہ بنجابی نے آپ سے تقریظ حاصل کر کے اس کے ساتھ
مشترکہ خط اللہ کرائے فاضل بریلوی کوارسال کیا، جس میں آپ کے ہارے میں یوں لکھا:

”مولانا سید مصطفیٰ صاحب مغربی توئی مہاجر مدینہ طیبہ زاد حمال اللہ تعالیٰ شرفا
دام مجده و فضلہ..... اچھے دین دار، عابد، زاہد، تارک دنیا، متفق شخص ہیں۔۔۔۔۔

انھوں نے رسالہ شریف دولۃ مسکیہ کی بہت ہی قدر کی ہے اور مطالعہ کو
با عث سعادت جانا اور خیر کرتے ہیں اور ہم لوگوں کا شکر کرتے ہیں اور بہت
ممنون و احسان مند ہیں“۔۔۔۔۔ [۳۲۰]

معلوم رہے کہ شیخ مصطفیٰ عزوز کے چیاز اور بھائی کے فرزندو تیونس کے مشہور ماکلی عالم،
صاحب تصانیف کثیرہ، مفتی قاضی سید محمد کی مزوز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۲۲ھ /
۱۹۱۶ء) کی ایک اہم تصنیف ”السیف الربانی فی عنق المعتبر ض علی العوت الجیلانی“
کا تازہ ایڈیشن لاہور سے ۲۰۰۰ میں ۲۲۰ صفحات پر شائع ہوا [۳۲۱] قبل ازیں اس کا
معترض اور ترجمہ مولا نا محمد صراج الاسلام حظ اللہ تعالیٰ صدر درس جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن
لاہور کے قلم سے ”منہاج القرآن“ میں شائع ہوا۔ [۳۲۲]

* شیخ احمد بن محمد بن محمد خیر سناری عباسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

مقام مدینہ منورہ۔

* مولانا محمد الحق بن شاہ محمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ جب

(۱۹۵۲ھ/۱۸۳۶ء-۱۹۱۵ھ/۱۸۲۲ء)

ہندستان کے شہر آباد کے قریب گاؤں نخوان میں بیٹا ہوئے، پھر کوکرمہ بہرہ کی اور وہیں پر وفات پائی۔ محدث، فقیر، صوفی کامل، شیخ الدلائل، صاحب کلامات، خدا، صدر، مرلي میں متعدد تصنیفات ہیں، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں، تحریر شیخ حاشیہ الاکلبیل علی مدارک الشنزبل مطبوع، تصوف پر امام غزالی کی منہاج العابدین، کی شرح سراج السالکین اور کتبہ درم کی میاپ کی تحدیث صاحیف کے مختلف طرز ہیں، جن میں سے اکثر بخط مصنف ہیں، چند کتابوں یہ ہیں، الدر المنظم فی حکم الاحوال بمولہ النبی المعظم، "روحة السعداء"، الفول الجعلی فی بیان وحوب الرزکۃ علی العمال، "البراس فی کیفیۃ معس الرأس" کوہنہ دہبۃ المتعلم الی عین المتعلم۔ [۳۲۲]

بعض عرب تذکرہ ثاروں نے "حاشیۃ علی شرح المسلم" کو آپ کی تصنیف قرہ دیا ہے [۳۲۳] جب کہ یہ مولانا محمد الحق خرا آبادی رحمۃ اللہ علیہ علی (وفات ۱۸۹۸ھ/۱۹۱۳ء میں زخمی) کی تصنیف ہے۔ [۳۲۴]

الدولۃ الصکیۃ کے طاودہ حسام الغرمن کے مقرۃ۔

* شیخ سید موسیٰ بن علی شاہی رحمۃ اللہ علیہ جب

(۱۹۱۳ھ/۱۹۱۳ء میں زخمی)

لکشمیر کے ہاشمہ، جب کہ جاسواز ہر قہرہ میں تیڈم پائی، پھر مدینہ منورہ بہرہ کرائے۔ اسکی عالم، درس سیدھی، صدر، صرمی مقبول نام صوفیہ کے سلطان احمد یہ درد یہی ظلوتیہ سے وابست۔ آپ شیخ عبدال قادر علی طرابلی کے وزیر دوست تھے، راتِ الاول ۱۳۲۰ھ کو دولۃ مکہ پر ترقی پائیں (بعض ملاحظہ کرائی۔ [۳۲۵])

* شیخ سید محمد یعقوب بن رجب رحمۃ اللہ علیہ جبل

(۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں زمہ)

مدینہ منورہ میں مدرس مسجد نبوی، آپ نے بھی مذکورہ بالامقدمات میں صلح کی فضا

ہموار کی۔ [۳۲۷]

* شیخ شیعین بن احمد خیاری رحمۃ اللہ علیہ جبل

(۱۳۳۳ھ/۱۸۶۳ء - ۱۹۲۵ء)

مصر کے شہر منصورہ میں بیٹا ہوئے اور جامعہ از ہر قاہرہ میں تعلیم پائی، پھر مدینہ منورہ
بیرون کی اور دہاک سے دہنزاں کے قابل پر گاؤں فرشش میں قبرداش ہے۔ حافظ قرآن کریم،
شافعی عالم، شیخ القرامہ مدینہ منورہ، مدرس مسجد نبوی، جہاں آپ قرامات و تجوید کی تعلیم دریافت
کے علاوہ تصوف پر امام غزالی کی کتاب 'احسیاء العلوم' کا درس دیا کرتے۔ قرأت سہد
میں آپ کی دوسرا نادا جاہزت کے مخطوط کتبجہ شاہ عبدالعزیز مدینہ منورہ میں محفوظ ہیں جب کہ
اعلام من ارض النبوة میں ان کے عکس شامل ہیں۔

آپ نے میلاد و قیام سے حقوق قول مکتووبی کے رومنی ایک منصل مضمون لکھا، جو
اوائل ۱۳۳۰ھ کو 'ہاتما الیسان' طرابلس کے کسی شمارے میں شائع ہوا اور مابین ۱۹۷۵ء
۱۹۹۵ء کا استحیول سے طبع ہو کر پوری دنیا میں منت تھیم ہوا۔ [۳۲۸]

* شیخ محمد شیعین بن سعید رحمۃ اللہ علیہ جبل

مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ۔

* شیخ عبدالرحمن و دیدار رحمۃ اللہ علیہ جبل

مدینہ منورہ میں مقیم، مصر کے شافعی عالم، مدرس مسجد نبوی۔

* شیخ یوسف بن اسٹیل بھانی رحمۃ اللہ علیہ جبل

(۱۳۵۰ھ/۱۸۴۹ء - ۱۹۳۲ء)

فلسطین کے شہر حیفا کے قرب گاؤں اجزم میں بیٹا ہوئے اور بیروت میں قبرداش

ہے۔ آپ کے بعض عربی و اردو تذکرہ نگاروں کے جھول آپ کی قبر آبائی گاؤں اجڑ میں
واقع ہے [۳۲۹] لیکن یہ درست نہیں۔ جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی، اپنے دور کی ہرب :
کے اہم فالم، عظیم نت گوشہ مردمانش رسول ﷺ، عارف باللہ، متعدد علماء کرام و صوفیہ حظام
سے اجازت و خلافت پائی۔ موصل، علب، بغداد، سامراء و فیروز شہروں کا سفر کر کے مزارات
و مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔ دارالخلافہ استنبول سے شائع ہونے والے عربی رسالہ
'الجواب' سے وابستہ رہے، پھر القدس الشریف ویروت و فیرہ شہروں میں ہائی تجیہات
رہے۔ کچھ عرصہ مدینہ منورہ تعلیم رہے۔ لق姆 و نثر پر مستقل آپ کی تصانیف کی تعداد ۷۰ کے
قریب ہے، جن میں سے اکثر آپ کی زندگی میں شائع ہوئیں۔ قسطنطینیہ کے ڈاکٹر شیخ صہیل المانی
نے آپ کے احوال و آثار پر مقالہ لکھ کر ۱۹۷۸ء میں جامعہ ازہر قاہرہ سے پی ایچ ڈی کی۔
اردو دنیا میں آپ کا نام کی تعارف کا ہتھ ج نہیں۔ آپ کے حالات و خدمات پر تحدید
مضاف میں شائع ہو چکے ہیں۔ مولانا امظم حسین خیر آبادی کے فرزند مولانا شاہ محمد علی حسین
بھوپالی مدفن رحم اللہ تعالیٰ (وقات ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۵ء) نے آپ پر عربی میں مستقل کتاب
لکھی، جو بھی تک شائع نہیں ہوئی۔ علامہ قلیل احمد رانا نے آپ کے بارے میں مختصر اردو
کتاب 'نابغہ قسطنطین'، لکھی، جو مطبوع ہے اور ماہ نامہ 'نعت لاہور' نے آپ کی نقیۃ شاعری پر
خصوصی شمارہ شائع کیا۔ علاوه ازیں علامہ نبھانی کی چار سے زائد کتب کے اردو تراجم
پاکستان سے شائع ہو چکے ہیں۔

ان دونوں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی آباد کے استنسٹی ٹیوٹ و فیرسٹ سنکور حسین آپ کی نقیۃ شاعری
گے مطالعاتی جائزہ پر عربی مقالہ برائے پی ایچ ڈی بعنوان 'دراسۃ نقدیۃ لشعر الشیخ
یوسف بن اسماعیل البهانی فی مدح رسول اللہ ﷺ'، متحاب بیونی و روشنی لاہور کے
تحت اور ڈاکٹر نبھانی احمد اکبر کی مگرائی میں لکھ رہے ہیں۔

شاہ فیصل مسجد اسلام آباد سے متحقہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے سابق ڈائریکٹر ڈاکٹر

محضی حسن مصوی کی علامہ بھائی کی ایک تصنیف کے بارے میں رائے ہے کہ:-
 ”اللہ تعالیٰ انکی کتابوں کے لکھنے اور اس طرح کی طباعت کی توفیق سب کو
 حطا کرے۔ آئین“—[۳۳۰]

* شیخ حسین بن محمد بن علی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 آپ نے صفر ۱۳۳۲ھ کو مدینہ منورہ میں تقریباً لکھی۔

* مولانا محمود بن صبغۃ اللہ درای رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ مولانا شاہ محمد مثہر دہلوی مجددی نقشبندی مجاہر مدینی کے مرید تھے اور وسیلہ و میلاد قیام کے موضوع پر اپنے مرشد کی عربی تصنیف 'الدر المنظم' کی شرح بنا مسلمانوں کا معظم علی اللہ تعالیٰ علیہ السلام، جو ۱۲۹۶ھ میں دراس سے شائع ہوئی [۳۳۱] جب کہ اس کا مختلف مکتبہ مسجد نبوی مدینہ منورہ اور اس کی مائیکر قلم مکتبہ حرم کی میں محفوظ ہیں [۳۳۲] آپ نے مولانا شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی مجاہر مدینی سے بھی اخذ کیا۔ [۳۳۳]

آپ دراس کے مشہور شافعی عالم، مدرسہ محمدیہ دراس کے ہانی و بائیس کے قریب کتب کے مصنف، بدر الدوّلہ قاضی مولانا عبد اللہ درای رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۲۶ھ / ۱۹۱۷ء) کے بھائی ہیں۔ [۳۳۴]

مولانا محمود درای ۱۳۳۰ھ میں ایک سال قیام کے ارادہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں دولتہ مکیہ تقریباً لکھی۔ [۳۳۵]

* شیخ محمد سعید بن عبدالقدار نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 (۱۲۷۷ھ-۱۸۲۰ھ/۱۳۳۹ھ-۱۹۲۰ء)

بغداد میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، محل الفضل کی جامع مسجد سے بحق قبر واقع ہے۔ عالم بیل و سیاسی رہنماء، ملک کو در پیش مسائل کے حل کرنے میں سرگرم، صوفی کے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ خالدیہ کے مرشد۔ تین تصنیفات یہ ہیں: 'السبف البارق فی عنق المارق'

مطبوع ببغداد ۱۹۱۵ء، "العلم الموروث في اثبات الحدوث" مطبوع ببغداد ۱۹۱۷ء،
 فرة العيون في أن الاموات في المذاهب الاربعة يسمعون، "هاتي الذكر كتاب
 بهاء الدين زكريا الابيري ضلع بچوال میں موجود ہے۔ ۱۳۱۲ء میں خلیفہ حنفی سلطان
 عبد الحمید دوم کی دعوت پر دارالخلاف استنبول کا سفر کیا اور ۱۳۲۶ء میں سلطان کی خواہش پر
 عراق کے شہر سامراء میں مدرسہ کی بنیاد رکھی اور اس میں درس ہوئے۔ پھر بخاد میں
 حرار امام اعظم البصیرہ ہے میں مسجد میں درس کا سلسہ شروع کیا۔ ۱۳۳۶ء میں
 خانقاہ خالدیہ بغداد کے سجادہ شیخ ہوئے اور سائنس کی تربیت کی ذمہ داری بھائی۔ آپ
 کے ذاتی ذخیرہ کتب میں گیارہ سو ناد مخطوطات موجود تھے جن کی نہرست شیخ امام ایم وندبی بخداوی
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۲۹/۱۹۵۹ء) نے مرتب کی جو فیر مطبوع ہے۔ [۳۳۶]

* شیخ محمد توفیق بن محمد ابویبی انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وقات ۱۳۵۱/۱۹۳۷ء)

دمشق میں بیٹھا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ خلیل عالم، ادیب دشمن، صوفی کے سلسلہ قادریہ
 سے وابستہ، عیسائی و یہودی ادیان کی ترویج و مناظرہ کے ماہر، ترکی زبان پر مصور حاصل تھا،
 جب کسی قدر قاری پر مطلع تھے۔ آپ نے "محلہ الاحکام العدلۃ" کی شرح "القواعد الكلۃ"
 کو ترکی سے عربی میں ڈھالا، جو ۱۳۰۳ء میں دمشق سے شائع ہوئی۔ آپ دمشق، استنبول و
 مدینہ منورہ کے بعض مدارس میں استاذ تھیں تھے۔ ایک اردو تذکرہ گارنے آپ کو مدینہ منورہ
 کے مقامی عالم و روشنۃ الور کے مجاہر قرار دیا [۳۳۷] جو درست نہیں۔ حق یہ ہے کہ آپ دہل
 کے سرکاری مدرسہ میں استاذ تھے [۳۳۸] آپ کے شاگردوں میں ملک مصر میں وہابی فرقہ
 کے اولین مسلم علماء رشید رضا مصری (وقات ۱۳۵۳/۱۹۳۵ء) اور تعمیم المؤلفین کے صفت
 شیخ عمر رضا کمال دمشقی (وقات ۱۳۰۸/۱۹۸۷ء) جیسے مشاہیر شاہی ہیں۔ [۳۳۹]
 آپ نے نہ صرف خود دلتہ کیہے پر تقریباً یکمیں تکمیل کر لے گئے علماء شام کو بھی اس جانب را غلبہ کیا۔

*** شیخ علی بن علی رحمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ حبہ ***

اپنے دلن مصر سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا بیسے اور وہاں مدرس ہوئے، ۱۳۲۱ھ کو
دہلی پر تحریر یافتگی۔

*** شیخ عبدالحمید بن محمد ادیب عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ حبہ ***

(وفات ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء)

مشن کے ایک اہم علمی گرانے کے فرد، جس میں متعدد شافعی علماء ہو گزرے، خلا شیخ الشام
شیخ سلیمان بن یاسکن بن حامد عطاء (وفات ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء)، شیخ محمد بن یاسکن بن حامد عطاء
(وفات ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء)، شارح فرسوس الحکم شیخ عمر بن طہ بن احمد عطاء (وفات ۱۳۰۸ھ /
۱۸۹۰ء)، قاضی شیخ رشید بن طہ بن احمد عطاء (وفات ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء) اور شیخ الشام
شیخ ابوالکھدمن حامد بن احمد عطاء (وفات ۱۳۲۸ھ / ۱۹۰۷ء)، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ اور ان کے
حالات پیش نظر کتب میں درج ہیں۔ لیکن حیرت ہے کہ خود شیخ عبدالحمید عطاء کے حالات
دست یاب نہیں۔ تاریخ ملادہ مشن کے صفت مشن کے قبرستان و مساجع پہنچ، جہاں آپ کی
قبر اپنے چہا بھر شیخ ابوالکھدمن احمد عطاء کے پہلو میں واقع ہے اور اس پر نصب کتبہ سے آپ کا سن وفات
اخذ کر کے کتاب میں دفعہ کر دیا اور اس۔ [۳۳۰]

معلوم ہے ان الام کے مشن میں شیخ عبدالحمید عطاء نام کے ایک اور عالم تھے، جنہوں کو
۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء میں وفات پائی۔ [۳۳۱]

*** شیخ سید محمد سعید بن احمد زین العابدین کتبی رحمۃ اللہ تعالیٰ حبہ ***

(وفات ۱۳۷۸ھ / ۱۸۷۷ء - ۱۹۵۸ء)

مشن میں بیدا ہوئے، دہلی پر وفات پائی۔ حافظ قرآن مجید، خلی فالم، حدث اطم شام
طامہ سید محمد بدرا اللہ بن بنی یوسف صاحبی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ (وفات ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۵ء) کے
خالی شاگرد اور مشیر دامتہ، جنی کے بیویوں کی تصور یہ کہ مشن کے باپ مسلمہ ناہی طلاق میں

مسجد شیخ بدر الدین حنفی سے متعلق واقع ہیں۔

آپ کے والد شیخ احمد زمانجا عالم فاضل اور زادہ و مابعد تھیست تھے، ان کے ہاں نہیں اولاد نہیں ہوتی تھی، حتیٰ کہ انہوں نے سات شادیاں کیں۔ پھر ایک رات انہیں خواب میں نبی اللہ سیدنا محمد ﷺ کی زیارت ہوئی، جنہوں نے آپ کو ولادت فرزند کی بشارت دی اور فرمایا کہ اس کا نام شیخ رکھنا۔ آپ بیدار ہوئے تو سب احباب کو یہ خوشخبری سنائی اور اسی لمحے میں اپنی کنیت ابو شیخ اختیار کی۔ بعد ازاں آپ کی ولادت ہوئی پھر ایک اور فرزند شیخ سید محمد زمانجا کتبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۷۲ھ/ ۱۹۵۳ء) پیدا ہوئے اور دونوں بھائی دشمن کے اکابر علماء میں سے ہوئے۔ جب کترے فرزند نے جگ بجان میں شہادت پائی۔ [۳۲۲]

شیخ شیخ کتبی کے پوتا سید محمد غیاث کتبی ان دونوں دشمن میں ایک اشامی ادارہ دار المکبی، چلا رہے ہیں، جس کی طرف سے متعدد مفید کتب شائع کی گئیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

آپ نے دولہ مسکے پر تقریباً کے علاوہ قول گنگوہی کے رد میں مفصل فتویٰ بعنوان "الفتویٰ الدمشقیة فی الرد علی الطائفۃ الوهابیۃ" جاری کیا، جس پر جاصاز ہر قاہرہ کے سات علماء نے ۱۳۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں تقریبات و تصدیقات لکھیں اور یہ ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۹۵ء کو استنبول سے شائع ہوا۔

* شیخ عبدالوهاب نائب بن عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۲۶۹ھ- ۱۸۵۲م/ ۱۳۳۵ھ- ۱۹۲۶م)

بغداد میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، محل فعل رصافی کی جامع مسجد میں قبرداش ہے۔ متعدد علوم و فنون کے ماہر، مشہور واعظ، اہم خطاط، شاعر، مدرس مدرسہ منورہ خاتون، استاذ الحلماء، نائب مفتی بغداد، شرعی عدالت کے نائب قاضی رہے، اسی مناسبت سے شیخ عبدالوهاب نائب مشہور ہوئے۔ چند تصنیفات کے نام یہ ہیں: "الآیات المشابهات"، "الاہم فی تعارض علم الكلام"، "حاشية على جمع الجوامع"، "ديوان خطب

منبرية، "رسالة في الفرانس"، "شرح ملحة الاعراب في النحو"، "القول الأكمل في شرح المطول"، "المعارف في كشف ما غمض من المواقف"، "منظومة في المنطق"۔ آخر الذكر پر آپ کے شاگرد بیل منقی اعظم مرافق شیخ نجم الدین واعذر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء) نے شرح کمی۔ شیخ عبدالوهاب نائب کے ذمہ، کتب میں موجود ۲۹۶ رخطوطات کی فہرست شیخ امام احمد درویش بخاری نے مرتب کی، جو فیر مطبوع ہے۔ علاوہ ازیں آپ صفات کرنے والے الحکم کے صدر رہے اور ۱۹۲۲ء میں جامد آل البيت بخاری میں علم فیض کے استاذ ہوئے، نیز اپنی جیب خاص سے متعدد مدارس کی بنیاد رکھی۔ آپ کے حالات و خدمات پر عراق کے مشہور مؤرخ و صاحب تصانیف کثیرہ شیخ محمد صالح سعید بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷ء) نے مستقل کتاب لکھی، جو بھی تکمیل نہیں ہوئی۔ [۳۳۳]

* شیخ سید یوسف بن محمد نجیب عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۳۸۲ھ/۱۸۴۰ء-۱۹۵۱ء)

بخاری میں بیہا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، مزار سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احاطہ میں قبر واقع ہے۔ جنابی محمد میں حکم تعلیم کی مجلس اعلیٰ کے رکن رہے، متعدد مدارس میں مدربیں سے وابستہ رہے۔ ۱۳۷۰ء سے وفات تک مزار سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تحصیل سہہ میں سالمہ برس تک واحد و خلیف تھیات رہے۔ نیز جامد آل البيت میں پرورد فیض تھے۔ علم حدیث پر آپ کی ایک تصنیف کا قلمی لود خود آپ کا لکھا ہوا، مزار سیدنا عبد القادر جیلانی سے ملنے تعلیم الشان کتبہ قادریہ میں بخوبی ہے۔ آپ کی سی بیل سے ملک میں سرکاری سٹک پر ۱۹۳۲ء میں دارالفنونی قائم کیا گیا اور آپ ملک کے امتن اعظم نئے گئے، اس منصب پر بھی وفات تک محسکن رہے۔ [۳۳۴]

آپ کے اہم شاگرد ہے طریقہ سید عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وفات ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء) پاکستان میں عراق کے اقلین سفیر ہوئے، ان کا حمار قادری مرکز کراچی میں واقع ہے۔ [۳۲۵]

* مولانا سید محمد عثمان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ جبہ

حیدر آباد کن کے عالم بطل و صوفی کامل، جنون نے مدینہ منورہ میں تقریباً قلم بند کی۔

* شیخ سید محمد امین بن محمد سوید رحمۃ اللہ تعالیٰ جبہ

(۱۲۴۳ھ / ۱۸۵۵ء - ۱۹۳۶ھ / ۱۸۵۵ء)

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، باب صابر قبرستان میں قبر واقع ہے۔ فیض خی، مدرس، صوفی کامل، فرضی، مناظر، آپ ہر صفات فتحیت تھے۔ آپ کی تصنیف شہل الحصول علی قواعد الاصول کا مخطوط دارالکتب ظاہریہ میں ہے، جب کہ یہ اکثر مصطفیٰ سعید خن دمشقی (ولادت ۱۹۲۲ء) کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۷۲ھ میں دارالعلوم دمشق نے ۲۸۰ صفحات پر شائع کی۔ نیز علامہ جلال الدین عبد الرحمن سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی "الاستقان" کوختصر کر کے علوم القرآن کا نام دیا، جس کا مخطوط آپ کے درہاء کے پاس گنوط ہے۔ علاوه ازیں بیت المقدس کی تاریخ قلم بند کی۔

آپ نے جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی، ارون، بخارا، ترکی، لیبان، مرکش، ہندوستان اور یمن وغیرہ ممالک کے دورے کیے۔ اولیائے کرام کی زیارت کے لیے دور دراز کے سفر کرنا آپ کا محبوب مشغل تھا۔ دمشق، القدس الشریف، مکہ کرمہ اور یمن میں مدرس رہے۔ آپ ۱۳۳۸ھ میں بیہقی مقیم تھے۔ انجام سنت میں حریص اور بدعت سے مجبوب تھے۔ کلام ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور کلام ابن حطاب اللہ سخندری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حل کرنے میں آپ کو اعلیٰ کمال حاصل تھا۔ اسلامی دنیا کے مشہور تحقیقی ادارہ المجمع العلمی العربي دمشق جو ۱۳۲۷ھ / ۱۹۱۸ء میں قائم کیا گیا، اس کے پائی رکن اور پھر اس کے شعبہ ترجمہ سے وابستہ رہے۔

دشمن کے ایک دلی اللہ و عالم جلیل شیخ محمد مارف حنفی قشیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) کا قول ہے کہ شیخ سلیم بن طیل مسٹی ختنی خلوتی دشمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۶ء) اپنے دور کے نطب شام تھے۔ ان کے بعد قطبائیت میں شخصیات میں دخل ہوئی جن میں ایک شیخ امن بود تھے۔ [۳۳۶]

* شیخ ابراہیم بن عبد العالیٰ سقار حسن (اللہ تعالیٰ علیہ)

آپ کاظمین قاہرہ میں آباد مشہور علیٰ گمراہ سے ہے، جس میں متعدد جلیل القدر شافعی طاہر کرام ہوئے، خلاش ابراہیم بن علی سقا (وقات ۱۳۸۱ھ/۱۸۸۱ء)، شیخ حسن رجب بن محمد بن حسن سقا (وقات ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)، شیخ محمد امام بن ابراہیم بن علی سقا (وقات ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۷ء تقریباً)، شیخ محمد اعلیٰ بن حسن رجب بن محمد سقا رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ ان مشاہیر کے حالات تھیں نظر کتب میں موجود ہیں لیکن خود شیخ ابراہیم بن عبد العالیٰ سقا کے ذکر سے خالی ہیں۔ اتنا معلوم ہے کہ آپ جامعاز ہر قاہرہ میں درس تھے۔

آپ ۱۳۳۰ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو درلنہ مسکہ پر تقریباً یک علاوہ قول گنگوہی کے بارے میں نہ کوہہ الامتنانی دستیگہ پر تقدیم کیسی، جو اس کے استحیول ایڈیشن مطبوعہ ۱۳۷۵ھ/۱۹۹۵ء میں موجود ہے۔ [۳۳۷]

* شیخ عبد الرحمن بن احمد ظلف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حنفی عالم، درس جامعاز ہر قاہرہ۔ ۱۳۲۹ھ کو مدینہ منورہ میں تقریباً کیسی۔ [۳۳۸]

* شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

دشمن میں پیدا ہوئے اور استحیول میں تھیں تھے، جب کہ ۱۳۳۲ھ کو مدینہ منورہ میں تقریباً کیسی۔ [۳۳۹]

* مولانا فاضل ہدایت اللہ بن محمود سنگھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ولادت ۱۳۸۱ھ/۱۸۶۵ء)

سوہنندہ کے مقام مثاری نزد حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ مقام طاہر سے تعلیم پانے

کے بعد جاز مقدس کی رہا لی اور مدرس صوفیہ نیز دنگر ملاہ سے اخذ کیا۔ سلسلہ قادریہ سے
وابست، پانچ بار حج ادا کیا، قاضل برلمی کے مجموعہ تاوی میں آپ کے اختلاف موجود ہیں،
عربی میں متعدد تصنیفات ہیں۔ [۳۵۰]

۱۳۳۰ء کو مدینہ منورہ میں دولۃ مکہ پر تحریر یکمی۔ نیز شیخ محمود طارد مشی کی استحباب
القیام پر تحریر یکم بندکی، جو اس کے استبدل ایڈیشن مطبوعہ ۱۳۹۵ھ/۱۹۹۵ء پر ہے۔

* شیخ محمد الحمی بن رشید قطبی رحمہ اللہ فاضل جب

(وقات ۱۳۲۳ھ/۱۹۴۴ء)

آپ کے سن وفات میں اختلاف ہے، بعض تذکرہ شاگروں نے ۱۳۲۷ء میں نیز
قرار دیا ہے، جب کہ تاریخ طراء مشی کے مصنفوں نے ۱۳۲۹ء کو ترجیح دی۔ مشی کے ختنی عالم،
سلسلہ قشبندیہ سے وابست، دارالکتب غاہریہ مشی میں آپ کی تصنیف خطبة فی الحث
علیٰ مساعدة المجاهدین، کا منتظر مخطوط ہے۔ حالی فوج میں مخفی تحریمات بہے، جس
دوران متعدد مقامات پر تکمیر ہے۔ تصوف اور فقہی علم سے گمراہ کا ذکر ہے۔ [۳۵۱]

مدینہ منورہ قیام کے دوران تحریر یکمی۔

* شیخ عمر بن مصطفیٰ علیہ رحمہ اللہ فاضل جب

(۱۳۸۲ھ/۱۸۶۵ء-۱۹۴۳ء)

مدینہ منورہ میں بیدا ہوئے اور ملی بیک علیم کے دوران وہاں سے مشی ہجرت کی،
تا آں کر دیں پر وفات پائی، ہاب صیر قبرستان میں قبر واقع ہے۔ فیض ختنی، نعت گوشہ،
تاریخ، حافظہ قرآن کریم، صوفیہ کے سلاسل رشیدیہ و سعدیہ جہاڑیہ کے مرشد، مشی کی
تاریخی درکاری سمجھ اموی میں بھی بخاری کے درس، متعدد تصنیفات ہیں۔ آپ کی وفات پر
شعراء نے مرثیے لکھے۔ [۳۵۲]

* شیخ سید عبدالقدار بن ابی الفرج الخطیب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جبلہ
 (۱۸۷۳ھ/۱۹۳۲ء - ۱۴۵۱ھ/۱۹۹۱ء)

مشن میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی اور قبرستان وحدادح میں قبر واقع ہے۔ شہر کی وکریہ تین مسجد اموی کے خطیب، مدیر حکمہ اوقاف مشن، نہیں کے علاوہ سیاسی و سماجی اہم شخصیت، ناجر۔ ہٹانی اور پھر ہٹانی محمد کے مشن میں اعلیٰ مناصب پر تعینات رہے۔ ۱۳۲۲ھ میں الیان صنعت و تجارت کے صدر بنائے گئے، ہٹانی دور میں بلدیہ مشن کے سربراہ ہوئے۔ ہٹانی حکومت نے خلاف اوقات میں آپ کو چھ اعلیٰ الیارڈ ٹیکس کیے۔ آپ کی وفات پر شہر کے اکابر شعراء نے مرثیے لکھے۔ [۳۵۳]

مشہور عرب قوم پرست رہنماء و محقق و مفکر سید محبت الدین بن ابوالفتح الخطیب (وفات ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء) آپ کے چچا زاد بھائی تھے۔

جب کہ آپ کے فرزند ڈاکٹر عدنان بن عبدالقدار الخطیب (وفات ۱۴۹۵ھ/۱۹۷۶ء) عرب دنیا کے مشہور مورخ ماہر قانون لغوی اور متعدد کتب کے صحف تھے۔ [۳۵۴]

۱۳۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں تقرر یہ لکھی۔

* شیخ عبدالکریم بن تارزی عزو ز رحمۃ اللہ علیہ جبلہ

تیوس کے ماکی عالم، السیف السربانی فی عقی المعتبرض علی الغوث الجیلانی، جو پہلی بار ۱۳۱۰ھ میں تیوس سے شائع ہوئی، اس پر خود صحف شیخ سید عویض عزوز کے ایک شاگرد سید عبدالکریم بن عزوز کی نظم و نثر پر مشتمل تقریبہ موجود ہے، جو ادب و مدرس تھے [۳۵۵] اور غالباً آپ ہی الدوّلۃ المکیۃ کے مقرظ ہیں۔

* شیخ محمود بن علی بن عبدالرحمٰن شویل

(۱۴۷۲ھ/۱۸۸۵ء - ۱۹۵۳ء)

مصری الاصل یعنی مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر ایت پائی۔ مدرس، مذاہب، قاضی،

صحابی و شاعر، سیاح۔ آپ نے تقریباً ۱۳۲۲ھ میں مدینہ منورہ سے مرکش کے شہر قاس کا سفر کیا جہاں دو سال تعمیر کر صوفیہ کے سلسلہ کتابیہ کے مرشد کیمیر شیخ سید محمد بن عبدالکبیر کتابی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ (وقات ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۷ء) نیزان کے والد گرامی سے تعلیم و تربیت پائی۔ علاوه ازیں بخارا، ترکی، چین، سوڈان، ہندوستان اور خط نجد کے سفر اختیار کیے۔ ۱۹۰۹ھ / ۱۳۲۸ء کو مدینہ منورہ سے جاری ہونے والے عربی و ترکی اخبار "المدنۃ المنورۃ" کے اجراء میں حصہ لیا۔ آئندہ دنوں میں وہابیت اختیار کی، بلکہ اس مکر کے دفاع میں القول المسدیدنی کتاب لکھی، جو قاہرہ سے شائع ہوئی۔ [۳۵۶]

* شیخ محمد بن احمد رمضان شایی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وقات ۱۳۲۰ھ / ۱۹۱۱ء میں زعده)

ملک شام کے عالم جو مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ صوفیہ کے سلسلہ شاذیہ سے وابستہ، ادیب و شاعر، چار تصنیفات کے نام یہ ہیں، "تبیہ الانام الی ترتیب الطعام" مطبوعہ قاہرہ، قدیم و جدید عربی شعراء کے کلام کا تکاپ "صفوة الادب" مطبوعہ ۱۳۲۰ھ، "تحقیق انتساب" صفوۃ الادب فی مدح سید العرب" مطبوع، "مسامرة الادب" مطبوع۔ [۳۵۷]

* شیخ محمد بن علی حکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وقات ۱۳۲۵ھ / ۱۹۱۷ء)

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ عالم جلیل و طبیب، مرbi، سلسلہ شاذیہ سے وابستہ، ادیب و شاعر، مدرس رسمخانیہ دمشق کے بانی و مدرس۔ تین تصنیفات کے نام معلوم ہوئے، جو یہیں "رحلة الى عین الفجعة"، "منظومة في وصف فربتی مین و الزبدانی" مطبوعہ ۱۳۱۱ھ، "نفحۃ الروض البیلیل فی رحلۃ القدس و الخليل"۔ [۳۵۸]

* شیخ محمد امین بن محمد بن طبل سفر جلائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وقات ۱۳۲۵ھ / ۱۹۱۶ء)

دمشق کے خلی عالم، ادیب و شاعر، جامع مسجد سخنوار کے امام و مدرس، سلاسل شاذیہ و

نقشبندیہ مجددیہ میں بجاز۔ قصینفات یہ ہیں، عقود الامانیہ، منکوم مطبوعہ دمشق، العقد الوحید فی علم التوحید، مطبوع، القطوف الدانیہ فی العلوم الشعائیہ، مطبوع دمشق، الكوكب الحثیث شرح حوتة الحديث، فی مصطلح الحديث، مطبوع دمشق و بیروت، المنظومة المزهیة فی الاصول الفقهیة، اول الذکر کتاب ۱۳۱۹ھ کو ۶۲ صفحات پر شائع ہوئی، جس میں آپ نے علوم حدیث، فقہ و تصوف سے تعلق اپنی اسناد یا ان کیس اور آخر میں امام البی رض کو منکوم کیا، نیز مخالف میلار میں قیام کی تائید و جواز پر لکھا۔ [۳۵۹]

* شیخ محمود بن رشید عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۳۸۲ھ/۱۸۲۷ء - ۱۹۳۳ء/۱۳۸۰ھ)

مشیل میں بیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، باب صیر قبرستان میں قبر واقع ہے۔ فقیہ ختنی، اصولی، استاذ العلماء، حافظ قرآن مجید، محمدث اعظم شام علامہ سید محمد بدرا الدین حسینی کے خاص شاگرد۔ اپنے استاذ گرامی کے حالات پر مفصل مضمون لکھا، جس کا مخطوط دارالكتب ظاہریہ مشیل میں ہے، نیز یہ شیخ محمد بن عبد اللہ رشید ختنی (ولادت ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء) کی مرتب کردہ کتاب محدث الشام العلامہ السيد بدرا الدین الحسینی باقلام تلامذتہ و عارفیہ میں شامل ہے، جو ۱۹۹۸ء میں شائع ہوئی۔ علاوه ازیں آپ کے دوسرا ہم استاذ مولانا عبد الحکیم افغانی قدھاری صاحب در مشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) نے فقیہی کی مشہور کتاب کنز الدقائق کی شرح بہام کشف الحقائق، عربی میں لکھی، جو شیخ محمود کے اہتمام سے شائع ہوئی۔ آپ مشیل، اردن، یہودہ اور سینی میں مدرس رہے۔ ہر جسترات کی سورہ یاسین کے اجتماعی فتح کا اہتمام کرتا آپ کے مستقل معمولات میں سے تھا۔ [۳۶۰] آپ نے دولت مسکیہ پر تقریباً کے علاوہ اپنے استاذ محدث شام کے حکم پر قول گنگوہی کے دو میں ایک مفصل مضمون استحباب القيام عدد ذکر و لادته علیہ الصلاۃ و السلام، لکھا، جو ملکی ہارڈ مشیل کے مؤقر ماہنامہ الحقائق میں شائع ہوا۔ [۳۶۱] بھرم رب دنیا سے ہی

کتابی صورت میں ۱۳۹۸ھ/۱۹۹۸ء کو مختصر عام پر آیا۔ اسی ایڈیشن کا اردو ترجمہ اکٹھ ممتاز احمد سدیدی ازہری (ولادت ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) نے کیا، جسے رضا اکٹھی لاهور نے عربی متن کے ساتھ یک جاڈ کر ولادت خیر الامان ﷺ کے وقت کفرے ہونا مستحب ہے کے نام سے ۱۳۹۱ھ/۲۰۰۰ء میں ۵۹ صفحات پر شائع کیا۔

۱۳۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں تین علماء کرام نے استحباب القیام پر تقاریبِ کمی تھیں اور جیسا کہ گزشتہ صفحات پر آچکا کہ اس کا جو ایڈیشن ۱۳۹۵ھ/۱۹۹۵ء کو استبول سے چھپا، اس پر یہ تقاریب موجود ہیں۔

* شیخ سید محمد تاج الدین بن محمد بدر الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ جبہ

(۱۳۶۲ھ-۱۸۹۰ء-۱۹۳۳ء)

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ محدث عظیم شام کے فرزندِ جبلی، دمشق کے ایک مدرسہ میں استاذ رہے، پھر مدارس کی اصلاح کے لیے قائم ادارہ کے رکن، عثمانی حکومت کی جزاں اسے ایک اسکول کے رکن، عثمانی فوج کے مجلہ 'الشرق' کے سرپرست، مجلس شوریٰ کے رکن، دمشق شہر کے قاضی رہے۔ تا آں کر ۱۹۲۸ء اور پھر ۱۹۳۳ء میں دوبار ملک شام کے وزیر اعظم ہوئے اور ۱۹۳۴ء میں ملک کے صدر بنائے گئے، اسی منصب پر وفات پائی۔

مولانا عظیم حسین خیر آبادی مدینی کے فرزند مولانا شاہ محمد علی حسین بھوپالی مدینی ۱۳۲۶ھ کو مدینہ منورہ سے دمشق گئے اور وہاں شیخ سید تاج الدین حنفی کی معیت میں ان کے والد امام الدھر حافظ العصر شیخ بدر الدین حنفی سے شرح و قایہ کا درس لیا۔

آپ پہلی بار وزیر اعظم تھے وہ دمشق کی جامع مسجد اموی میں آپ کی زیر صدارت سالانہ جلسہ میلاد ابنی ﷺ انعقاد پذیر ہوا، جس میں علماء الناس کے علاوہ سفارت حکومت اور فوج کے نمائندے بھی شامل تھے۔ اس دور کے ہندوستان سے شائع ہونے والے مشہور اردو ہفت روزہ الفقیہ امرتسر نے اس خبر کو اپنی تازہ اشاعت میں دمشق میں جلسہ میلاد ابنی ﷺ

کے عنوان سے نایاب طور پر شائع کیا۔ [۳۶۲]

* شیخ محمد عطاء اللہ بن ابراہیم کرم رحمۃ اللہ علیہ حبیب
(۱۳۵۷ھ / ۱۸۳۳ء - ۱۹۳۸ء / ۱۴۰۰ھ)

مشق میں بیدا ہوئے، وہیں پر دفاتر پائی، باب صیر قبرستان میں قبر واقع ہے۔ آپ کے مزار پر جو کتبہ نصب ہے اس میں آپ کا نام 'عطاء اللہ فی الجنات خالد' کے صدر سے تلا لگایا ہے۔ حافظ قرآن مجید، فقیہ ختنی، امام و مدرس، متعدد علوم کے ماہر۔ تصنیفات یہیں ہیں؛ 'الاقوال المرضية فی الرد علی الوهابية'، 'جود مشق' کے متعدد اکابر علماء کرام کی تحریریت سے ترین ہے، 'مطبوعۃ قاہرہ'، 'الصدر المستنورۃ فی الاوراد المأثورۃ'، 'مطبوعۃ قاہرہ'، 'رسالة فی مصطلح الحديث'، 'مخطوط'، 'فصل الخطاب فی المرأة و وجوب الحجاب'، 'مطبوعہ مشق'، نیز آپ کے جاری کردہ فتاویٰ کا فتحیم مجموع شیخ محمد بن دلوش کی تحقیق و حواشی کے ساتھ زیریطع ہے۔

۱۹۱۸ء سے دفاتر بک مک شام کے اعلیٰ ترین سرکاری منصب 'منشی اعظم' تینات رہے اور ممبر دروس و تدریس سے وابستہ رہے، آپ فقہ ختنی، اصول فقہ، تفسیر، حدیث، لغت و فیرہ علوم کی اہم کتب کا درس دیا کرتے۔ آپ جو کتب پڑھایا کرتے ان میں طااحم جیون اشٹھوی کی 'نیور الانوار' شامل ہے۔ آپ کے متعدد تلامذہ مشق کے اکابر علماء میں شمار ہوئے۔ آپ نے تین بارچ و زیارت کی سعادت پائی، نیز مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کے لیے بکثرت سفر کیے۔

مشق کے مشہور دینی مدرسہ 'معهد الفتح الاسلامی' کے ایک طالب علم خالد احمد نے ۱۹۹۵ھ / ۱۳۷۶ء میں مدرسکی اعلیٰ سند کے لیے مقالہ بعنوان 'ترجمۃ الشیخ محمد عطاء اللہ الکشم' ملک کے اہم ختنی عالم و آپ کے نواسی شیخ مہدی الرزاق طیبی حفظ اللہ تعالیٰ (ولادت ۱۲۲۳ھ / ۱۹۰۵ء) کی گرفتی میں کمکا جوتا حال شائع ہیں ہوا۔ [۳۶۳]

* شیخ محمد بن قاسم المردوف بیہ محمد قاکی حلاق رحمۃ اللہ علیہ حب
(۱۳۲۶ھ-۱۸۵۹ھ-۱۹۹۳ء)

دمشق میں ہوا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، باب صبغہ قبرستان میں قبر واقع ہے۔ شافعی ہامل، حافظہ قرآن کریم، استاذ الحفاظاء، جامع مسجد حسان، کامام و خطیب و مدرس، فتحی طوم کے ماہر، مکرمہ حق کہنے میں جری، چند تصنیفات تھیں جو آپ کی زندگی میں ہی تھیں تو تھیں۔ آپ کے فرزند شیخ احمد بن محمد بن قاسم شافعی فتحی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ (وفات ۱۳۲۳ھ-۱۹۹۳ء) بھی عالمِ طبل اور عکس اوقاف شام کے مدیر اعلیٰ بدرجہ وزیر اوقاف تھے۔

آپ کے سنتیجا شیخ مجال الدین قاکی بن محمد سید بن قاسم حلاق (وفات ۱۳۲۲ھ-۱۹۱۳ء) دمشق میں وہاں بھر کے اذلین سلطان ہوئے۔

شیخ محمد قاکی حلاق مہاتما الحفاظی، دمشق کے اہم علمی معاون تھے۔ جیسا کہ تحقیق الكلام فی وجوب القیام عند قراءة مولود المصطفیٰ و وضعیت امه له علیه الصلة و السلام " کے مzanoں سے ایک مضمون الحفاظی کے شمارہ ذی قعده ۱۳۲۰ھ میں اور قبلہ ازیں اسی موضوع پر آپ کا ایک اور مضمون اسی برس رجوع الاذل کے شمارے میں ملی ہے۔ [۳۶۲] ایک اردو تذکرہ نگارکاری لکھنوارست نہیں کر رسالہ الحفاظی کے بعض الملل کار الیت و جماعت سے اختلاف رکھتے تھے [۳۶۵] اس کے چھٹے مرے راقم المطور کی نظر سے گزرے، جن سے بخوبی میاں ہے کہ اس کے ہانی ارکان دمّشک کے اکابر علماء الیت جب کہ یہ رسالہ جو چند برس جاری رہا، مقام اسلامیہ کے تحفظ و اشاعت میں الیت کا بے باک تر جان تھا۔

شیخ محمد قاکی حلاق نے دولت مسکب پر تقریب کے علاوہ مولا نا احمد علی را پوری و مولا کریم اللہ بن جابی کی استدعا پر قول گنگوہ کے تعاقب میں مضمون دھض الفضول فی الرد علی من حضر القیام عند ولادۃ الرسول ترتیبہ، قلم بند کیا، جو پہلے الحفاظی

میں [۳۶۶] اور پھر کتابی صورت میں ۱۹۹۵ھ/۱۹۹۵ء میں استنبول سے شائع ہوا۔

* شیخ مصطفیٰ بن احمد شطیٰ رحمۃ اللہ علیہ جعلہ

(۱۴۲۸ھ-۱۸۵۵ء/۱۹۲۹ء-۱۹۹۵ء)

مشق میں بیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ آپ کے خاندان میں متعدد اکابر علماء کرام ہو گز رے۔ مدرسہ بازرائیہ و فیرہ کے مدرس، شاذی سلسلہ کے مرشد کبیر، نیز حکومت کی طرف سے مشق کے مخفی حاصلہ تینیات رہے۔ آپ نے رو دہابت پر کتاب الفقول الشرعیة فی الرد علی الوهابیة، لکھی، جو تقریباً ۱۳۳۰ھ کو ۷۵ صفحات پر شائع ہوئی۔ [۳۶۷]

* شیخ سید حسن بن مصطفیٰ اولیا رحمۃ اللہ علیہ جعلہ

(۱۴۲۹ھ-۱۸۵۲ء/۱۹۳۳ء-۱۹۹۵ء)

مدینہ منورہ میں بیدا ہوئے اور کم کرہ میں وفات پائی۔ مسجد نبوی مدینہ منورہ کے امام و خلیفہ و مدرس، طبیب، مدینہ منورہ میں ایک تجارتی کتب خانہ قائم کیا۔ آپ کی نسل کم کرہ میں آباد ہے۔ [۳۶۸]

۲۰ رشووال ۱۳۳۲ھ کو مدینہ منورہ میں تتریخ قلم ہند کی۔

* شیخ سید محمد بن ادریس قادری رحمۃ اللہ علیہ جعلہ

(وفات ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء)

مراکش کے شہرقاوس کے باشندہ، جب کہ ہاں کے شہر چند یونہ میں وفات پائی، وہیں پر قبری نی۔ مالکی عالم، محدث کبیر، حافظ الاحادیث، صاحب تصانیف کثیرہ، ظاہری و ہاٹنی طوم کے ماہر۔ آپ نے مجموع احادیث سنن الترمذی کی حیثیم شرح لکھی۔ فھائل زخم پر آپ نے "از الہ الدھش و الولہ عن المتعیر فی صحة الحديث، ماء زمزم لما شرب له" لکھی، جو مصر سے شائع ہوئی، جس کا ایک لتو آپ نے خود مدینہ منورہ سے قابل بریلی کو ہندوستان بھیجا۔ اس کتاب کا تازہ ایڈیشن حال ہی میں مکتب الاسلامی ہبودت نے تحقیق

کے ساتھ شائع کیا ہے۔ آپ کی ریگ تصنیف میں فہرست، "المواہب الساریۃ فی مناقب ذی الکرامات السامیۃ الشیعیۃ ابی الشعیب الساریۃ" اہم ہیں۔ [۳۶۹]

۲۲۳ ر شعبان ۱۳۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں دولۃ مکہ پر تقریبی تکمیل۔

شیخ محمد جبیب اللہ بن عبد اللہ مایابی فتحی رحمۃ اللہ علیہ فتحی عبید

(۱۲۹۵ھ-۱۳۶۳ھ/ ۱۸۷۸ء-۱۹۳۳ء)

مورثائیہ کے مشہور علمی شہر هنگامہ میں بیدا ہوئے، قاہرہ میں وفات پائی اور وہیں پر
مزار امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احاطہ میں قبر واقع ہے۔ حافظ قرآن مجید، محمدث،
ماکی عالم، استاذ العلماء، شاعر، چالیس سے زائد تصنیفات میں سے بعض کے نام یہیں،
"زاد المسلم فیما اتفق علیه البخاری و مسلم" چھوٹا مطبوع، "هدیۃ المفتی فی
امراء المؤمنین فی الحدیث" مطبوع قاہرہ، دلیل السالک الی مؤطرا امام مالک
متنکوم مطبوع، "اضاءۃ الحالک من الفاظ دلیل السالک" مطبوع، "اصح ماورد فی
المهدی و عیسیٰ نقیۃ" مطبوع، "الفوائد النبیۃ فی بعض المائتیں النبویۃ" مطبوع،
"کفاية الطالب بمناقب علی بن ابی طالب" مطبوع قاہرہ، "نزیین الدفاتر"
مناقب ولی اللہ الشیخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مطبوع۔

آپ کے والد پیر فرانس نے قبضہ کر لیا تو ہجرت کر کے مرکش پہنچے اور ۱۳۳۱ھ کو وہاں
سے چاڑی مقدس کی راہی۔ اس دوران دشّ، مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ میں مقیم ہے اور مدرسہ کا
عمل جاری رکھا۔ پھر قاہرہ پلے گئے اور ازاں ہر یوں درشی میں استاذ ہوئے۔ [۳۷۰]

ہندوستان کے عالم جلیل نقشبندی سلسلہ کے مرشد کبیر شیخ الاسلام شاہ ابو الحسن زید قادری
مجددی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۱۲ھ/ ۱۹۹۳ء) نے جامع ازاں ہر قاہرہ میں تعلیم
کے دوران آپ سے اخذ کیا۔ [۳۷۱]

کے ارزی یقعد ۱۳۳۱ھ کو جب کہ آپ مسجد نبوی مدینہ منورہ میں مدرس تھے، آپ نے

دولت مکیہ پر تقریب لکھی۔

* شیخ محمد زاہد بن عمر زادہ رحمۃ اللہ علیہ جلد

(۱۲۷۵ھ/۱۸۵۸ء-۱۳۲۸ھ/۱۹۰۰ء)

مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ حافظ قرآن مجید، خلیل المذاہب، زاہد و عابد، مسجد نبوی کے امام و خطیب و مدرس، کلمہ حق کہنے میں جری تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ ماه رمضان المبارک کی ہر رات کو حالت قیام میں پڑا قرآن مجید ختم کیا کرتے۔ گورنر مدینہ منورہ علی پاشا مریمین کے قلم و استبداد کے خلاف الہ مدینہ نے آواز انٹھائی تو اس کی پاداش میں بیاسی زمیاء کو قلعہ طائف میں قید کر دیا گیا، شیخ محمد زاہد ان میں سے ایک تھے، بعد ازاں ان سب کو رہا کر دیا گیا، یہ ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء کا واقعہ ہے۔

آنکھہ ایام میں آپ مجلس تعریفات شرعیہ کے اہم رکن ہوئے اور خلافت ہنانیہ کے خاتمہ پر ۱۳۲۵ھ کو مدینہ منورہ سے بھرت کر کے افریقہ پہنچ، جہاں کمی بر س قیام کے بعد ملن واہیں آگئے۔ پھر مملکت سعودی عرب قائم ہوئی تو اس کے بانی شاہ عبدالعزیز آل سعود (وفات ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء) نے آپ کو قاضی مدینہ منورہ کا منصب پیش کیا، جسے آپ نے قبول نہیں کیا۔

آپ کے ذخیرہ کتب میں متعدد نادر کتب و مخطوطات موجود تھے، جن میں سے کئی ایک پر آپ کی تعلیقات و شروح درج ہیں اور یہ ذخیرہ آج بھی آپ کے پوتا شیخ زاہد صطفیٰ زاہد کے ہاں تحفظ ہے۔ [۳۶۲]

* شیخ محمد عارف بن محی الدین بھی رحمۃ اللہ علیہ جلد

(۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء-۱۳۲۵ھ/۱۹۱۶ء)

مشن کے عالم جلیل، لاتعداد احادیث حفظ تھیں، محدث اعظم کے شاگرد، ادیب، نعت گوش اسر، صداقت میں مشہور اور حدود بحث طاویل پر ہیز کرتے۔ [۳۶۳]

* شیخ مختار بن احمد موئید عظیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۴۲۷ھ / ۱۹۰۶ء - ۱۴۳۰ھ / ۱۹۲۱ء)

مشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ سو برس عمر پائی، مصر کا دورہ کیا اور مدینہ منورہ میں کئی برس مقیم رہے، مٹانی حکومت آپ کی علمی خدمات کی محترف تھی۔ پانچ تصنیفات کے نام معلوم ہو سکے، جو یہ ہیں، توحید پر التوسیلات المدنیۃ بأسماء اللہ الحسنی و جاه خیر البریۃ، عورت اور پرودہ کے بارے میں فصل الخطاب، دوسرا نام تفليس البیس من تحریر المرأة ورفع الحجاب، مطبوعہ بیرون، نش آور اشیاء کے متعلق شرعی حکم پر رد الفضول فی مسألة الخمر والكحول، مطبوع، وہایت کے تناقض میں جلاء الاوهام عن مذاہب الانہمة العظام و التوصل بجاه خیر الانام علیہ الصلة و السلام، مطبوعہ مشق، نچیرت کے درمیں الوسیلة الروحانیۃ فی فساد الزندقة الطبیعیۃ، دوسرا نام جلاء الیقین فی ابطال مذهب المادین، مخطوط مخزونہ دارالكتب خاہریہ مشق سن کتابت ۱۴۲۹ھ غالباً بخط مصنف ہے۔ [۳۴۲]

ریاض الاول ۱۴۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں دولہ مکید پر تقریبی کیسی۔

* مولانا احمد بن محمد ضیاء الدین بیگانی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۴۲۲ھ / ۱۹۰۶ء میں زندہ)

مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، جنپی عالم، قاری، مدرس مسجد حرم و مدرسہ الحمیہ، قاری کے شاعر، بیگان کے کئی تبلیغی دورے کیے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سلسہ چشتیہ میں خلافت پائی نیز قادری سلسہ سے وابست تھے۔ تحفۃ الكرام فی فضائل البلد الحرام کے نام سے ایک تصنیف ہے۔ [۳۴۵]

مولانا محمد ضیاء الدین ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۴۳۹ھ / ۱۹۲۱ء) کی نماز جنازہ کے ساتھ بآواز بلند ذکر کرنے کے جواز پر اردو تصنیف الاجازۃ فی الذکر الجهر مع

الجنازة، پاپ کی عربی تقریط پائی صفحات پر مطبوع ہے۔

الدولۃ المکیۃ کے علاوہ حسام الحرمن و فتاویٰ الحرمن کے مقرظ و مسوید۔
یاد رہے کہ اس دور کے مکہ مکرمہ میں احمد نام کے ایک اور حنفی عالم شیخ احمد بن عبداللہ قاری
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۵۹ھ/۱۹۳۰ء) موجود تھے۔ جو عارف باللہ مولا نا سید مہر علی شاہ
چشتی گلزاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء) کے مرید اور جملہ الاحکام
الشرعیۃ نامی مطبوع عربی کتاب کے مصنف تھے۔ بعض نے انہیں ایک ہی شخصیت خیال
کر کے دونوں کے حالات گذشتہ کر دیے ہیں۔ [۳۷۶]

* شیخ سید محمد بن جعفر بن اور لیک کتابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۲۴۳ھ-۱۸۵۷ھ/۱۹۲۶ء-۱۹۳۵ء)

مراکش کے شہر فاس میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ آپ شہر کے مضافات میں
پروردگار کیے گئے پھر ان دروں شہر زمین خرید کر ایک برس بعد آپ کا جامد مبارک وہاں ختم
کر کے اس پر عظیم الشان مزار تعمیر کیا گیا۔ ماہی عالم، محدث کبیر، مؤرخ، عارف باللہ، صوفیہ
کے سلسلہ تجانیہ سے وابستہ، مشق اور بدینہ منورہ مقیم رہے، تقریباً ۱۵۶ تصنیف میں سے چند
کے نام ہیں، علم حدیث پر مشہور و مقبول کتاب الرسالة المستطرفة، جو بیروت اور پھر
کماہی سے شائع ہوئی اور اب آپ کے پوتا ہوہ فیض شیخ محمد بن محمد بن محمد بن جعفر
کتابی رحمۃ اللہ تعالیٰ (وقات ۱۳۷۹ھ/۱۹۹۸ء) [۳۷۷] کی تحقیق کے ساتھ ۳۳۲ صفحات پر
بیروت سے کنی ایٹشی سانے آپکے ہیں۔ مجموعہ معراج پہنیل السنی و السول بمعراج
الرسول ﷺ مطبوع، جشن میلاد النبی ﷺ پر تن کتب طبع ہوئیں، جن میں سے ایک
الیمن و الاسعاد بمولڈ خیر العباد کا اردو ترجمہ لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ گذی
باندھے کی نظریت پر الدعامة فی احکام سنۃ العمامۃ مطبوع، علم حدیث پر نظم
المتاثر من العدیث المتواتر جو ۱۳۷۸ھ میں طبع ہوئی اور ۱۳۷۰ھ میں مولا نا احمد علی را پھر ای-

نے اس کا ایک نحمدہ نورہ سے فاضل بریلوی کو ہندستان ارسال کیا [۳۷۸] طم المیہ

پر تمن حنین جلدی میں جلاء القلوب العینیہ لیبان احاطہ علیہ السلام بالعلوم

الكونیۃ زیریطع اور فیر مطبوع کتب میں شرح علی دلائل الغیرات اجتہادی ذکر ہائے

کے بارے میں نصرۃ ذوی العرفان وغیرہ شامل ہیں۔

فاضل بریلوی کے خلیفہ علامہ سید محمد عبدالحی بن مجدد الکبیر کتابی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ

(وفات ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) کے استاذ نیز ماموس زاد بھائی۔

آپ کے حالات پر آپ کے فرزند شیخ محمد زمری کتابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

سازھے تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل کتاب لکھی جوتنا حال شائع نہیں ہوئی۔ [۳۷۹]

* شیخ محمد عزیز وزیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اندھی الاصل لیکن تیوں میں پیدا ہوئے محمد مدینہ منورہ میں دفن ہونے کی تنا لیے وہاں

بھرت کر گئے، ماں کی عالم۔ آپ کا عظیم الشان ذخیرہ کتب، کتبہ مسجد نبوی میں داخل ہو چکا

ہے [۳۸۰] ایک اردو تذکرہ نثار کے بقول آپ مملکت ہاشمیہ چاڑی میں سید حسین کی کائینت میں

وزیر ہتھے [۳۸۱] لیکن یہ درست نہیں، وزیر آپ کا لقب تھا، منصب نہیں۔

حسام الحرمین پر آپ کی تقریب مطبوع ہے، جب کہ دولت مکمل کلٹل میں روز بھک

آپ کے پاس رہی، آپ نے بعد از مطالعہ اس کو پسند فرمایا اور تقریب لکھنے کا فرم میا [۳۸۲]

لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ آپ تقریب کلمہ پائے یا نہیں۔

فاضل بریلوی کے بعد

گزشتہ اوراق پر 'الدولۃ المکبة' نیز اس کتاب سے متعلق مرتبہ عمر کی ان شخصیات

کے حالات و اتفاقات میں کیے گئے جو اس کے مصنف مولانا احمد بخاری خان بریلوی علیہ الرحمہ

کی زندگی بلکہ اس کے تصنیف کیے جانے کے ابتدائی دس برسوں یعنی ۱۳۲۲ھ سے ۱۳۳۳ھ

دور کے ہیں۔ آج جب کہ فاضل بریلوی کی وفات پر آئٹھ سے زائد مثرے گزر چکے،

عرب دنیا کے علمی ملتوں میں اس کتاب کا چچا مانع بھیں پر اور عرب مصنفوں کے ہاں اس کا ذکر جاری ہے، جس کی چند مثالیں یہاں پیش ہیں۔

* شیخ محمد نسیر بن عبدہ آغا و مشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وقات ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء)

دمشق کے عالم، جنہوں نے قاہرہ جمیرت کی اور وہیں پر وفات پائی۔ جامعاہ زہر میں تعلیم پائی، اسی دوران علمی درشید رضا صمری کے حلقة میں شامل ہوئے اور ۱۳۳۷ھ کو وہاں اشاعتی ادارہ دار الطباعة المنیریۃ، قائم کیا، جس نے وہابی فکر کی محدوداً ہم کتب شائع کیں۔ نیز انہی دو تصنیفات ہیں، آیات قرآن مجید کی فہرست ہر آیت کے پہلے لفظ کی بنیاد پر حروف حجی کے تباری سے تیار کی جو حوار شاد الراغبین لی المکشف عن آی القرآن العینی کے نام سے بارہ شائع ہوئی [۳۸۳] دوسری تصنیف نسخہ نسخہ من الاعمال الخبریۃ فی ادارۃ الطباعة المنیریۃ ۱۳۲۹ھ ہے، جس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۵۸ھ / ۱۹۴۹ء میں اسی ادارہ نے سائز ہے چھ سو صفحات پر شائع کیا۔ اس میں کچھ صفحات اس دور کی اسلامی دینی کے اہم علماء کے تذکرہ کے لیے منحصر کیے گئے۔ اس میں خطہ ہند سے مختلف مکاتب فکر کے تقریباً تیس علماء کا مختصر تعارف دیا۔ یہاں فاضل بر طیوی کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی تصنیف کی تعداد سات سو کے قریب تائی پھر آپ کی اہم تصنیف میں الدوّلۃ المکہۃ کا نام بھی درج کیا ہے اس کے مطبوعہ ہونے کی اطلاع دی۔ [۳۸۳]

* شیخ محمد زمری بن محمد بن جعفر کتابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وقات ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۸ء - ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء)

مراکش کے شہر فاس میں پیدا ہوئے، والد گرامی کے ساتھ مدینہ منورہ و دمشق میں تعلیم رہے، پھر راجہ مولن پڑے گئے اور میر کے آخری برس شاہ مراکش کی طرف سے بحی و فد من شال میں گئے، جہاں سے واپسی پر بیت المقدس وغیرہ مقامات کی زیارت کے بعد دفن

میں اپنے عزیز واقارب کے ہاں مقیم تھے کہ وہیں پر وفات پائی۔ باب صخر قبرستان میں صحابی جلیل سیدنا بلال رض کے مزار نیز قبر محمد اعظم طاسہ سید محمد بدرا الدین حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب دفن کیے گئے۔ ماکی عالم، حافظ قرآن مجید، مبلغ اسلام، مند، مرشد، سیاح، شاعر، استاذ العلماء، متعدد تصانیف ہیں۔ قرویں یونیورسٹی مرکز سے وابستہ رہے، ہنمانی حکومت نے آپ کو وحدت اسلامی کے لیے کوشش رہنے پر الیوارڈ چیز کیا۔

[۳۸۵]

اپنے چھوٹے بھائی مفتی مالک پیر شام، رابطہ العلماء شام کے صدر، رابطہ عالم اسلامی کے بانی رکن، مرشد اسلامکین شیخ محمد کی کتابی و مفتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء)

کے ہمراہ آپ دوبار ہندوستان آئے [۳۸۶] پہلی بار فاضل برٹھی کی وفات کے عھن ساز میں تین برس بعد ۱۳۳۳ھ / ۱۹۲۵ء اور پھر ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۵ء میں، جس دوران کا پہلی، بیستی، وہی حیدر آباد بنگلور وغیرہ مقامات پر گئے، نیز اجیر جا کر صوفیہ کے سلسلہ چشتیہ کے سربراہ حضرت خواجہ محسن الدین حسن بھری اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۰ء)

کے مزار پر حاضری دی۔ [۳۸۷]

شیخ محمد زمی کتابی نے ہندوستان کے یہ دنوں سفر حلقان الی الہند 'کتاب' سے

قلم بند کیے، جو اتنی پختل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ذیلی ادارہ اسلامک ریسرچ انٹرنسیوٹ کے زیر انتظام شائع ہونے والے عربی رسالہ 'الدراسات الاسلامیة' میں تین اتساط میں شائع ہوئی۔ [۳۸۸]

دوسرے سفر کے دوران بیستی میں آپ کی ملاقات فاضل برٹھی کے ایک شاگرد مولانا حکیم لورڈ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی، جن کے ہاں آپ نے 'الدولۃ المکہیۃ وغیرہ' فاضل برٹھی کی چند مطبوعہ تصانیف دیکھیں، پھر سفر نامہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ الاستاذ العلامہ المشارک احمد رضا خان المحمدی السنی الحنفی القادری

لبر کاتی توہی رحمہ اللہ کی میرے والدگرائی سے ملاقات مدینہ منورہ میں ہوئی، نیز آپ نے الدوّلۃ المکہیہ پر تقریب لکھی۔ مزیدیہ کے قاضل بر طیوی کی شدید خواہش تھی کہ علم الّٰہ کی تعلیم پر والدگرائی یعنی شیخ محمد بن جعفر کتابی کی مستقل تصنیف جلاء القلوب من الاصداء الغیبیہ بیان احاطتہ علیہ السلام بالعلوم الكونیة، جلد طبع ہو۔ بلکہ ایک موقع پر قاضل بر طیوی نے ان سے فرمایا کہ آپ کی اس تصنیف کی طباعت کا اہتمام میں کیے دنیا ہوں اور اس کے پانچ صفحے بھی آپ کو ارسال کیے جائیں گے۔ جواباً والدگرائی نے یہ عذر بھایا کہ ابھی تک اس کتاب کی تجھیل نہیں ہوئی۔

شیخ موزہ حرمی کتابی نے میکن پر قاضل بر طیوی کی دوسری اہم تصنیف 'العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ' کی دو مطبوعہ جلدیں بھی ملاحظہ کیں۔ جن کے بارے ستر نامہ میں لکھا کہ اس میں اسلام والی حدیث قافیۃ قویہ قادیانیہ و دہلیہ وہ غیرہ کا بطور خاص روکیا گیا ہے۔ [۳۸۹]

* شیخ یوسف بن ہاشم رفاقی حنفیۃ اللہ فعالیٰ *

(ولادت ۱۴۵۱ھ/۱۹۳۲ء)

کوہت میں پیدا ہوئے، وہیں پر ایم اے اور کرامی بیوی و درشی سے پی ایچ ڈی کی۔ سلسلہ نسب و طریقت دنوں القبار سے رفاقتی، فقیہ شافعی و مرشد بکیر، عالمی مبلغ اسلام، قائد اہل حدیث، تحدیث تصنیفات میں سے چند کے نام یہ ہیں، نعت و مناقب اہل بیت پر مشتمل دیوان زهرۃ المصطفی علیہا و علی ابیها از کی السلام ' کے علاوہ امام السيد احمد الرفاعی مؤسس الطریقة الرفاعیۃ، 'خواطر فی السياسۃ و المجتمع'، 'الصوفیۃ و التصریف فی ضوء الكتاب و السنۃ'، 'نصیحة لا خواننا علماء نجد'، 'یہ تمام کتب شائع ہو چکی ہیں، نیز کپیٹر انگریزہ پر قائم آپ کی وہ بس اسٹر پر ان سب کے ہر لی متن جب کہ آخر الذکر کا انگریزی ترجمہ بھی ان طوں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ [۳۹۰]

۱۹۶۲ء میں کوہت کے وزیر موافقات ہائے گئے، بعد ازاں بھی پارلیمنٹ کے بھکی

رہے، جس دوران ملک میں شراب نوشی اور حکومت ناقام تعیم و دیگر غیر اسلامی افعال کے خلاف سرگرم ارکان پارلیمنٹ کی قیادت کی۔ اب زندگی کے کاموں اوقات تبلیغ اسلام میں بہر کر دے ہیں۔ ریڈ یونیورسٹی، نیلے وین، اخبارات و رسائل میں آپ کی تقاریر و مفہومیں نشر ہوتے ہیں۔ مؤتمر عالم اسلامی کرامی کے نائب صدر رہے، دولۃ اسلام مشن کامپنی سے وابستہ رہے، عالمی تنظیم سوادا عظیم الہ سنت کے جزل یکڑی، کوہت و بلکر دلش میں متعدد نئی مدارس و مساجد اور فتحا خانوں کے ہائی و سر پرست، لاتحداد عالمی کانفرنسوں میں شرکت کی۔

۱۹۶۹ھ/۱۳۸۹ء میں کوہت سے ختمی ممالک کا اولین اسلامی و سیاسی ہریجہ منت دوزہ البلاغ^۱ جاری کیا، جو بعد ازاں آپ کے مزین دوست شیخ عبدالحنین راشد ولہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیک ملکیت اور اس خط کا کثیر الاشاعت رسالہ ہوا۔ اب ڈاکٹر رشید بن عبدالحنین ولہی اس کے مالک و مدیر اعلیٰ ہیں [۳۹۱] ان دونوں کمپیوٹر انٹریسٹ پر اس کے نازہہ شمارے کا احتساب بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ [۳۹۲]

پاک و ہند اور بلکر دلش کے اکابرین الہ سنت کے ساتھ شیخ یوسف رقاوی کے قریبی روابط ہیں اور آپ یہاں کے اہم دلیٰ اداروں کے دررے کرچکے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ یہاں کے متعدد ملائے و مشائخ نے آپ سے اجازت و خلافت پائی۔ [۳۹۳]

شیخ یوسف رقاوی نے مقائد و معمولات الہ سنت کے دفاع و توحیح میں کتاب اُدلة اهل السنة و الجماعة اور الرد المعمک المنبع علی منکرات و شبهات ابن سبیع "لکھی، جس کے تیرے ہاپ میں ملمانی ﷺ کی دعست پر بحث کرتے ہوئے آپ نے الدوّلۃ المکبۃ سے بھرپور استفادہ کیا۔ یہ کتاب بے حد مقبول ہوئی، اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۳ھ/۱۳۰۳ء میں کوہت سے ۱۶۰ صفحات پر عام مخترا فام پر آیا، پھر یا اڑ دیشیا، مرکش، صحراء شمالی یمن سے شائع ہوئی، تا آں کر ۱۹۹۰ھ/۱۳۱۰ء میں اس کا ساتواں ایڈیشن کوہت سے شائع ہوا، نیزان دونوں آپ کی وہب سائنس پر بھی موجود ہے۔ [۳۹۴]

شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری حفظہ اللہ تعالیٰ (ولادت ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء) نے اس شہر آفاق کتاب کا اردو ترجمہ کیا، جو اسلامی حقائق کے نام سے لاہور سے شائع ہوا۔ [۳۹۵]

شیخ رفائلی نے اس کتاب میں الدولۃ المکیۃ سے استفادہ پر اتفاقیں کیا، بلکہ اپنے دروس و تقاریر میں بھی اس کے مندرجات کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ اوائل ۲۰۰۲ء میں آپ دارالعلوم محمد یہودی شیخ بیہرہ کے فارغ التحصیل علماء کے جشن و ستارفضلیت میں شرکت کے لیے پاکستان آئے تو اس قیم الشان اجتماع میں خطاب کے دوران نقیۃ قصیدہ بردہ کے بعض اشعار کی شرح بیان کرتے ہوئے الدولۃ المکیۃ کا حوالہ دیا۔

آپ نے فاضل بریلوی کی شخصیت و تعارف پر مستقل عربی مضمون بھی لکھا، جو پاک و ہند سے بارہا شائع ہوا۔ [۳۹۶]

*
پروفیسر حازم بن محمد احمد عبدالحکیم حفظہ اللہ تعالیٰ

مصر کے باشندہ، ازہریوںی ورشی قاہروہ کے استاد، آپ کا مزید تعارف گزشتہ صفحات پر آچکا۔ پروفیسر حازم حفظہ نے اپنی کتاب الامام المجدد محمد احمد رضا خان و العالم العربي میں دولۃ مکیۃ کا مفصل ذکر کیا اور اسے امام احمد رضا خان کی متعدد علوم پر گھبڑی درستیں نیز تصنیف و تالیف کے عمل کو سرعت کے ساتھ پایہ بخیل تک پہنچانے کی اہم دلیل قرار دیا۔ آپ نے پہلے دولۃ مکیۃ کا معمونی تعارف کرایا، پھر رسالہ البیان کے حوالے سے ملامہ یوسف بھانی کی تقریبہ کا متن، شام و مرائق کے مقرون علماء کے اسماء گرامی کی فہرست، مصر سے تعلق رکھنے والے کل چار علماء کی تقاریبہ کا متن، مکتبہ رضویہ ایڈیشن کے سرورق کا عکس، رسالہ البیان کے سرورق و متعلقہ صفحات کا عکس، مصری مقرونین میں سے تین کی تقاریبہ کے مخطوطات کا عکس، شامل کتاب کیے۔ [۳۹۷]

*
شیخ ابو بکر بن احمد قادری حفظہ اللہ تعالیٰ
 (ولادت ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء)

مراکش کے شہر سلا میں پیدا ہوئے اور ۲۰۰۱ھ/۱۹۲۲ء میں زندہ تھے۔ سلسلہ نسب و طریقت

دولوں طرح سے قادری، مالکی عالم، معمز، صحافی، تحریک آزادی مرکش کے اہم رہنما، فرانسیس استعمار سے حصول آزادی کے لیے کام کرنے والی اہم جماعت 'الحرکة الوطنية' کے بانی رکن، سیاسی معاملات میں فعال، رابطہ علماء مرکش کے رکن، برائل اکیڈمی کے رکن، ملک کے تعداداً اہم اداروں سے وابستہ رہے، اہم دینی و ثقافتی ماہنامہ 'الایمان' کے ایڈٹر رہے، متعدد مقالات و تصنیفات ہیں، جن میں زحال عرفتهم 'ہلی سیل بعث اسلامی' ہلی سیل دعی اسلامی 'مذکراتی فی الحرکة الوطنية المغربية' وغیرہ کتب جیں۔ [۳۹۸]

شیخ الیوبکر قادری نے ۲۵۲ صفات پر مشتمل اپنی تازہ تصنیف 'الشیخ عبد القادر الجیلانی و دورہ فی الدعوة الاسلامية فی انحصار العالمین، الآسيوي و الأفريقي' میں ایک باب مشہور قادری مشائخ کے تعارف کے لیے منصوص کیا، جس میں قابل بریلوی کے حالات الشیخ الامام احمد رضا القادری البریلوی کے عنوان سے درج کیے، جن میں آپ کی تصنیفات کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھائی، نیز چار اہم کتب کے نام ذکر کیے۔ آپ نے دولت مکر کا استنبول ایڈیشن ملاحظہ کیا، بھروس کے بارے میں یوں لکھا:

"الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الفییۃ، و هذَا کتاب عظیم الشان، جلیل

البرهان، انتطبع فی الشرکۃ بسعی مجاهد الاسلام مولانا حسین

حلیمی، شکر اللہ مساعیہ الجميلة"۔— [۳۹۹]

* **ڈاکٹر شیخ جبریل بن فواد حداد عفت (لله تعالیٰ)**

(ولادت ۱۳۷۰/۱۹۶۰ء)

لبنان کے دارالحکومت بیروت کے سیاسی گراندیں بیدا ہوئے، الگینڈ اور پھر فرانسیسی ادب پر کولمبیا یونیورسٹی نجی بارک میں تعلیم پائی۔ قیام نجی بارک کے دوران اسلام قول کیا، پھر امریکہ میں مقیم لبنان کے ہاشمہ تقبیہتی مجددی سلسلہ کے مرشد مبلغ اسلام شیخ سید محمد شام قبانی طرابلسی (۳۰۰) نیزان کے مرشد ترکی کے مبلغ اسلام شیخ سید محمد علی قطبی قبرصی

(ولادت ۱۳۲۰ھ/۱۹۴۲ء) سے ملاقات و رابطہ ہوا [۳۰۱] تو مذکورہ سلسلہ طریقت سے
وابستہ ہوئے اور ان سے تعلیم و تربیت پائی نیز بیرون و دمشق کے اکابر علماء و مشائخ سے اخذ
کیا۔ آپ ۱۹۹۷ء سے دمشق کے محلہ جبل قاسیون میں مقیم ہیں۔ شافعی المذهب، صوفی،
ملنخ اسلام، عربی و اگریزی میں متعدد تصنیفات ہیں۔ ان دونوں اگریزی کی خلائق دیوب سائنس
پر آپ کے مظاہن و کتب طاحنہ کیے جاسکتے ہیں۔ [۳۰۲]
قبل ازیں ڈاکٹر جبریل حداد کی تین اگریزی تصنیفات راقم الطور کی نظر سے گزریں،
جن کے نام یہ ہیں:

- Abu bakar Al-siddiq. Page 138
- The Excellence Of Syro-Palestine Al-sham And Its People. Page 126
- Advice To Our Brothers The Scholars Of Najad. Page 166

ان میں چہلی سیدنا ابو بکر صدیق رض کے حالات پر، دوسری فضائل شام کے بارے میں
اور تیسرا سیدنا ہشام رفاقی کی نسبتہ لاخواننا علماء نجد "نیز شیخ سید علوی بن احمد حداد
حضری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۲۲ھ/۱۸۱۷ء) کی مصباح الانام و جلاء الظلام
فی رد شبه البدعی السجدى التی اضل بہا العوام" کے اگریزی ترجمہ ہیں، جو مترجم
کے خواہی کے ساتھ بجا طبع کی گئیں۔ ابتدائی دو صفحات پر سید یوسف رفاقی کے حالات درج
ہیں۔ ان تینوں کتب کے آخری صفحہ پر ڈاکٹر جبریل کا تعارف دیا گیا ہے۔ یہ کتب ۲۰۰۲ء
میں مکتبہ الاحباب، دمشق نے شائع کیں، جب کہ ان میں آخر الذکر کا یہ تیسرا یہی ہے۔
انٹرنیٹ پر آپ کے اگریزی مظاہن کی تعداد ایک سو سے بھی زائد ہو گی، ان میں
سلسلہ توحید، حاضر و ناظر، نزول سیدنا مسیح صلوات اللہ علیہ و آله و سلم و برکاتہ، اگوٹھے چمنے کا سلسلہ، منتظم سعودی عرب
شیخ عبدالعزیز بن ہاز کارد، دمشق کے محاصیر فرمقلد و اسی شیخ ناصر الہانی کا رد، سلیمان رشدی
کا تعاقب، جشن میلاد ابنی هاشم کے خلاف پاکستان کے جشن قتل مسلمی دین بندی کے

جاری کردہ ایک فتویٰ کارو، علام احسان الہی ظہیر کی البریلویہ نامی کتاب میں لگائے گئے
الزامات کا ازالہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حالات، اسلام اور تصوف، بدعت کے حقیقی،
حضرت عمر فاروقؓ اعظمؓ سے حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح، انیام علیہم السلام
کی برزخی زندگی کے موضوع پر مکمل کردہ کے معاصر عالم ڈاکٹر شیخ سید محمد بن طوی مالکی کی تحریر
کا ترجمہ، شیخ یوسف رفائلی کا علماء خبد کے نام اہم پیغام کا ترجمہ، شیخ ابو ذہرہ مصری اور
وہابیت، نیز متحدہ اکابر صوفیہ کرام کے حالات پر مستقل مضمون شامل ہیں۔
ڈاکٹر جبریل نے علم النبی ﷺ کی وسعت و اثباتات پر انگریزی میں مستقل کتاب بنا م۔

80 HADITHS OF THE PROPHET, S A KNOWLEDGE OF THE UNSEEN

لکھی، جس میں دولۃ کیہ کے استنبول ایٹیشن سے بھرپور استفادہ اٹھایا۔ پانچ ابواب پر
مشتمل یہ کتاب ان دنوں LIVINGISLAM نامی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ [۳۰۳]



الدروائیۃ الاملیۃ کن حالت میں لاھی گئی

عذفہ رائی امن حالت فنس بریہیں فماتے ہیں

مکہ میں وہابیوں کی آمد:

ہم نے دیکھا کہ ہمارے جانے سے پہلے ہی وہابیہ مکہ میں آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد نیٹھوی اور بعض وزراء ریاست، دیگر اہل ثروت بھی ہیں۔ انہوں نے "حضرت شریف کے" تک رسائی پیدا کی ہے۔ اور مسئلہ علم غیب چھیرا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علمائے مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی و مفتی حفیظی کی خدمت میں پیش ہوئے ہیں۔ میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا حضرت مولانا مولوی وسی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحب زادے عزیزی مولوی عبدالاحد بھی میرے ہمراہ تھے میں نے بعد سلام و مصافحہ مسئلہ علم غیب پر تقریر شروع کی دو گھنٹے سے آیات و احادیث اور اقوال ائمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں ان کا رد کیا۔ دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکون کے ساتھ ہم گوش ہو کر میرامند دیکھتے رہے جب میں نے تقریر ختم کی۔ پہلے سے اٹھے ایک کتاب قریب الماری میں رکھی ہوئی تھی، وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب را پوری کے رسالہ "اعلام الاذکیا" کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس ﷺ کو ہوا لاول ولاخر والظاهر والباطن وهو بكل شنی علیم ۵ لکھا تھا چند سوال تھے اور جواب کی چار طریقے ناتمام احوالیے۔ مجھے دکھایا۔

اور فرمایا تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چلتا۔ میں حمد الہی بجا لایا اور فرودگاہ پروالپس آیا۔ مولانا سے مقام قیام کا کوئی مذکورہ نہ آیا تھا اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں جس کا ہنگامہ تھا اور جائے قیام نہ معلوم آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانہ میں آیا کرتا ہو گا۔

مولانا شیخ صالح کمال سے ملاقات اور علوم غیریہ پر سوالات کے جواب پھیس ذی الحجہ ۱۴۲۳ھجری کی تاریخ ہے۔ بعد نماز عصر کتب خانے کے زینے پر چڑھ رہا ہوں۔ مجھے ایک آہٹ معلوم ہوئی۔ دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانہ میں جا کر بیٹھے۔ حضرت مولانا سید اسٹعیل اور ان کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفیٰ اور ان کے والد ماجد مولانا سید خلیل اور بعض حضرات بھی کاس وقت نام پاؤ نہیں تشریف فرمائیں۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے ایک پرچہ نکلا جس پر علم غیر کے متعلق پانچ سوال تھے۔ (یہ وہی سوال ہیں جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا اور تقریباً فقیر کے بعد چاک فرمادیا) مجھ سے فرمایا یہ سوال دہابیہ نے "حضرت سیدنا" کے ذریعے سے پیش کیے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ (سیدنا وہاں شریف مکہ کو کہتے ہیں کہ اس وقت شریف مکہ علی پاشا تھے) میں نے مولانا سید مصطفیٰ سے گزارش کی کہ دوات قلم دیجیے حضرت مولانا شیخ صالح کمال اور مولانا سید اسٹعیل و مولانا سید خلیل سب اکابر نے جو وہاں تشریف فرماتھے ارشاد فرمایا ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹھے ہوں۔ میں نے عرض کی اس کے لیے مهلت درکار ہے دو گھنٹی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ، پرسوں چہار شنبہ ہے ان دو روز میں ہو کر

پیشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف مکہ کے سامنے پیش کروں، میں نے اپنے عز و جل کی عنایت اپنے نبی مصطفیٰ ﷺ کی اعانت پر بھروسا کر کے وعدہ کر لیا اور شانِ الہی کہ دوسرے دن سے بخار نے پھر عود کیا اسی حالت میں شب میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خان تمییض کرتے۔ اس کا شہرہ مکہ معظمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں کی طرف سوال متوجہ کیا ہے اور وہ جواب لکھ رہا ہے میں نے اس رسالہ میں "غیوب خس" کی بحث نہ چھینڑی تھی کہ سائلوں کے سوال میں نہ تھی اور مجھے بخار کی حالت میں بکمال تعجیل قصد تکمیل آج ہی کر میں لکھ رہا ہوں۔

اعلیٰ حضرت کی علم غیبیہ پر تحریر کو ابوالخیر میر مراد نے سنا

حضرت شیخ الخطباء و کبیر العلماء مولانا شیخ ابوالخیر میر مراد کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے مخدور ہوں اور تیرا رسالہ سننا چاہتا ہوں۔ میں اسی حالت میں جتنے اور اق کھئے گئے تھے لے کر حاضر ہوا۔ رسالہ کی قسم اول ختم ہو چکی تھی۔ جس میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے قسم دوم لکھی جا رہی تھی جس میں وہابیہ کارداور ان کے سوالوں کا جواب ہے۔ حضرت شیخ الخطباء نے اول تا آخر نکر فرمایا اس میں علوم خس کی بحث نہ آئی میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھے فرمایا میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو۔ میں نے قبول کیا۔ رخصت ہوتے وقت ان کے زانوے مبارک کو ہاتھ لگایا۔

ابوالخیر مراد نے اعلیٰ حضرت کے نعلین چونے کی تہنا کی

حضرت موصوف نے بآں فضل و مکال و بآں کبر سال کے عشر شریف ستر برس سے متجاد تھی یہ لفظ فرمائے انا اقبل ارجلکم انا اقبل نعالکم "میں تمہارے قدموں

کو بوس دوں ”میں تمہارے جو توں کو بوس دوں“ یہ میرے حبیبِ کریم ﷺ کی رحمت کا یے اکابر کے قلوب میں اس بے وقت کی یہ وقت۔ میں واپس آیا اور شب عی میں بحث خس کو بڑھایا۔

اعلیٰ حضرت سے سید عبدالجعفیؑ کی نے سند احادیث حاصل کی

اب دوسرا دون چہار شنبہ کا ہے صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف سے آتا ہوں کہ مولانا سید عبدالجعفیؑ ابن مولانا سید عبدالکبیر محدث ملک مغرب (کہ اس وقت تک ان کی چالیس کتابیں علوم حدیثیہ دینیہ میں مصر میں چھپ چکی تھیں) ان کا خادم یوام لایا کہ مولانا تجوہ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ وعدہ میں آج یعنی کادن ہے۔ اور ابھی بہت کچھ لکھنا باتی ہے۔ عذر کر بھیجا کر آج کی معانی کل میں خود حاضر ہوں گا۔ فوراً خادم واپس آیا۔ میں آج یعنی مدینہ طیبہ جاتا ہوں تمہیز ہو چکی یعنی قافی کے اونٹ پیروں شہر جمع ہو لیے۔ میں ظہر پڑھ کر سوار ہو جاؤں گا۔ اب میں مجبور ہوا اور مولانا کو تشریف آوری کی اجازت دی وہ تشریف لائے اور علوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں اور علمی مذاکرات ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوئی وہاں زوال ہوتے ہی معاذ ان ہو جاتی ہے میں اور وہ نماز ظہر میں حاضر ہوئے بعد نماز وہ عازم مدینہ طیبہ ہوئے اور میں فرود گاہ پر آیا۔

الدولۃ الامکیۃ کی تکمیل

آج کے دن کا ایک بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے۔ بقیہ دن میں اور بعد عشاء، فضل اللہ اور عنایت رسالت پناہی ﷺ نے کتاب کی تکمیل و تعمیض

سب پوری کرادی "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" ۱۳۲۳ھ اس کا تاریخی نام ہوا اور پختہنگ کی صحیح ہی کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی۔ مولانا نے دن میں اسے کامل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لے کر تشریف لے گئے۔ عشاء کی نمازوں وہاں شروع وقت پر ہو جاتی ہے اس کے بعد سے نصف شب تک کہ عربی گزروں میں چھ بجتے ہیں تو شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا۔ حضرت مولانا نے دربار میں کتاب چیش کی اور علی الاعلان فرمایا اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہماری خواب میں بھی نہ تھا۔

شریف مکہ نے "الدَّوْلَةُ الْمُكَيْہُ" سنی تو وہابیوں نے شور مچا دیا

حضرت شریف مکہ نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ دربار میں دو وہابی بھی بیٹھے تھے ایک احمد فکہ دوسرا عبد الرحمن اسکوبی۔ انہوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی۔ شریف مکہ ذی علم ہیں مسلکہ ان پر مکشف ہو جائے گا لہذا اچاہا کہ سننے نہ دیں بحث میں الجھا کرو قوت گزار دیں۔ کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جواب دیا آگے پڑھئے۔ انہوں نے پھر ایک مہل اعتراض کیا۔ حضرت مولانا نے جواب دیا اور فرمایا کتاب سن لیجیے پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے قاعدہ ہے ممکن ہے کہ آپ کے شکوہ کا جواب اس میں آئے اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو۔ کاتومصنف خود موجود ہے یہ فرمایا اور آگے پڑھنا شروع کیا کچھ دور پہنچ ہے کہ انہیں الجھانا مقصود تھا پھر معذہ نہ ہوئے۔ اب حضرت مولانا نے حضرت شریف مکہ سے کہا کہ یا سیدنا حضرت کا حکم ہے کہ میں تاب پڑھ کر سناؤں۔ اور یہ جا بجا بجھتے ہیں۔ حکم ہوتا ان اعتماد نصوص کا جواب دوں یا حکم ہوتا

کتاب سناؤں۔ شریف مکہ نے فرمایا "اقراء" آپ پڑھیے اب ان کی ہاں کو کون منع کر سکتا تھا معتبرضوں کامنہ مارا گیا اور مولا ناکتاب سناتے رہے اس کے دلائل قاہروہ سن کر مولا ناشریف نے بآواز بلند فرمایا "اللہ یعطی وہ لواء یمتعون" یعنی اللہ تو اپنے حبیب کو علم غیب دیتا ہے اور یہ وہابی منع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصف شب مکہ نصف کتاب سنائی اب دربار برخاست ہونے کا وقت آگئا شریف صاحب نے حضرت مولا نا سے فرمایا یہاں ثانی رکھ دو کتاب بغل میں لے کر بالا خانہ پر آرام کے لئے تشریف لے گئے وہ کتاب آج تک انہی کے پاس ہے۔

مکہ مکرہ میں "الدولۃ الملکیہ" کی شہرت پھیل گئی۔

اصل سے متعدد نقیصیں مکہ مظفرہ کے علماء کرام نے لیں اور تمام مکہ مظفرہ میں کتاب کا شہرہ ہوا۔ وہابیہ پر اوس پڑھنی بفضلہ تعالیٰ سب لوہے خندے ہو گئے۔ گلی کوچ میں مکہ مظفرہ کے لڑکے ان سے تمسخر کرتے۔ اب کچھ نہیں کہتے۔ اب وہ جوش کیا ہوئے؟ اب وہ مصطفیٰ ﷺ کے لیے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا۔ کہ ہرگیا؟ تمہارا کفر و شرک تم ہی پر پلاٹا۔ وہابیہ کہتے اس شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف مکہ پر جاودہ کر دیا تھا۔ مولیٰ عزو جل کا فضل حبیب اکرم ﷺ کا کرم کہ علماء کرام نے کتاب پر دھوم دھامی تقریبیں لکھنی شروع کر دیں۔ وہابیہ کا دل جلتا اور اس نہ چلتا۔ آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح فریب کر کے تقریبات تلف کر دیں۔ ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت مولا نا شیخ ابوالخیر مراد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریبیں لکھنا چاہتے ہیں کتاب ہمیں منکرواد تھیے وہ سید ہے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو کہاں جائیں اپنے صاحبزادے مولا نا عبد اللہ مراد کو میرے پاس بھیجا یہ صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور

اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرمائی چکے تھے۔ حضرت مولانا ابوالحیر کا منگانا اور مولانا عبداللہ مراد کا لینے کو آتا مجھے شہید کی کوئی وجہ نہ ہوئی مگر مولی عز و جل کی رحمت کی میں اس وقت کتب خانہ حرم شریف میں تھا۔ حضرت مولانا اسماعیل کو اللہ عز و جل جناب عالیات میں حضور رحمت عالم ﷺ کی رفاقت عطا فرمائے۔ قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں نہایت تربیتی و جلال سیادت سے فرمایا کتاب ہرگز نہ دی جائے۔ جو تقریبیں لکھنی ہوں لکھ کر بسجھ دو میں نے گذارش بھی کہ حضرت مولانا ابوالحیر منگاتے ہیں۔ اور ان کے صاحبزادے لینے آئے ہیں اور ان کا جو تعلق فقیر سے ہے آپ کو معلوم ہے۔ فرمایا جو لوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں وہ منافقین ہیں۔ مولانا ابوالحیر کو انہوں نے دھوکا دیا ہے یوں اس عالم نبیل سید جبیل کی برکت نے کتاب بحمد اللہ تعالیٰ محفوظ رکھی و اللہ الحمد۔

گورنر مکہ نے احمد فلکیہ وہابی کے منہ پر تھپڑ مارا

جب وہابیہ کا یہ کربجی نہ چلا اور مولانا شریف کے یہاں سے بحمدہ تعالیٰ ان کا منہ کالا ہوا۔ ایک ناخواندہ جاہل کے نائب الحرم کہلاتا ہے۔ کیا احمد پاشا اس زمانے میں گورنر مکہ معظمہ نے آدمی ناخواندہ مگر دیندار۔ ہر روز بعد عصر طواف کرتے خیال کیا کہ شریف صاحب ذی علم تھے کتاب سن کر معتقد ہو گئے یہ بے پڑھانو جی آدمی ہمارے بھڑکائے سے بھڑک آئے گا ایک روز یہ طواف سے فارغ ہوئے کہ نائب الحرم نے ان سے گذارش کی ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیے ہیں اور اب اللہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے اور ساتھ ہی دل میں سوچا کہ یہ کیونکر جئے گی کہ ایک ہندی ملت کے عقیدے بگاڑ دے۔ اہم اجھوڑا اس کے ساتھ یہ کہنا پڑا اور اکابر علماء مکہ مثل شیخ العلامہ سید محمد سعید باصیل مولانا شیخ سانی ممال و موالا

ابوالخیر مراد اور اس کے ساتھ میں مولا تعالیٰ کی شان کر واقعی بات جو اس نے مجبوراً کی اس پر اٹھی پڑی۔ پاشا نے بکمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر جمائی اور کہا یا خبیث ابن الخبیث یا كلب ابن الكلب اذا كان هولاء معه فهو يفسدہ ام يصلح اے خبیث ابن خبیث اے كلب ابن كلب (کتنے کے بچے) جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو خرابی ڈالے گایا اصلاح کرے گا۔ اس روز سے مولا نا سید اتمیل وغیرہ سے اے نائب الحرم کہتے اور احمد فلکی کو ”امحق سفیہ“ لکھتے اور ایک اور مختلف کو مخصوص مولا نا شریف کا دربار مہذب دربار تھا وہاں وہا بیوی کو مہذب ذلت پہنچی ایک جنگی فوجی ترک کا سامنا تھا اسی طریقے کی ذلت پائی۔

”حسام الْجَرَمِينَ“ کی علماء مکہ میں مقبولیت

”دولت مکیہ“ کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے کچھ پہلے سے بفضلہ تعالیٰ ”حاسم الْجَرَمِينَ“ کی کارروائی جاری کی۔ اکابر نے جو عالیشان تقریظات اس پر لکھیں آپ حضرات کے پیش نظر ہیں ابتدا ہی میں یہ فتویٰ حضرت مولا نا شیخ صالح کمال کے پاس تقریظ کیا گیا تھا۔ ادھر حضرت مولا نا شیخ صالح کمال کے پاس تقریظ کو گیا تھا۔ ادھر حضرت مولا نا شیخ صالح کمال نے کتاب نانے کے ضمن میں حضرت شریف مکہ سے خلیل احمد کے مقام دلال اور اس کتاب ”برائین قاطع“ کا بھی ذکر کر دیا تھا۔

خلیل احمد ائمہ ٹھوی مکہ سے بھاگ کر جدہ آگیا

ائمہ ٹھوی صاحب کو خبر ہوئی مولا نا کے پاس کچھ اشر فیاں نذر انہ لے کر پہنچ اور عرض کی کہ حضرت مجھ پر کیوں ناراض ہیں۔ فرمایا کیا تم خلیل احمد ہو؟ کہا ہاں۔ مولا نا

نے فرمایا تجھ پر افسوس تو نے ”براہین قاطعہ“ میں وہ شیخ باتیں لکھیں میں تو تجھے زندگیں
لکھ چکا ہوں (اس سے پہلے مولانا غلام دیگر صاحب تصویری مرحوم کی کتاب ”تقدیس
الوکل عن توہین الرشید والخلیل“، لکھ کر علماء مکہ مעתظہ سے تقریباً ٹین لے چکے تھے۔ اس پر
مولانا شیخ صالح کمال کی بھی تقریباً ہے اور اس میں انیسوی صاحب اور ان کے استادوں
گنگوہی کو زندگی لکھا ہے)۔ انیسوی صاحب نے کہا حضرت جو باتیں میری طرف
نسبت کی گئی ہیں افتراہ ہیں میری کتاب میں نہیں ہیں فرمایا تمہاری کتاب ”براہین
قاطعہ“ چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور میرے پاس موجود ہے انیسوی نے کہا حضرت
کیا کفر سے توبہ قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا ہوتی ہے۔ مولانا نے چاہا کسی مترجم کو بلا میں اور ”
براہین قاطعہ“ انیسوی کو دکھا کر ان کلمات کا اقرار کر توبہ میں مگر انیسوی صاحب
رات ہی جدہ کو فرار ہو گئے۔

مولانا شیخ صالح کا ایک تاریخی خط

حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے حضرت مولانا سید اسماعیل کو اس واقعہ کا
ایک خط بھیجا اور انہوں نے بعینہ وہ خط اپنے خط میں لکھ کر مجھے بھیج دیا وہ اب تک میرے
پاس محفوظ ہے صبح کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال فقیر کے پاس تشریف لائے اور خود یہ
واقعہ بیان کیا اور فرمایا میں نے سنا ہے کہ وہ رات ہی بھاؤ گئے۔ میں نے کہا مولانا
آپ نے اس کو بھکاریا فرمایا میں نے۔ میں نے کہا اس آپ نے فرمایا یہ کیونکہ میں نے
عرض کیا جب اس نے آپ سے پوچھا کہ یا کافر تی تو بے قبول نہیں ہوتی آپ نے کیا
فرمایا۔ فرمایا میں نے کہا ہوتی ہے میں نے کہا اسی نے اس کو بھکاریا۔ آپ کو یہ فرماتا تھا
کہ جو رسول اللہ ﷺ لی توہین رہے اس لی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا، اللہ یہ بات

مجھ سے رہ گئی۔ میں نے کہا تو آپ ہی نے بھگایا زمانہ قیام میں علماء عظماء کو مظہر نے
بکثرت فقیر کی دعویٰ میں بڑے اہتمام سے کیں ہر دعوت میں علماء کا مجمع ہوتا ہوا کرات
علمیہ رہتے شیخ عبدال قادر کردی، مولانا شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے مسجد الحرم شریف
کے احاطہ میں ان کا مکان تھا انہوں نے تقریب دعوت سے پہلے باصرار نام پوچھا کہ
تجھے کیا چیز مرغوب ہے ہر چند غور کیا نہ مانا آخر گذارش کی الحلیب، الماء شیری و دردان
کے یہاں دعوت میں انواع اطعہ جیسے اور جگہ ہوتے تھے ان کے علاوہ ایک عجیب نیس
چیز پائی کہ اس ”الحلیب البارد“ کی پوری مصدق تھی نہایت شیریں ورد اور خوش
ذائقہ۔ ان سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے کہا ”رضی الوالدین“ اور وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ
جس کے ماں باپ نا راض ہوں یہ پکا کر کھلانے راضی ہو جائیں گے۔ فقیر دعوتوں کے
علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء مولانا محمد سعید
بابصیل اور مولانا عبد الحق مہاجر الہ آبادی اور کتب خانہ میں مولانا سید امیل کے پاس
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

مکہ کے بے شمار علماء نے اعلیٰ حضرت

کے پاس آ کر ہدیہ تحسین پیش کیا

یہ حضرات اور باقی تمام حضرات فروع گاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے۔ صبح سے نصف
شب تک ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا۔ مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی
تو گنتی نہیں اور مولانا سید امیل الترما روزانہ تشریف لاتے۔ خصوصاً یام علات میں کہ
کم محروم ۱۳۲۳ھ سے سلسلہ حرم مکہ مسلسل ہی دن میں دو بار بھی تشریف لاتے اور ایک بار کا

آنہ تھیں تھا آنہ حرم میں کہ طیعت بہت ویرجت ہوتی تھی۔

شیخ جبل کو اعلیٰ حضرت نے اشعار میں ہدایہ تمثیلیک چیز کیا

ایک حضرت کے سبب دوسرے تشریف و ہزاروں دنیوں و زمیں سرہن کی طرف

سے شفیق میں عی جاتا ہوں میں نے ان سید جبل و ایک پرچہ پر من شعر کو لیا ہے:

هند یومن مفتر فابطل حکم ولا قدرنا جعلنا راما فاما

فلوا القاء خلیل الطبل شفاء الا تجعون ان تبروا الناس فاما

عودتمونا طلوع الشمس كل ضحى و هل سمعه كربما بقطع المكر ما

(یہ دو دن میں کہیں دیدار نہ طا اور نہیں طاقت ہوتی تو سر کے مل آتے۔

لوگ کہتے ہیں کہ ”الحق خلیل شفاء طبل“ ہے یعنی دوست کا آنحضر کا جاتا کیا آپ
ہماری حرض کی خشائیں چاہتے۔ آپ نے ہمیں عادی کردیا کہ ہر چاشت کو سورج طلوع
کر دیو اپ نے کسی کریم کو نہیں کہ کرم قطع کرے)

اس رقص کو دیکھ کر سید موصوف کی جو کیفیت ہوئی حال رقص نے دیکھی فوراً اس

کے ساتھی تشریف لائے اور پھر روز رخصت تک کوئی دن خالی نہ جاتا۔

مولانا عبد الحق لا آبادی اعلیٰ حضرت کو ملنے آئے اور کتاب لکھنے پر مبارک دی

مجھے یاد نہیں حضرت مولانا عبد الحق لا آبادی کو چالیس سال سے زیادہ مک

معظلم میں گذرے تھے کبھی شریف کے یہاں تشریف نہ لے لئے تھے قیام گاہ فقیر پر

دوبار تشریف لائے مولانا سید اسغلی وغیرہ ان کے ٹانگہ فرماتے تھے کہ یہ بھن خرق

عادت ہے۔ مولانا کا دم بسانیست تھا ہندی تھے مگر ان کے انوار مکہ معظلم میں پہنک

رہے تھے۔ التزا ماہ سال حج کرتے مولانا سید امیل فرماتے تھے۔ ایک سال زمانہ حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے۔ نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا مجھے حرم شریف میں لے چلو۔ کئی آدمی اٹھا کر لائے کعبہ مظہر کے سامنے بٹھایا۔ زمزم شریف منگا کر پیا۔ اور دعا کی الٰہی حج سے محروم نہ رکھا اسی وقت موئی تعالیٰ نے ایسی مہلت عطا فرمائی کہ اٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا۔ کم مظہر میں علمی حقوق کے کوئی صاحب ایسے نہ تھے جو فقیر سے ملنے نہ آئے ہوں سوائے شیخ عبداللہ ابن صدیق ابن عباس کے کہ اس وقت مفتی حنفیہ تھے اور وہاں مفتی حنفیہ کا منصب شریف مکہ سے درجہ میں سمجھا جاتا ہے اپنے منصب کی جلالت قادر نے انہیں فقیر غریب الوطن کے پاس آنے سے روکا۔

نائب شریف مکہ شیخ عبداللہ ابن صدیق،

اعلیٰ حضرت کوہہیہ تحسین پیش کرتے ہیں

اپنے ایک شاگرد خاص کو فقیر کے پاس بھیجا کہ حضرت مفتی حنفیہ نے بعد سلام فرمایا ہے کہ میں آپ کی زیارت کا بہت محتاج ہوں۔ مولانا سید امیل اس وقت میرے پاس بیٹھے تھے میں نے چاہا کہ حاضری کا وعدہ کر دوں مگر اللہ اعلم جبیب اکرم ﷺ کے کرم نے ان اکابر کے دل میں اس ذرہ بے مقدار کی کیسی وقعت ڈالی تھی فوراً روکا اور فرمایا و اللہ یہ نہ ہو گا تمام علماء ملنے آئے ہیں وہ کیوں نہیں آتے ہیں ان کی قسم کے سبب مجبور رہا مگر تقدیر الٰہی میں اسے ملنا تھا اور نئی شان سے تھا اس کا ذریعہ یہ ہوا۔

علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی طرف سے
اعلیٰ حضرت فاضل بریویؒ کی علمی اور اعتقادی خدمتا کا اغتراب

حسماں الحرمہن

علیٰ مشھر الکفر والمعین

تألیف: اعلیٰ حضرت مجید دمّات حافظہ مولانا احمد رضا خاں بریویؒ

ترجمہ

پیرزادہ اقبال حسن فاروقی

ایم لے

مکتبۃ نبویہ، گنج بخشش و دلایا ہو

جواب رسالتہاب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک لا جواب کتاب

المسنونہ

جزء اللہ عز و جلہ با بائہ

ختم الہدیۃ

— تصنیف طیف —

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد ماتھے حاضرہ امام قطب طاھرہ
اشاہ مولانا احمد رضا خاں بیوی قدس بر福

مکتبہ نبویہ — گنج بخش روڈ — لاہور

الدَّوْلَةُ الْمُكَبِّةُ بِالْمَاذَةِ الْعَدَدِيَّةِ

یہ کتاب سرکار دودھام علی اللہ علیہ وسلم کے علم غیری پر مشتمل ہے جسے سیدنا امام احمد رضا حنفی نے مکر مرد کے قیام کے دوران تصنیف کیا تھا۔ اور شریف کے کے ایوان میں علم غیر مصدق کی وجہ پر جاز کی موجودگی نہیں پڑھاتا۔ شریف کے اور علامے جاز نے ایک ایک طرز اور صفت علم کی تحقیق اور تحریر کی تھی۔ پسندیدگی اور اسے مذاہعت عامہ کے لیے منظور کیا گیا۔

مُصْبَحَةُ الدِّينِ وَتَنَّ مُشَجِّعَةُ صَدِيقِي صَدِيقِي کی آخری دعا یعنی میں کی وفاتی اعتقادی فتنہ دار ہے۔ اسی میں ایک تصریح سرکار دودھام علی اللہ علیہ وسلم کے علم کی تحقیق کرتا تھا پھر اسی فتنے نے اسکا علم غیری پر مفعول ہوا۔ اسی میں اس فتنے کو چند طالےے بہودتان کی تائید حاصل تھی جن دونوں اعلیٰ حضرات امام رضا حنفی شمشادی صاحب و مولانا مخدوم خان برلنی خصوصی کے علم غیری کو اللہ کے طبق سے طاری ہے میں ان مذکورہ اور اسکے پر اپنی آپ سے ہم تو اس علماء کی وساطت سے شریف کے سک پہنچایا۔

شریف کے نے عالم اسلام کے ان علماء کے کرام کو جوان دونوں فتح بیت اللہ کے لیے مکر میں موجود تھے۔ طلب کیا اور فتنہ پر دار مولویوں اور مقامی اعلیٰ علم و عبھی بایا اس محل میں اعلیٰ حضرات فاضل برلنی کو اپنا بخوبی نظر پیاس کر نے کے لیے طلب کیا۔ آپ نے صرف آنحضرت میں ایک اہم مختار گھبندی کیا تھا جو اس محل میں جوش کیا گیا جس میں شریف کے اور علماء کے کرام نے فاضل مقابلہ نہ کر کی تھیں کون صرف پسند کیا بلکہ بدیتی تحسین و تبریک پیش کیا۔ مگر یہ ممکن نہیں مذکور رہ چکا۔ کی طرف بیگ ملک بخاری نے اس کتاب پر اپنی تقدیر پیش کیں۔

یہ معرکہ آرٹیلریجی کتاب "الدَّوْلَةُ الْمُكَبِّةُ بِالْمَاذَةِ الْعَدَدِيَّةِ" جوہر و انجوہ ۱۳۲۲ھ میں لکھی تھی علماء عرب و عجم کی تقدیری کے ساتھ ۱۳۲۶ھ میں پہلی بار شائع ہوئی۔ ہم نے اسے عربی زبان سارو دو محفل کیا ہے۔ یا ایک نہایت اہم کتاب ہے جس کا مطالعہ حضور نبی کریم صاحب کوثر و تنسیم کے علم غیری پر بڑی مفہوم معلومات ملی کر رکھی گئی۔ آپ حسوس کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول کو اپنے خزانہ غیر سے کیے کیے علم غیری سے نواز رہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی نبی الامی النبی بعلوم مفہمات الکائنات و علی الہ الطیبین و صحبه اصحاب الاحسان و الخیرات۔

بیہزادہ اقبال احمد فدوی

گمراہ مرزا زین الحسین رضا لاهوری